اُردُو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ رکن دوم

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

دربیان احوال حضرت ایشاں عُروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی معصوم زمانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر ولادت باسعادت آنحضرت و احوال ایام صبا و شباب و تربیت یافتن در علم ظاہر و باطن از والد بزرگوار خود و بیان بشارات کہ حضرت مجدد الفثانی رضی اللہ عنہ در حق حضرت عروۃ الوثقےٰ فرمودہ اند و رسیدن آنجناب بہ منصب قطب الاقطابی و قیومیت :-

؎ کنوں گویم از قبلۂ اولیا | امامِ جہاں سرورِ اصفیا
چو معصوم بود از خطا و خطر | بسفتند در نامِ او ایں گہر
نبی نیست لیکن برنگِ نبی | بجوشد ز کوثش ہزاراں ولی
یزید از نگاہش شود بایزید | شقی گر در آید بر آید سعید
سرشتند از نورِ حق خاکِ او | بود چوں نبی طینتِ پاکِ او
جہاں اندیشش چہ در سر بود | عرض را چہ نسبت بجوہر بود
بوے گفت آں احمدِ نامور | کہ اے ثانئے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی | زمن ایں بشارت بیاد آوری
دریں لوح یکحرف نگذاشتی | ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے تیسرے فرزند ہیں۔ جناب کی ولادت باسعادت بروز سوموار ۱۰ ارشوال ۱۰۰۷ ہجری کی ہوئی

واقعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزند حضرت محمد معصومؒ پیدا ہوا۔ تو مجھ پر بے خودی طاری ہوئی۔ اس بیخودی میں کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا فرشتے اور نبی ہمارے گھر میں جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھے مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ نور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ تیرا فرزند ہے۔ جس کے وجود کے نور سے جہان اور اہل جہان وہ نور روشن ہو جائینگے۔ اور اُس کی ہدایت ارشاد کا نور اُس کے خلفا اور فرزندوں کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہیگا ۔

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے فرزند محمد معصومؒ کے پیدا ہونے کے دن خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دوسرے انبیاء اولیاء اور اصحاب سمیت شہر سرہند میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور تمام انبیاء اولیاء اور اصحاب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ فرزند میری اُمت کے تمام اولیا سے افضل ہے۔ اور کمالات اور قرب الٰہی کے تمام مدارج میں تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔

ے پدر نور و پسر نور است مشہور ازیں جا فہم کن نوراً علےٰ نور

اور میرے تمام کمالات اور اسرار کا وارث کامل اور عامل ہوگا۔ میری امت کا ارشاد۔ ہدایت اور فیض اسی کی طفیل سے ہوگا۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ اس کے فرزند بھی اس کی طرح ہادی و مہدی خلق ہونگے۔ اور میری امت کے تمام اولیا سے افضل ہونگے اور اس کی آمد تمہارے حق میں بہت مبارک ہے۔ کیونکہ اب عنقریب تمہیں وہ کمالات عنایت ہونگے۔ جو اس سے پہلے کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ بعد پھر وہ کمالات اس فرزند کے وسیلے سے جہان میں پھیل جائینگے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رحنے فرمایا۔ کہ حضرت محمد معصوم کی ولادت ہمارے حق میں از بس مبارک ہوئی۔ کہ اسکی پیدائش کے بعد انہیں دنوں حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ماوراء النہر سے ہندستان آئے۔ اور میں نے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ دیکھا سو دیکھا ۔

چنانچہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت معہود سے مشرف ہوا۔

خلعت تجدید الف و قیومیت پہنی۔ یہ تمام کمالات محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے آنے کی برکت سے حاصل ہوئے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ابتدا سے انتہا تک بلکہ ابدالاباد تک معصوم رہیگا۔ اس واسطے اس کا نام محمد معصوم رکھنا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محمد معصوم نام ابوالخیرات کنیت اور عروۃ الوثقیٰ لقب مقرر فرمایا ؎

مرشدے کز عصمتش کلک قضا — نام پاکش زد بمعصومی رقم

آنکہ در سایہ نشیند آفتاب — قدر او آنجا کہ افراز و علم

مے سزد ذکرے بزراحسان او — کاسۂ دریوزہ گردد جام جم

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے۔ اور بول و غائط کا کپڑوں پر کہیں نشان نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ننگے ہو جاتے تو جھٹ پٹ اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے۔ آپ دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے۔ وہ خود ہی آپ کے دہن مبارک میں پستان رکھتی۔ ماہ رمضان میں دن کے وقت ہرگز ہرگز دودھ نہ پیتے تھے دایہ بہتیرا پستان آپ کے دہن مبارک میں رکھنا چاہتی لیکن آپ منہ پھیر لیتے۔ نماز مغرب کے بعد پیٹ بھر دودھ پیا کرتے۔ ایک دفعہ ماہ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا۔ کہ شائد چاند نکلا ہے یا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرت قیوم اول نے فرمایا کہ آج سے ماہ رمضان شروع ہے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب محمد معصوم نے بات کرنا شروع کی تو پہلے توحید فنا اور بقا کے بارے میں باتیں شروع کیں۔ تجلی ذات کی حقیقت جامعہ کی بابت خبر دیتا اور کہا کرتا تھا۔ کہ میں آسمان ہوں۔ میں زمین ہوں میں عرش ہوں۔ میں کرسی ہوں۔ میں لوح ہوں میں قلم ہوں۔ میں فلاں ہوں میں فلاں ہوں وغیرہ وغیرہ ❖

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند محمد معصوم کی عمر ابھی تین سال کی تھی۔ کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے امت کے تمام کمالات اسے عنایت فرمائے۔ اور تجلے ذات کا مرحلہ طے کر کے ذات بحت تک پہنچ گیا۔ اور قیومیت کے آثار اور محبوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ یہ فرزند قیوم زمانہ اور پروردگار کا محبوب خاص ہوگا ❖

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شیرخوارگی کی حالت میں مجلسوں اور محفلوں میں لایا جاتا۔ تو لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کرتے۔ "السلوک السلوک" اور جب کسی کو دیکھتے تو سلام علیک کی بجائے سلوک کی باتیں بیان کرتے۔ اسی وقت لوگوں کے باطن پر اثر ہو جاتا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی ان باتوں کا بچپن میں مشاہدہ کیا۔ تو فرمایا کہ قرب راہ خدا میں بوڑھے جوان، بچے اور عورتیں سب برابر ہیں۔ اور ہر ایک پر فیض کے انوار مختلف ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے ؂

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کے ظہور کا منتظر تھے۔ کیونکہ آنجناب سے ہر روز عجیب و غریب امورات ظہور میں آتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ علم ظاہر ضروری ہے اس سے جلدی جلدی فارغ ہو جاؤ کیونکہ مجھے تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔ حضرت قیوم ثانی نے معقول و منقول کی تمام کتابیں خوب تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور گیارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ ابھی آنجناب کی عمر تیرہ سال کی تھی کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کو قطب الاقطابی کی خوشخبری سنائی۔ جب آنجناب بالغ ہوئے تو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کی شادی کرنی چاہی۔ اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو نکاح کا اذن نہ ملا۔ مدت تک اس بارے میں ملتجی رہے۔ ایک روز آپ پیشاب کرنے کے لئے چھت پر گئے۔ بیٹھنے کے بعد دیکھا کہ گیہوں کے چند دانے وہاں پڑے ہیں۔ بسبب ادب وہاں پیشاب نہ کیا۔ ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ گیہوں کے دانے ناپاک مقام پر پڑے تھے۔ آپ نے انہیں وہاں سے اٹھا کر پاک کرکے کھا لیا۔ اسی اثنا میں آپ کو الہام ہوا۔ کہ تمہیں تمہارے فرزند کے نکاح کی اجازت ہم نے دے دی۔ اور ساتھ ہی منکشف فرمایا۔ کہ اس کام سے ہم نے اس واسطے روکا تھا۔ کہ ہمیں غیرت آتی تھی۔ کہ محمد معصوم کا تعلق دنیا سے ہو۔ چونکہ اس کے ارادہ میں تھا۔ کہ آنجناب کے فرزند بارگاہ الٰہی کے مقرب ہوں گے۔ اور دین و دنیا کا کارخانہ اس کے حوالے ہوگا۔ اس واسطے نکاح کا حکم جناب الٰہی سے صادر ہوا۔ حضرت قیوم ثانی کا نکاح حضرت قیوم اول کے خاص خلیفہ میر صغیر احمد رومی رضی اللہ عنہ

کی دوسری بیٹی رُقیہؓ سے ۲۷۔ ذوالحجہ ۱۰۲۱ھ ہجری کو ہوا۔ آنجناب کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے +

ذکر در بیان

پوشیدن خلعت قطب الاقطابی و قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی امام المعصوم و بر مسند ارشاد نشاندن و قائم مقام خود کردن حضرت مجدد الف ثانی عروۃ الوثقےٰ را و بیان معاملات بزرگ و کلمات مدحیہ سترگ کہ حضرت قیوم اوّل در حق قیوم ثانی معصوم ربانی فرمودہ اند:۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس بندہ نے جب کہ اس کی عمر تقریباً چودہ سال کی تھی۔ حضرت قیوم اوّل کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے آپ سے ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں۔ جس سے تمام جہان منور ہے اور وہ تمام موجودات کے ذرّے ذرّے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر وہ نور غائب ہو جائے۔ تو جہان تاریک ہو جائے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی۔ میری اس بات کو یاد رکھنا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے +

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ جو وعدہ کیا گیا تھا پورا ہوا اور خوشخبری کے آثار ظاہر ہوئے +

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدرالدینؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ فرماتے تھے کہ ہماری نسبتوں کا اقتباس محمد معصومؓ نے اس طرح کیا ہے جس طرح صاحب شرح وقایہ نے وقایہ کو پڑھنے اور حفظ کرنے میں کیا۔ چنانچہ وہ شرح وقایہ کے خطبہ میں لکھتا ہے کہ جوں جوں مجھے میرے جد امجد نے پڑھایا میں ساتھ ساتھ اسے حفظ کرتا گیا +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک سو بانویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کی نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا سو وہ بقیہ آنحضرت کی امت کے ایک صاحب نصیب کو عطا ہوا اور اس کی طینت کا خمیر اسی بقیہ سے کیا گیا اور اسی بقیہ کے مطابق اصالت سے مجھے بھی اسے حصہ ملا۔ اس فرد کی طینت کے خمیر سے جو کچھ باقی بچا وہ

اس فرد کے فرزندوں میں سے ایک کو نصیب ہوا اصالت کا جو حصہ مہدی موعود کے نصیب ہے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وساطت سے ہے۔ اس صاحب دولت فرد اور اس کے فرزند سے مراد حضرت قیوم اولؓ اور حضرت قیوم ثانیؓ ہیں یعنی حضرت مجدد الف ثانی اور آنجناب کے فرزند ارجمند امام معصوم۔ خود حضرت قیوم اول نے قیوم ثانی کو طینت اور اصالت کی خوشخبری سنائی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ اصالت سے کچھ حصہ تمہیں نصیب ہے۔ محبوبیت تمہارے وجود میں ودیعت ہے۔ یعنی فرمایا کہ محبوبیت ذاتی اور کمال انفعالی دو تو قیوم ثانی میں ہیں۔ محبوبیت ذاتی سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی ÷

محبوبیت کی تین قسمیں ہیں۔ افعالی، صفاتی۔ ذاتی۔ کامل اولیائے محبوبیت افعالی تک پہنچتے ہیں۔ اور صفاتی اکمل اولیا کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذاتی صرف حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یا حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ عنہم بسبب دراثت پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے مشرف ہوئے۔ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ سو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سوائے قیوم اربعہ رضہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ÷

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۰۳۲ھ ہجری میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھا کر خلعت قیومیت پہنائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رح اجمیر میں تھے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کو لکھا۔ کہ جو خلعت مجھے حاصل تھی وہ مجھ سے جدا کی گئی۔ اس وقت میرے دل میں خواہش ہوئی کہ خلعت مذکور میرے فرزند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لحہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ خلعت میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی۔ اس خلعت زائدہ سے مراد قیومیت ہے۔ جس کا تعلق تربیت اور ارشاد سے ہے اس عرصہ میں ارشاد و ارتباط کا باعث وہی خلعت قیومیت تھی۔ یہ پڑھکر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ بہت جلدی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت قیوم اولؓ نے آپ پر بہت مہربانی کی اور خلوت میں بلا کر خلعت قیومیت عنایت فرمائی ÷

جیسا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ مکتوب ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت قیوم اولؓ نے

مجھے خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ تو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ میرا اس جہان سے تعلق کا سبب صرف یہی معاملہ قیومیت تھا۔ جو تمہیں عنایت کیا گیا ہے۔ اب اس جہان فانی میں میرا رہنا لاحاصل ہے۔ سو میں عنقریب یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں۔ گو مجھے خلعت قیومیت سے گونہ مسرت ہوئی۔ لیکن یہ بات سنکر جگر کباب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جب آنحضرت نے میری یہ حالت دیکھی۔ تو از راہ لطف و کرم فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہی ہے کہ ایک کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسرے کو اس کا قائم مقام بناتا ہے۔

جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا تو آنحضرت کا قائم مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جب انہیں اپنے پاس بلایا تو اُن کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بٹھایا۔ اور جب اُن کا وصال ہوا تو ان کا جانشین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اور جب وہ دار البقا میں تشریف لے گئے تو اُن کا قائم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مقرر کیا۔

چونکہ مجھے اس بات کی قابلیت اپنے آپ میں معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور علاوہ ازیں رنج والم بھی دل میں بکثرت تھا۔ اس واسطے ہاں یا نہیں کچھ نہ کہ سکا۔ اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا۔ اُن میں سے بھی کسی کا ذکر نہ کر سکا۔ جب آنحضرت نے فرمایا کہ میری قیومیت کی نسبت تمہاری قیومیت پر چیزیں زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ تو پھر بھی بکثرت رنج والم میں اُس کی وجہ نہ پوچھ سکا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے حد سے زیادہ غمگین دیکھا۔ تو فرمایا کہ ابھی میرے کوچ میں تھوڑی مدت باقی ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ اب مجھے کس واسطے دنیا میں ٹھہرنا ہے۔ متوجہ ہو کر ایک لمحہ بعد فرمایا کہ تمہارا قیام مجھ سے اور افراد عالم کا قیام تم سے ہے۔ اس سے مجھے ایک گونہ تسلی ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ دن کم ایک سال تین ماہ بعد آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ یہ واقعہ ذوالحجہ ۱۰۳۲؁ھ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴؁ھ ہجری کو ہوا۔

واضح رہے کہ قیوم اس جہان میں خلیفہ حق اور اس کا نائب مناب ہوتا ہے جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے۔ خواہ انہیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ غوث قطب اور فرد تمام اس کے اردلی اور خادم ہوتے ہیں۔ تمام اولیا اُس کے زیر سایہ ہوتے ہیں۔ اہل جہان کا قیام اُس کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ کیونکہ افراد عالم اس کے اسماء و صفات کے مظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی اور ذات ہونی چاہیے تاکہ تمام اعراض و اوصاف اس سے قائم ہوں۔

اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ ہے کہ عرصہ دراز کے بعد کسی عارف کو ذات سے کچھ عنایت کرتا ہے۔ جسے فناں موہوب کہتے ہیں۔ جو بطور خلافت و نیابت جہان کا قیوم ہوتا ہے۔ اور تمام چیزیں اسی سے قایم ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ قیوم پروردگار کا وزیر اعظم۔ نائب اتم اور خلیفہ اکبر ہوتا ہے۔ قیومیت کی خدمت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل درج ہو چکی ہے تمام اولیاء امت میں سوائے قیوم اربعہ کے اور کسی کو یہ خدمت سپرد نہیں ہوئی۔ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات سرور عالمیان صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر الوالعزم آیا کرتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں آنحضرت کی تبعیت و وراثت سے یکے بعد دیگرے چار ہوئے۔ کیونکہ قیامت قریب تھی اور استحکام دین نہایت ضروری تھا۔ کشف الحقائق مقامات قیومیت میں قیوم اربعہ کا یکے بعد دیگرے مبعوث ہونا معہ اسباب وجوہ مفصل بیان کیا گیا۔ اگر کچھ شک و شبہ ہو تو وہاں سے دیکھ لیں +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک مکتوب میں قیومیت کا بیان یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قیوم ایک عارف کامل لقائے ذاتی سے مشرف اور علم کے آئینے میں اس کے جمال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اس کی ذات کو کلی اور اجمالی طور پر دیکھتا ہے۔ جہان کی تمام چیزیں اس کی مظاہر تفصیل اور اس کی ذات کی معائن ہوتی ہیں۔ تمام افراد جہان کو اس طرح گھیرے ہوتا ہے جیسے کل اپنے جزو کو۔ بعض ذات کو بذریعہ صفات احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ذات و صفات ہر دو کا مظاہر ہوتا ہے۔ یہ آخری قسم افراد سے مخصوص ہے۔ اور یہ عنقا صفت ہوتے ہیں۔ اگر ہزارہا سال بعد بھی ایک ایسا پایا جائے تو بھی غنیمت ہے" +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق کو فرمایا کہ حق تعالےٰ نے جو سابقین کے زمرے کی بابت فرمایا ہے ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین۔ جب میں نے ان کے بارے میں غور سے نگاہ کی تو اپنے آپ کو قلیل من الاخرین میں پایا۔ اور اپنے ایک فرزند محمد معصوم کو بھی ہاں دیکھا +

مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی کے فرزند بھی قلیل من الاخرین میں شامل ہیں کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد معصوم کو فرمایا تھا۔ کہ تمہارے فرزند بھی تمہاری طرح ہونگے۔ اور تیری مجلس میں میری طرح بیٹھیں گے۔ اور تجھ سے توجہ باطنی کے خواستگار ہونگے۔

یہاں پر یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند عین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی کے فرزندوں کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کی طرح ہونگے۔ یعنی طینت اصالت قیومیت وغیرہ اُن میں ہو گی۔ حضرت قیوم اول کے باقی مخصوص کمالات بھی اللہ تعالے نے آپکے چھ فرزندوں کو عطا فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے حضرت قیوم ثانی رضؓ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی تمہارے وسیلہ سے نصیب ہو گی۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام معصوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار کے خلوت خانہ میں سوئے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں آنحضرت رضؓ تشریف لائے۔ تو خادم نے خلوت خانے کا دروازہ کھول کر حضرت قیوم ثانی کو جگانا چاہا۔ لیکن حضرت قیوم اول نے بمبالغہ دروازہ کھولنے سے منع فرمایا۔ باہر دھوپ میں اس وقت تک انتظار کرتے رہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی بیدار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی بیدار ہونے کے بعد بڑی جلدی سے باہر آئے۔ اور آداب بجا لائے۔ جب حضرت قیوم اول اندر تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم اس واسطے باہر کھڑے رہے۔ کہ کہیں دروازہ کھولنے یا آواز سے محمد معصومؒ جو پروردگار کا خاص محبوب ہے۔ جاگ نہ پڑے اور حق تعالے کی مرضی کے خلاف ہم سے سرزد نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ہم ولایت موسوی سے ولایت محمدی میں لائے اور محمد سعید کو ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی میں لانا چاہتے ہیں اپنے فرزند محمد معصوم کی نسبت کیا لکھوں وہ بالذات محمدی مشرب ہے۔ حضرت قیوم اول نے جن مقامات اور کمالات کو اپنے سے منسوب فرمایا ہے ان میں حضرت قیوم ثانی کو بھی اپنا شریک بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام کمالات حق تعالے نے محمد معصوم کو بالاصالت عنایت فرمائے ہیں۔ اس میں کسی طرح سے وسیلہ نہیں ہوا۔

حضرت قیوم اولؒ نے حضرت قیوم ثانی سے جب قرآنی مقطعات کے اسرار بیان فرمائے۔ تو تمام شیطانوں اور جنوں کو خشکی پر سے اٹھا کر سمندر کی تہ میں قید کر دیا۔ اور فرشتوں نے اس مجلس کے گرد حلقہ باندھا اور آسمان تک اپنے پیر پھیلائے تاکہ کوئی شیطان یا جن

وغیرہ چوری چوری مُن نہ لے تین دن اور تین رات ایک ہی جلسہ میں صرف حرف قاف کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں باقی حرف مقطعات کے اسرار حضرت قیوم ثانی کو مسند ارشاد پر خود بخود منکشف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعات تمہارے باطن میں تھے لیکن تمہیں معلوم نہ تھے ٭

حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے سفر اجمیر سے واپس آکر خلوت اختیار فرمائی۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام خلفا و مریدین کو آپ کے حوالے کیا حضرت قیوم اوّل کے تمام اصحاب حضرت قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے! اور انہیں کی بیعت کرتے تھے! ور انہیں سے باطنی توجہات حاصل کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ صرف جمعہ کے روز خلوت سے باہر تشریف لاتے۔ اور لوگ آنجناب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوتے۔ حضرت قیوم اول رضہ لوگوں کو حضرت قیوم ثانی کی اطاعت اور ادب کی سخت تاکید کرتے اور فرماتے کہ محمد معصومؓ کو تمام اولیائے امت سے فضل جانو۔ جو استعداد حق تعالےٰ نے میرے فرزند محمد معصومؓ کو عنایت کی ہے۔ اگر مجھے حمت ہوتی تو میں اس پر فخر کرتا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی حضور میں ایک سال تین ماہ سات روز قیومیت کی۔ آنجناب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی حضور میں آپ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کا منصب حاصل ہوا۔ اب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کے سال بسالہ حالات لکھے جاتے ہیں ٭

ذکر بیان

احوال سال اول قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی، امام معصوم زمانی، تجدید بیعت نمودن جمیع مریدان و خلفا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ باآنحضرت و ولادت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضہ:۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدین اور خلفا نے حضرت قیوم ثانی سے بیعت کی اور آنجناب کے حلقہ میں آئے۔ حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ارشاد و قیومیت کی مسند پر اشراق کے وقت پنجشنبہ کے روز یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ ہجری کو

جلوہ افروز ہوئے۔ شمسی حساب کے مطابق ۱۷۔ دلو ہوتی ہے۔ اس دن پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفاء تھے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے باقی تمام خلفا جو مختلف ممالک میں تھے۔ سب کے سب حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سرہند میں حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراء النہر۔ خراسان۔ بدخشان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحائف و ہدایا اور عرائض دوبارہ بیعت و اذعان قیومیت حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت اقدس میں روانہ کئے۔ جہانگیر بادشاہ بھی حضرت قیوم اول کے وصال کی خبر سن کر تعزیت کے لئے سرہند میں آیا۔ روضہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ کا ولیعہد کون ہے۔ لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف اشارہ کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے تمام خلفاء و مریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان تھے۔ اور عرصہ دراز تک میرے ساتھ رہے۔ مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ میں ہی آنجناب کا مرید خاص ہوں۔ کیونکہ مجھے خرقہ عنایت ہوا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا۔ اس لئے حضرت قیوم اولؓ نے ان لوگوں کی ترغیب اطاعت کے لئے جو اس سے متنفر ہو گئے تھے۔ (چنانچہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے) اس کے حال پر بہت مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور رخصت کے وقت اس کے دل کی تسلی اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے تبرک کے طور پر اپنا جامہ اسے عنایت فرمایا تھا۔ بادشاہ جو کہتا تھا کہ مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ یہ معمولی بات ہے۔ کیونکہ جو کسی کو مرید کرتا ہے وہ خلوت میں لے جا کر طریقت کے بعض امور بیان کرتا ہے۔ اس سے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ جس جو عنایت اور خصوصیت مجھ سے تھی کسی اور سے نہ تھی۔ اسی بنا پر اس نے نہایت جہالت حماقت اور کمینہ پن سے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہونے کا دعوے کیا۔ اور آنحضرتؓ کا خرقہ پہن کر آنجناب کی خانقاہ میں آ بیٹھا۔ اور اپنے امیروں اور سپاہیوں کو کہا کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ کا سب سے بڑا خلیفہ میں ہوں۔ میری بیعت کرو۔ تمام لشکر نے خوف و ڈر کے سبب اس کی بیعت کی۔ پھر اس نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنی انگشتریوں اور مہروں میں مرید سلطان جہانگیر لکھا کریں سب نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے وقت کی مہر ملتی ہے اس میں مرید سلطان جہانگیر لکھا ملتا ہے۔ پھر حضرت قیوم اولؓ کے تمام خلفاء کو اپنی بیعت کی تکلیف دی تمام حیران ہو گئے

آخر مشورے کے ابعد فیصلہ فرمایا۔ کہ بادشاہ کو یہ کہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد الف ثانی کو عنایت فرمایا۔ جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے۔ اور جو باتیں دین کے متعلق ہیں۔ ان کی خلافت۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم رض کو حاصل ہے۔ کیونکہ بادشاہ کو اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو توجہ دے سکے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ چنانچہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفائے بیعت سلطنت تو بادشاہ سے کی اور بیعت قیومیت اور قطبیت حضرت قیوم ثانی سے کی اور بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ بیعت قیومیت حضرت قیوم ثانی رض سے کرو۔ چنانچہ ہندوستان کے تمام امرا معہ اپنی فوج کے علانیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ گو پہلے بھی مرید ہو چکے تھے۔ لیکن پھر دوبارہ بادشاہ کے روبرو ہوئے۔ بادشاہ نے سرہند میں ڈیرے جمائے اور اطراف و جوانب سے جو امرا و بادشاہ یا خلفاء وغیرہ حضرت قیوم اول کی ماتم پرسی کے لئے آتے تھے۔ اُن کے لئے مہمان نوازی کا سامان مہیا کرتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا میں سے سب سے پہلے میر محمد نعمان ماتم پرسی اور قیوم ثانی کی بیعت کے لئے آئے۔ بادشاہ نے اپنے خاص آدمیوں کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ جو بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو شہر میں لائے میر صاحب نے پہلے مزار فائض الانوار پر فاتحہ پڑھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رض سے بیعت کی۔ اسی طرح حضرت قیوم اول رض کا جو خلیفہ آتا۔ پہلے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھکر پھر بیعت ہوتا بادشاہوں میں سے جو پہلے پہل حضرت قیوم ثانی رض کی بیعت سے مشرف ہوا۔ عبداللہ خاں اورنگ بادشاہ توران تھا۔ اس نے اپنے امیروں کو تحفے اور ہدئے دیکر حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت بابرکت میں بھیجا۔ بادشاہ ہند نے اپنے امراکو ان کے استقبال کے لئے بھیجا اور اُن کی شان کے مطابق مہمانداری کا ساز و سامان کیا۔ عبداللہ خاں کا بھائی اور اُس کے اُمرا نے پہلے حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ پھر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے بادشاہ کی طرف سے بھی بیعت کر کے تحفے اور ہدئے پیش کئے۔ آنحضرت رض نے بادشاہ توران کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفوں اور ہدیوں کو قبول فرمایا۔ بعد ازاں خراسان بدخشان او ترکستان کے بادشاہوں کے امرا معہ تحائف و ہدایا آنحضرت رض کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے اپنے بادشاہ کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں بیعت کر کے مورد عنایت بنے۔ اسی طرح اور ممالک کے

امرا اور بادشاہ معہ تحائف و ہدایا حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔

لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفا اور دنیا بھر کے بادشاہ امراء وغیرہ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رض کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں تک کہ تمام جہان کے اکثر مشائخ علما صلحا۔ فقرا۔ امرا۔ بادشاہ۔ غلام۔ وضیع و شریف۔ اور چھوٹے بڑے حاضر ہو کر معتقد و مرید ہوئے۔ اور جناب کی غلامی اختیار کی۔ مرآت العالم۔ اور مرآت جہان میں لکھا ہے کہ آنجناب سے پہلے کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کی خدمت میں اس قدر معتقدوں اور مریدوں کا مجمع ہو۔ یا اس قدر ارشاد اور مشیخیت کا اس سے ظہور ہوا ہو۔ یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخیت کی مسند پر جلوہ افروز ہوا ہو۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے قیوم ثانی کو فرمایا تھا۔ کہ میرے وصال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور قرب الٰہی میں مجھ جیسا ہوگا۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ اس فرزند ارجمند تاج قیومیت کے موتی۔ سپہر قطبیت کے آفتاب کے تولد سے بہت ہی خوش و خرم ہوئے۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور مولود مسعود کا اسم مبارک محمد نقشبند۔ کنیت ابو القاسم۔ اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائک اس بچے کے تولد کی مبارکباد دینے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت اس فرزند سعید کو گود میں لیکر اپنی نسبت کا القا کرنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقےٰ کو فرمایا کہ یہی فرزند ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ فرزند کمالات الٰہی میں میری طرح ہوگا۔ واقعی یہ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اسے اپنے قرب کے تمام مراتب عنایت فرمائیگا۔ اور یہ اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ منصب قیومیت تمہارے بعد اسے نصیب ہوگا۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ نے یہ خوشخبری سنکر دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر بہت سا طعام فقرا کو تقسیم کیا حضرات قیوم اربعہ کے طریقہ میں اس سال کو سال قیومیت مطلق کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم نے وفات

پائی۔ دوسرا مسند ارشاد منصب قیومیت پر بیٹھا۔ اور تیسرا قیوم پیدا ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رض مسند قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے اور قیوم ثالث حجت اللہ پیدا ہوئے +

ذکر بیان

احوال سال دوئم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم قیوم ثانی بوقوع آمد در رفاقت آنحضرت ہمراہ سلطان ہند وخطاب یافتن آنجناب از حق تعالے عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ :-

جب بادشاہ ہند کو سرہند رہتے ہوئے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا۔ تو شاہزادہ شاہجہان نے جو پہلے بھی باپ سے باغی ہو چکا تھا۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر پھر دکن میں شورش کی۔ بادشاہ اس کے دفعیہ کے لئے سرہند سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی کو تفریح طبع اور والد بزرگوار کے غم فراق کو دور کرنے کے لئے ساتھ لیا۔ جس گاؤں قصبہ یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ و انابت سے مشرف ہوتے اور کمالات الہی سے کامل حصہ حاصل کرتے تمام شاہی لشکر آنجناب کا مرید ہو گیا۔ چنانچہ صبح شام ہزارہا آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے رشد و ارشاد کی گرم بازاری ہوئی۔ وزیر بدضمیر بدتدبیر ابلیس نظیر نے جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی اپنی عادت قدیمہ کے بموجب آنجناب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلخوری کی۔ اور بادشاہ کے مزاج کو آنجناب سے منحرف کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ بادشاہ آنجناب کا اعلےٰ درجہ کا محب و مخلص تھا۔ اس واسطے اس کی بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر اپنے پاس سے اُسے دور کر دیا +

الغرض جب بادشاہ دکن کے قریب پہنچا۔ تو شاہزادہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر بغیر لڑے بھاگ گیا۔ اور دولت آباد کے قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے اسی قلعہ میں نظربند کر کے اس ملک کا بندوبست کیا۔ جو لوگ آمادہ فساد اور شاہزادہ کے حامی تھے سب کو تنبیہ کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان رح آنحضرت رض کے حکم کے مطابق دکن میں سکونت پذیر تھے۔ شاہزادہ اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اور اکثر آپ کی خدمت میں

اُس کی آمد و رفت تھی۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپ کے مرید تھے مخالفوں نے موقع پاکر میر صاحب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ میر صاحب کا معتقد اور پیر بھائی تھا۔ اس واسطے آپ کے احوال کا متعرض نہ ہوا۔ صرف آپ کو بلا کر اتنا کہا۔ کہ میر صاحب ہمارا ساتھ دیجئے اور ہمارے ساتھ رہیے۔ دکن میں رہنا چھوڑ دیجئے۔ میر صاحبؒ نے بھی اس بات کو منظور کر کے بادشاہ کے ساتھ رہنا اختیار کیا۔ اسی اثنا میں شاہزادہ نے پوشیدہ طور پر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خوشخبری سنائی تھی۔ کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت ہاتھ آئیگا سو اب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کو قریباً دو سال گذر چکے ہیں۔ اور میں نے بھی بہتیری کوشش کی ہے لیکن تعجب ہے کہ اب تک گوہر مقصود ہاتھ نہیں آیا۔ میں آنجناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کا قائم مقام اور تمام جہان اور اہل جہان کا قیوم یقین کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب اس بارے میں توجہ خاص فرمائینگے تاکہ کسی طرح مراد کی چابی ہاتھ آئے۔ اور شاہد مقصود بغل میں ہو۔ اور شریعت و طریقت کو حسب دلخواہ رونق ہو۔ اور سلسلہ علیہ احمدیہ کو مدعا کے موافق رواج ہو ۔

آنحضرت رضہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی عروس سلطنت بلا محنت و مشقت ہاتھ آئے گی۔ کیونکہ تمہارے باپ کی عمر اب ختم ہو چکی ہے صرف اتنی دیر اور صبر کرو۔ کہ ہم سرہند پہنچ جائیں ۔

شاہزادہ یہ فرحت اثر خبر سنکر نہایت خوش ہوا۔ بادشاہ دکن کا بندوبست کر کے واپس آتا ہوا جب اکبر آباد پہنچا۔ تو میر محمد نعمانؒ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر بادشاہ کی مرضی ہو۔ تو میں اس شہر میں بود و باش اختیار کر لوں آنحضرت رضہ نے بادشاہ سے میر صاحب کی خواہش کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ شہر بھی میرے پایہ تخت کا ہم پلہ ہے۔ یہیں رہے۔ میر صاحب نے اکبر آباد میں سکونت اختیار کی۔ بادشاہ نے کئی ایک گاؤں بطور مدد معاش میر صاحب کے حوالے کئے۔ اور پھر بادشاہ اکبر آباد سے سرہند آیا۔ چند دن بیٹھ یہاں سے کر لاہور روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضہ کو ساتھ لیجانا چاہا۔ لیکن آنجناب نے نہ مانا۔ اور بادشاہ پھر مرتے دم تک لاہور ہی میں رہا ۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سفر سے واپس آکر ایک روز فرمایا کہ آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو

مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا کہ حق تعالےٰ نے آپ کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے تمام مقرب فرشتے انبیا اولیا نے آکر میرے گرد حلقہ بنایا۔ اور کہتے ہیں السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ! اور پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرش مجید کے گرد "محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ" لکھا ہوا دیکھا۔ اور منادی ہو رہی ہے۔ کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے محمد معصوم کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لوگوں کو آنجناب کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ حکم الٰہی یوں ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کریگا۔ نجات ابدی حاصل کریگا۔ اور جو اس کی مخالفت کریگا۔ عذاب وغضب الٰہی میں گرفتار ہوگا ۵

زہے علیا عشقش عروۃ الوثقےٰ ماست
جنت الماوٰئے وصلش مقصد الاقصائے ماست

اسی طرح اسی رات کو میوں نے اسی قسم کا خواب دیکھا ؛

ذکر و بیان

سال سوم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی
وفات یافتن سلطان جہانگیر و آمدن شاہجہان از دکن و جلوس نمودن
بر تخت سلطنت ہند از توجہ شریف حضرت ایشاں :۔

جب بادشاہ لاہور پہنچا۔ تو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوا۔ ایک مرض کا علاج دوسری مرض کے واسطے مضر پڑتا تھا۔ یہ حالت دیکھکر بہت گھبرایا انہیں دنوں ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ دنیا میں تیری محافظت کرنے والا میں تھا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ یہاں تجھے اخروی عذاب سے بچاؤں یہ خواب دیکھکر بادشاہ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ ارکان سلطنت کو بلا کر یہ ماجرا اُن سے بیان کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے شہریار کو ولیعہد اور قائم بنایا۔ بعد ازاں وفات پائی۔ اور دریائے راوی کے شمال کی جانب مدفون ہوا۔ اب اس مقام کو جہاں پر جہانگیر کا مقبرہ اور باغ ہے۔ شاہدرہ کہتے ہیں۔ لاہور اور شاہدرہ کے درمیان دریائے راوی ہے جہانگیر کی وفات کے بعد شہریار تخت پر بیٹھا اور سلطنت ہند پر قابض ہوا ؛
جب جہانگیر کی وفات اور شہریار کی تخت نشینی کی خبر حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ

نے سنی تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور اس کی مغفرت کی خوشخبری دی۔ بعد ازاں فرمایا کہ شہریار کا تسلط چند روزہ معلوم ہوتا ہے۔ آخر صاحب تاج و تخت شاہجہان ہوگا۔ جب شاہجہان نے دولت آباد کے قلعہ میں باپ کے مرنے کی خبر سنی۔ تو اس سے پہلے ہی وہ بیمار تھا۔ یہ خبر سنکر اہل قلعہ کو بلا کر کہا کہ اب میں تو کوئی دم کا مہمان ہوں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد مجھے وہاں دفن کرنا۔ جہاں میرے باپ کی قبر ہے یہ کہکر تھوڑی دیر بعد دم بند کر لیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا ہے۔ چنانچہ اُسے غسل دیکر تابوت میں بند کر کے لاہور بھیج دیا۔ شاہجہان نے پہلے ہی سے ہمراہیوں کو اس حیلہ سے آگاہ کر رکھا تھا کہ جب میرا تابوت قلعہ سے نکلے تو مجھے ایک کوٹھے میں تابوت سے نکال لینا۔ جب شاہجہان اس حکمت سے قلعہ سے نکلا۔ تو اُس کے ہمرازوں نے کوٹھے میں لیجا کر اسے تابوت سے نکالا ہاتھی پر سوار کیا۔ لیکن ہودج کو چاروں طرف سے بند کر دیا اور تابوت میں آلات اور چیزیں رکھ دیں تاکہ کسی کو خیال نہ گذرے کہ شہزادہ تابوت میں نہیں۔ جب شاہزادہ سرہند پہنچا۔ تو پوشیدہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں آکر سلطنت کے لئے دعا اور توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری سلطنت تو حضرت مجدد الف ثانی رض کے کشف سے ثابت ہو چکی ہے۔ ہماری کشفی نظر میں بھی اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے +

شاہزادہ یہ خوشخبری سنکر باغ باغ ہو گیا۔ آنحضرت رض سے رخصت ہو کر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہریار کو خبر ہوئی کہ شاہجہان کا تابوت آرہا ہے تو لوگوں کو بھیجا کہ خوب تفتیش کرو۔ کہ واقعی شاہجہان مرا ہے یا کوئی مکر و فریب بنایا ہے لوگوں نے تابوت کو دیکھکر اسے اطلاع دی شہریار نے وزیر کو بھیجا کہ تابوت کو کھول کر شاہجہان کی صورت دیکھ آؤ۔ وزیر پہلے ہی شاہجہان کا مخلص اور مکر و فریب سے واقف تھا۔ آکر صورت حال معلوم کی اور شہریار کو کہا خاطر جمع رکھو۔ شاہجہان فی الواقعہ مر گیا ہے میں اُس کی صورت دیکھکر آیا ہوں۔ پھر بھی شہریار نے اُس کی بات کا یقین نہ کیا۔ وزیر نے قرآن شریف ہاتھ میں رکھکر قسم کھائی کہ شاہجہان مرا ہوا ہے۔ تب شہریار کو پورا یقین آیا۔ بعد ازاں وزیر نے شاہجہان کو ہاتھی پر بٹھا کر چوری چوری بادشاہی لشکر میں بھیجدیا۔ اور خود بادشاہ کو کہا کہ شاہجہان کا مال و اسباب اور اُس کی بیگمات آئی ہیں حکم ہو تاکہ محل میں داخل ہوں۔ اور بادشاہ اُن کی تسلی کرکے انہیں دلاسا دے۔ شہریار نے یہ بات مان لی۔ اور شاہجہان کے بعض متعلقین شاہی حرم سرائے میں داخل ہوئے۔ شہریار اُن کی دلجوئی کیلئے محل میں گیا۔ اس وقت شاہجہان نے بادشاہی تمام کارخانوں۔ خزانوں اور مال و اسباب پر اپنے

آدمی مقرر کر دیئے تھے۔ اور خود تخت پر جلوہ افروز تھا۔ شہریار کو محل ہی میں قید کر لیا۔ اور لشکر کا بندوبست کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اور شہریار کو قید سے نکال کر قتل کیا۔ اور پھر دوسرے بھائیوں اور بھتیجوں مثلاً خسرو، پرویز وغیرہ کو تہ تیغ کیا۔ جب شہریار کے لڑکوں کو قتل کیا۔ تو ان لڑکوں کی ماں شہریار کی بیوی و نیز بیٹی حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ شاہجہان نے میرے بیٹوں کو ناحق قتل کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کی اولاد بھی اسی طرح ناحق قتل ہو گی۔ شاہجہان یہ سنکر اپنے کئے سے سخت نادم ہوا۔ جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہان نے کہا کہ حضرت قیوم ثانی کی دعا سے اللہ تعالٰے نے مجھ سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا +

جب شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور تمام ممالک محروسہ پر قابض ہو گیا۔ تو سرہند میں حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور بہت سے تحفے اور ہدیے آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر بیس روز تک فقیروں کو کھانا کھلاتا رہا۔ شاہجہان کو حضرت عروۃ الوثقٰی کی خدمت میں بڑا رسوخ اور اعتقاد تھا۔ دوبارہ آنجناب سے بیعت کر کے صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے +

چنانچہ سلطنت کی نیابت کا حکم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اسے دلایا۔ شاہجہان نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت قیوم اول نے فرمایا تھا کہ اپنی سلطنت میں جھنڈوں کو سبز اور خیموں کو سرخ بنوانا۔ گذشتہ بادشاہوں کے عہد میں جھنڈے عموماً سرخ رنگ کے ہوا کرتے تھے۔ اور خیموں میں سرخ و سبز رنگ کی دھاریاں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے فرمان کے مطابق آج تک تمام بادشاہ جھنڈے سبز اور خیمے سرخ بنواتے آئے ہیں۔ شاہجہان نے ان بعض بدعتوں کو جو جہانگیر کی سفاہت و حماقت کے سبب باقی رہ گئی تھیں بالکل دور کر دیا چنانچہ حکم دیا کہ سنہری اور روپہری سکے پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارک ضرب کئے جائیں۔ اور یہ کہ تمام گاؤں قصبوں اور شہروں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں +

چنانچہ تخت نشینی کے پہلے سال ہی تین لاکھ مسجدیں اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کرائے اور جابجا علما فقرا اور محافظوں کے وظائف مقرر کئے۔ دین اسلام کی ترویج میں بدرجہ غایت کوشش کی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کو بلا کر اپنے پاس رکھا اور حد سے زیادہ ادب و حرمت کرنے لگا۔ مسند پر اپنے برابر بٹھاتا اور ہر کام میں اُن کے مشورے کو مقدم سمجھتا پہلے ان سے اجازت حاصل کر کے پھر کوئی کام کرتا جس طرح میر صاحب فرماتے اسی طرح کرتا۔ وزیر جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آتش حسد پر کالے دانے کی طرح جلتا تھا۔ آخر ایک روز موقعہ پا کر شاہجہان کی خدمت میں حضرت قیوم ثانی رضہ کے بارے میں چغلی کھائی چونکہ بادشاہ آنحضرت کا بہت ہی معتقد تھا اس لئے چغلی سُن کر سخت ناراض ہوا۔ اور وزیر چلتا بنا۔ انہیں دنوں ایک دن شاہجہان سلطنت کے احوال کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر رہا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ وزیر کے قبضے میں ہے وزیر کو کہا کہ ہماری سلطنت میں کسی کا منصب ہفت ہزاری سے زیادہ نہیں۔ ہم نے تجھے نُہ ہزاری بنایا ہے اس لئے حساب کر کے نُہ ہزاری اُسے رہنے دیا۔ باقی ملک اس سے لے لیا۔ ہفتے میں دو دن یعنی منگل اور پنجشنبہ شکار کے لئے مقرر کئے اور سواری کی آمد و رفت کا رستہ وزیر کے گھر کے پاس سے بنایا۔ اس واسطے اسے مجبوراً جواہرات اور روپیہ بطور نذرانہ دینا پڑتا تھا۔ علاوہ بریں جو مشکل کام پیش آتا اُس کا خرچ بھی وزیر سے لیتا حتےٰ کہ تھوڑی مدت میں اس کے سارے خزانے خرچ کر دئے۔

ایک روز وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ میں نے تمہاری سلطنت کے لئے اس قدر کوشش کی کہ جھوٹی قسم کھائی قرآن شریف سر پر اُٹھایا دین کو تمہاری خاطر برباد کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو نے خواہ مخواہ دین کو میری خاطر ضائع کیا۔ اگر تجھ میں دین کی کچھ بھی حمیت ہوتی۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں کا معتقد ہوتا۔ وزیر یہ سنکر سخت پشیمان ہوا۔ اور سر جھکا لیا جب سے اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی۔ لُنجا ہو گیا چند روز بعد اس کی زبان بھی بند ہو گئی۔ اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ مصرعہ

با دردکشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

ذکر در بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ولادت حضرت مروج الشریعت مریدشان خواجہ محمد حنیف کابلی رح

اس سال جب کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فیض ہر در و دیوار سے برس رہے تھے حضرت امام الطریقت

مروج الشریعت ۱۱۔ شعبان پیر کے روز متولد ہوئے +

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی ولادت کے دن حضرت عروۃ الوثقےٰ فرماتے تھے کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے اس قدر فرشتے زمین پر آئے ہیں کہ تمام روئے زمین اُن سے پُر ہو گیا ہے اور اس مولود مسعود کے حق میں اس قدر معصومیت کا بیان کرتے ہیں جو پروردگار نے حضرت یحییٰ پیغمبر کے حق میں فرمایا۔ "یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا" اور مبارک دیتے ہیں۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا سمیت تشریف فرما ہو کر اس بچے کو گود میں لیا دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور فرمایا کہ یہ فرزند اپنے باپ دادا کی طرح صاحب طینت اور اصالت ہوگا +

اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جو فرمایا تھا کہ محمد معصوم! تمہارے فرزند میری طرح ہونگے۔ اور اُن سے مراد یہی دو فرزند تھے یعنی حجۃ اللہ اور مروج الشریعت حضرت قیوم ثانیؒ نے اس مولود مسعود کا اسم مبارک محمد عبداللہ، لقب بہاؤ الدین، اور کنیت ابو العباس مقرر فرمائی ؎

عبید اللّٰہش فخر جہان است	ہمہ اسرار عالم بندۂ او
رسیدہ بر فلک گلبانگ گستاخ	ابو العباس شد خورشید ایں کاخ

حضرت قیوم ثانی کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ چنانچہ اس طرح پیار کرتے جیسے حضرت یعقوبؑ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے +

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضوان کے وقت اپنی پلنگ کے پاس حضرت مروج الشریعت کی چارپائی بچھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ بیٹا! جب تک میں تمہیں نہیں دیکھ لیتا۔ مجھے آرام و قرار نہیں آتا۔ آپ اس فرزند کو بسبب کثرت محبت حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مروج الشریعت سرہند میں حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت مروج الشریعت کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا بڑا بھاری احسان ہے وہ یہ کہ اُن کی پیدائش کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرے ہوتے میں کسی اور عورت سے شادی نہ کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک لونڈی تھی اُسے بھی جواب دے دیا +

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی علیہ الرحمتہ جو کابل کے اکابر سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت

میں مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کا باعث یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت شہر سرہند میں جمع ہیں اور اُن کے بیچ میں ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تمام صف باندھے اس کے سامنے باادب کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ جو قیوم وقت ہیں۔ انہیں حق تعالےٰ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح تمام اولیاء امت سے افضل بنایا ہے +

خواجہ محمد حنیف اس سے پہلے میر محمد نعمان رحؒ کے آشنا تھے۔ صبح یہ خواب اُن سے بیان کیا۔ میر صاحب رحؒ نے خواجہ صاحب کو آنحضرت کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب پر بہت مہربانی کی۔ حتےٰ کہ فرزندوں کے بعد خلفا میں سے اوّل درجہ پر انہیں مقرر فرمایا۔ اور خلافت دیکر کابل بھیج دیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اور ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوکر صاحب حال ہوئے +

ذکر در بیان

احوال سال پنجم از قیومیت حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی و مرید شدن خواجہ محمد صدیق پیشاوریؒ و شیخ ابوالمظفر برہانپوریؒ +

اس سال خواجہ محمد صدیق جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانیؒ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں بلخ سے سمرقند آرہا تھا۔ ہر منزل پر گروہ گروہ ہزارہا آدمی ہندوستان کو آتے ہوئے دیکھتا تھا۔ جس سے میں پوچھتا کہاں جاتے ہو وہی کہتا کہ ہم قطب جہاں قیوم زماں حضرت ایشاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جاتے ہیں۔ میں حیران رہگیا۔ کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے جس کے پاس اس قدر ٹڈی دل لوگ جاتے ہیں۔ یہ بات سُن کر میرے دل میں بھی حضرت قیوم ثانی کی محبت پیدا ہوئی۔ اس بات کے لئے مَیں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آسمان سے اتر کر کہتے ہیں کہ ہم عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ کیونکہ پروردگار کا حکم اسی طرح ہے کہ جو شخص خالص اعتقاد سے عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کریگا۔ میں اُسے قیامت کے دن دوستوں میں داخل کرونگا جب میں جاگا تو اپنے آپکو اس جماعت میں داخل کیا۔ جو آنحضرت کی زیارت کو جا رہے تھے۔ اور جو کام مجھے درپیش تھا اُسے

چھوڑ سرہند میں آکر آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا خواجہ محمد صدیق حضرت عروۃ الوثقےٰ کے دوسرے خلیفہ ہیں آنجناب نے انہیں خلافت دیکر پشاور بھیجدیا وہاں آپ کو قبولیت عظیم حاصل ہوئی +

اسی سال شیخ ابو المظفر جو دکن کے رؤسا میں سے تھے حضرت ایشاں کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت مکہ میں جمع ہو کر ایک عزیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہندوستان کی طرف سے نمودار ہوا۔ تمام مشائخ اُس کے تخت کے پاس باادب کھڑے ہو گئے۔ اس کا تخت خانہ کعبہ کے اندر لایا گیا۔ اور تمام اولیائے امت دروازے کے باہر کھڑے ہیں۔ ایک گھڑی بعد تخت بیت اللہ شریف سے باہر آیا۔ اور ہزارہا فرشتے اُس کے گرد ہیں۔ اور نور کے تھال اس پر نچھاور کر رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت تخت کو چوم رہے ہیں۔ اور جو بزرگ تخت پر ہے وہ ہر ایک پر مہربانی کرتا ہے۔ اور تخت پر سے اٹھا کر کچھ نہ کچھ عنایت کرتا ہے۔ شیخ صاحب نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ تخت پر کون شخص ہے سب نے کہا۔ کہ یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں +

یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت عرصہ آنحضرت کی خدمت میں رہکر بہت سے فوائد اور نعمتیں حاصل کیں۔ پھر آنحضرت نے شیخ صاحب کو حضرت مروج الشریعت کی سفارش سے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ اور دکن بھیجدیا۔ دکن میں شیخ صاحب کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور سینکڑوں نے خلافت حاصل کی۔ اور اس ملک میں شیخ صاحب کے وسیلے سے آج تک طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج ہے۔ شیخ صاحب قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی کی وفات کے بعد شیخ صاحب نے مروج الشریعت کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور آنجناب سے فیض حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جس کو ملتے یہی کہتے کہ میں حضرت صاحب مروج الشریعت کا کمترین غلام ہوں +

ذکر در بیان

احوال سال ششم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی

ذکر مرید شدن اخون موسے ننگرہاری خواجہ عبد الصمد :-

اس سال ننگرہار کے بڑے سید اخون سید موسے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن اخون صاحب ایسی مجلس میں گئے جہاں پر حضرت ایشاں کے اکثر مخالف بھی موجود تھے۔ جب اتفاقیہ آنحضرتؒ کا ذکر خیر ہوا۔ تو ہر ایک مخالف نے آپ کے حق میں مخالفانہ باتیں شروع کیں۔ اور آپ کے حق میں لعن طعن کرنے لگے۔ اُس مجلس میں ایک شخص موجود تھا۔ جو اس مجلس میں سب سے حقیر خیال کیا جاتا تھا۔ اور وہ آنحضرت کا مرید تھا۔ اُس نے کہا او منافقو! دین کے دشمنو!! اللہ تعالےٰ تمہارے منہ کو توڑے اور تمہارے چہروں کو سیاہ کرے۔ تمہاری زبانیں کٹ جائیں۔ یہ کینہ پن ایسے شخص کے حق میں کرتے ہو جو ایک ادب کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے۔ اور جس کے تمام افعال اقوال اور اعمال کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ اور جو شریعت غرا سے بال بھر اِدھر اُدھر نہیں چلتا۔ اور دین متین کو اس سے کامل رواج ہے۔ شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت، نے اس کی طفیل جلا پائی ہے بدعت اور گمراہی کا نام و نشان نہیں رہا۔ بدعتی اور ملحد اس کے سبب سرنگوں خوار اور شرمندے ہیں۔ اس کے نور سے تمام جہان عرش کرسی تک منوّر ہے۔ عنقریب تم ایسی بلا میں پھنسو گے جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہوگی ✤

بعد ازاں آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! اگر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ حق پر ہیں۔ تو ان لوگوں کو کوئی نشانی دکھا۔ اس کے اس کلام سے حاضرین پر رعب چھا گیا۔ چنانچہ سب کانپنے لگے۔ اور بات کرنے کی سکت نہ رہی۔ یہ عزیز بدستور غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔ مارے غصہ کے لال پیلا ہو رہا تھا۔ ایک گھڑی بعد ایک بگولا آیا جس سے تمام جہان پر تاریکی چھا گئی۔ اور زلزلہ اس شدت سے آیا کہ درخت جڑھ سے اُکھڑ گئے۔ اور مکان گر گئے صبح سے عصر کی نماز تک یہی کیفیت رہی۔ لوگوں کو یقیناً معلوم ہو گیا۔ کہ یہ غضب الٰہی صرف اسی واسطے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے حضرت قیوم ثانیؒ کے حق میں واہی تباہی بکواس کی ہے سب شرمندے اور تائب ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عجز و زاری کی۔ اللہ تعالےٰ نے خلقت پر سے عذاب اُٹھا لیا۔ لیکن جنہوں نے گستاخی کی تھی۔ اُسی دن طوفان کے بعد کچھ تو گونگے ہو گئے۔ کچھ بہرے اور کئی بیمار۔ اور کئی ایک کے اعضا خشک ہو گئے۔ اور بہت سے پاگل ہو گئے۔ اس ولایت کے تمام باشندے حضرت قیوم ثانی کی قیومیت کے کامل معتقد ہو گئے ✤

کہتے ہیں اس روز اسی ہزار آدمی غائبانہ مرید ہوئے۔ جس میں سے چار ہزار آدمی دارالارشادِ سرہند میں پہنچکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک اخون موسیٰ بھی تھے جب آپ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرتؓ نے اخون صاحب پر نہایت شفقت و عنایت فرمائی اور اپنی خلافت سے مشرف فرماکر ان لوگوں کا سردار بناکر ننگرہار کی طرف روانہ کیا ننگرہار قابل کے گرد و نواح میں ایک علاقہ ہے۔ وہاں پر اخون صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے۔ آج تک اس گرد و نواح میں آپ کا طریقہ جاری ہے۔ آپ کے خوارق میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جس شخص کو سانپ نے ڈسا ہو اگر وہ اخون موسےٰ کا نام لے تو زہر اثر نہیں کرتا۔

اسی سال خواجہ عبدالصمد کابلی جو کابل کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ جب میں نے آنحضرت کا شہرہ سُنا۔ تو بے اختیار آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ جب اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو خواب میں دیکھا کہ ہزارہا اولیا جمع ہیں۔ مَیں بھی ان میں جا گھسا۔ اور اُن سے کہا کہ مجھے حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں پہنچاؤ۔ دو شخص مجھے پکڑ کر روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک تخت پر ایک مرد خدا بیٹھا نظر آیا جس کے سامنے تمام اولیا دست بستہ کھڑے ہیں۔ ان دو شخصوں نے مجھے کہا کہ تمہارا مطلوب یہ ہے۔ مَیں بھی باادب سلام کرکے تخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے مجھے اپنے پاس بلاکر اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا اور میرا دل نکالکر اس پر نظر عنایت کی پھر میرا دل میرے ہاتھ میں دیا جب مَیں نے اُسے پکڑا تو دیکھا کہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور اس سے ایک جہان روشن ہے۔

صبح میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب حاضر خدمت ہوا تو دیکھا جو کچھ دیکھا۔ جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہی علانیہ دیکھا۔ آنحضرتؓ نے خواجہ صاحب کو ازراہ عنایت خلافت عطا فرماکر کابل روانہ کیا۔ اس علاقے میں خواجہ صاحب سے اس طریقہ کا رواج ہوا۔ اب تک خواجہ عبدالصمد کا طریقہ وہاں جاری ہے۔ بلکہ کابل کی حکومت بھی آپکے فرزندوں کو نصیب ہے۔

ذکر دریان

سال ہفتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصومؒ ثانی قیوم ثانی

مرید شدن مولانا شیخ بدرالدین سلطان پوری و دیگر واقعات کہ دریں سال بوقوع آمدند:-

اس سال شیخ بدرالدین جو اپنے وقت کے بڑے عالم تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگوں کو مار پیٹ کر کے دوزخ میں لیجا رہے ہیں دوزخ کے کنارہ کے قریب ایک مرد خدا ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہے۔ اور لوگوں کو عذاب کے فرشتوں کے ہاتھ سے چھوڑا رہا ہے۔ شیخ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے سپرد اللہ تعالےٰ نے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں کو عذاب سے بچانا کیا ہے۔ اتنے میں شیخ صاحب کو بھی پکڑ کر دوزخ میں جھونکنا چاہا۔ کہ آنحضرت نے فرشتوں کو فرمایا۔ کہ یہ شخص ہمارے پڑوس میں رہتا ہے۔ ملائک نے آپ کا فرمان سُنتے ہی شیخ صاحب کو چھوڑ دیا +

بعد ازاں شیخ صاحب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے اس خواب کو آنحضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ آنحضرت نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور خلافت دیکر سرہند سے اکاون میل مغرب کی طرف شہر سلطان پور میں بھیج دیا وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور اب تک اس ضلع میں شیخ صاحب کا طریقہ جاری ہے۔ شیخ صاحب کا ایک خاصہ ہے کہ آپ آنحضرت کے تمام فرزندوں کے اُستاد ہیں +

اسی سال شیخ انور لورسائی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کو چند مہینے اپنی خدمت میں رکھکر خلافت عطا فرمائی اور سرہند سے چھتیس میل مغرب کی طرف نورمحل میں بھیج دیا +

اسی سال حضرت قیوم ثانی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ اور حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ میں آنحضرت کے قبہ سے سات ہاتھ مغرب کی طرف مدفون ہوئیں۔ ان کے مرقد کے گرد نواح پختہ جالی دار احاطہ بنایا۔ حضرت قیوم ثانی کو والدہ ماجدہ کے گذر جانے کا بڑا غم ہوا چنانچہ چند روز کے لئے مریدوں کو توجہ بھی نہ دی۔ آنحضرت نے والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مجلس منعقد ہے جس میں تمام شریف بیبیاں مثلاً عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا۔ خدیجۃ الکبریٰ۔ مریم وغیرہ جمع ہیں وہاں پر میری والدہ ماجدہ بھی بیٹھی ہیں۔ اور کوئی شخص مجھے کہتا ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے تمہاری والدہ کو بھی زنان

کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے ٭

اسی سال میر سفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اصحاب خاص تھے۔ اور جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھیں جو حضرت حجت اللہ اور مروج الشریعت کی والدہ ہیں ٭

ذکر دربیان

سال ہشتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رض و آمدن علماء و مشائخ اہل شام و ارادت آوردن ایشاں بحضرت ایشاں رض

ملک شام کے علماء و مشائخ محض حضرت قیوم ثانی رض کی زیارت و ارادت کے واسطے شام سے سرہند تشریف لائے۔ اور آکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے ان سب کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبداللہ دمشقی جو مشائخ شام کے سردار تھے ایک رات بیت المقدس کی مسجد اقصٰے میں گئے۔ عشا کی نماز کے بعد جب آدمی چلے گئے۔ تو شیخ صاحب ایک کونے میں بیٹھ گئے ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ نورانی چہروں والے لوگ گروہ باگروہ مسجد میں آئے۔ اور وضو کر کے بیٹھ گئے۔ اس کثرت سے آئے کہ مسجد پر ہو گئی۔ ایک عزیز کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا۔ سب نے استقبال کیا اور تخت صدر مسجد میں لایا گیا۔ بعد ازاں ایک جوان کو لاکر اس مرد بزرگ کے فرمان سے خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ اور اس بزرگ نے اپنے دست مبارک سے دستار اُس جوان کے سر پر رکھی۔ شیخ عبداللہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ تخت پر کون بزرگ ہیں۔ اور یہ جوان کون ہے حاضرین نے کہا یہ لوگ اولیاء اللہ اور اہل خدمت باطنی ہیں۔ اور تخت پر کے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقےٰ شیخ محمد معصوم قدس سرہ ہیں جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور قیوم ہیں۔ آج اس ملک کا قطب فوت ہو گیا تھا۔ یہ اولیاء اللہ اس واسطے یہاں آئے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اُس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمائیں۔ سو اس جوان کو اس علاقے کی خلعت قطبیت پہنائی گئی ہے۔ صبح کے قریب تمام اولیاء اللہ کو رخصت کر کے خود بہت سے مشائخ کے ساتھ ہندوستان لوٹ آئے۔ علے الصبح شیخ عبداللہ شام کے تین ہزار بڑے بڑے مشائخ سمیت حضرت عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کے لئے مستعد ہوئے۔ جب شیخ عبدالسلام نے جو کہ علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس کی

مسجد اقصےٰ کے متولی تھے۔ صبح آکر دیکھا کہ وضو کے واسطے جو پانی ڈالا گیا تھا وہ نہیں ہے۔ تو حیران ہو کر سقوں کو جھڑکا۔ کہ تم نے آج رات پانی کیوں نہیں ڈالا۔ سب نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے عشا کے بعد پر کیا۔ معلوم نہیں کونسی اتنی بڑی فوج آئی۔ جو سارا پانی خرچ کر گئی۔ جب دیکھ بھال کی۔ تو مسجد کے گرد وضو کا غسالہ بکثرت پایا۔ اور بہت سے آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی موجود پائے۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران تھے۔ کہ اتنے میں شیخ عبد اللہ نے مسجد میں آکر رات والا قصہ مفصل سنا دیا۔ شیخ عبد السلام نے یہ سنکر اور اس کی علامات دیکھ کر بے اختیار حضرت قیوم ثانی کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور سات سو بڑے مشہور علما کو ساتھ لا کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونو کے ساتھ ہزارہا لوگ شام کے روانہ ہوئے۔ جب سب کے سب حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے اُن کے حال پر نہایت شفقت فرمائی۔ اور فرمایا کہ تم لوگ پاک زمین سے آئے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے شام میں بہت خیر و برکت رکھی ہے۔ اکثر بڑے بڑے پیغمبر وہیں مبعوث ہوئے ہیں۔ خلقت کے لئے لازم ہے کہ تمہاری عزت کریں۔ تمام مشائخ و علما آنحضرت کے مرید ہوئے۔

اہل شام نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے بہت سے لوگ جناب کی قیومیت و قطبیت کے معتقد ہیں۔ لیکن بسبب بعض کاوٹوں کے حاضر خدمت ہو کر مرید نہیں ہو سکے۔ اُنہوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ ہمیں غائبانہ مرید کریں۔ آنحضرت نے ان سب کو غائبانہ مرید کیا۔

ذکر دربیان

سال نہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی امام معصوم زمانی رضہ
عرض داشت کردن خنکار روم مرید شدن او غائبانہ بخدمت ایشاں رضہ۔

اس سال بادشاہوں کے بادشاہ نے جس سے مراد خنکار روم ہے ایک عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش اور قیومیت کا اقرار و اعتقاد درج تھا۔ اُس کے مرید ہونے کا قصہ یوں ہے کہ والی شام نے وہ تمام ماجرا جو شیخ عبد اللہ نے مسجد اقصےٰ میں دیکھا تھا۔ خنکار روم کو لکھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی لکھا کہ شیخ عبد السلام ہزار مشائخ و علما سمیت حضرت قیوم ثانی کی زیارت کے لئے سرہند روانہ ہوئے ہیں۔ خنکار شیخ عبد اللہ اور شیخ عبد السلام کا بڑا معتقد تھا۔ سلطنت کا کوئی کام اُن کے مشورے بغیر نہ کرتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن سے دعا اور توجہ کی درخواست

کیا کرتا تھا۔ اور ان کو ظاہر و باطن میں اپنی سلطنت کا عماد و معاون جانتا تھا۔ ان کے جانے سے حیران و متعجب ہو گیا۔ پوچھا کہ جس بزرگ کی خدمت میں یہ دونوں گئے ہیں وہ کون ہیں ارکان سلطنت نے کہا۔ ہم نے سُنا ہے کہ وہ عزیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے فرزند ہیں۔ پھر پوچھا کہ اُن کا کوئی مرید یا خلیفہ یہاں ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ بہت سے رومی اُن کے مرید ہیں۔ خنکار نے کہا جو اُن میں سے اُن کے طریقہ اور مذہب سے واقف ہو اُسے لاؤ۔ اتفاقاً ان دنوں شیخ حامد جو حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ خاص تھے بغرض تجارت روم گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے خنکار کو کہا کہ ایک عظیم الشان تاجر ہندوستان سے آیا ہے۔ اغلب ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو۔ خنکار نے اُس کے لانے کا حکم دیا۔ بادشاہی آدمی شیخ حامد کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اُس نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ کیا تم حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ کو جانتے ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ میں اُن کا کمترین مرید ہوں۔ خنکار نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جو تمہارے پیر کے علوم معارف اور طریقہ و مذہب سے بخوبی واقف ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ میں جواب شافی دونگا خنکار نے پوچھا کہ تمہارا مقتدا خلقت کو کس چیز کی دعوت دیتا ہے شیخ صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب خدا و سُنت نبوی اصحاب کرام کی پیروی اور اہل حق آئمہ مجتہدین کے مذہب کی دعوت کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں ذکر قلبی کی تعلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" دلوں کو ذکر الٰہی ہی سے اطمینان ہوتا ہے اور اپنے مریدوں کو بدعت سے تاکیداً روکتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ سُنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم کی پوری پوری پیروی کرو۔ تاکہ قیامت کے دن تم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ ہو سکو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب کی پیروی کی اپنی ترقی باطن کا سبب جانو۔ اور جو کچھ اہل حق علماء مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرو تاکہ نجات پا سکو۔ اور جو حالت کتاب سنت اجماع اور قیاس کے خلاف ہو اسے منظور نہ کرو۔ کیونکہ کشف میں عموماً غلطی ہو جایا کرتی ہے وحدت وجود کے مطلق قائل نہیں رقص سماع اور نغمہ سے بالکل منع فرماتے ہیں۔ شریعت سے بال بھر بھی مخالف نہیں چلتے سوائے متابعت سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم کسی اور بات کو اپنے طریقہ میں جائز نہیں سمجھتے غرضیکہ آنجناب کا سلسلہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم ہے ❖

خنکار یہ باتیں سُنکر بہت خوش ہوا۔ اور پوچھا کہ تمہارے شیخ نے حقائق و معارف کی کونسی اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت ولایت اولیا کو ولایت صغرائے کہتے ہیں۔ اور تمام اولیائے سلف و خلف کی اصطلاحات ولائیت صغرائے میں مندرج ہیں۔ اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو عنایت کر رکھی ہے اور جس کے سبب وہ باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں وہ ولایت کبرائے ہے۔ جو ولایت انبیا ہے اور ولایت علیا ہے جو ولایت ملائکہ ہے۔ ان کے علاوہ کمالات نبوت حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ وغیرہ ہیں۔ آنحضرت کے نزدیک نبوت ان تینوں ولایتوں سے بدرجہا افضل ہے حتےٰ کہ تینوں ولائیتیں نبوت کے مقابلے میں اتنی بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں قطرہ۔ ہمارے حضرت صاحب کے کمالات ولایت صغرائے کے علاوہ ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اولیا نے کیا ہی نہیں۔ اولیاء اللہ کی تمام خدمات اور مناسب مثلاً قطبیت اور غوثیت وغیرہ سب کی سب ولایت صغرائے میں شامل ہیں۔ سب سے بڑا منصب جو عروۃ الوثقےٰ کو حاصل ہے۔ وہ قیومیت ہے جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے۔ شیخ صاحب نے قیومیت کے تمام خصائص بیان کئے۔ اور کہا کہ ہزار سال بعد حق تعالیٰ نے منصب قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ اور بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کو عنایت کیا۔ اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ خنکار یہ سنکر حضرت قیوم ثانی کا بہت معتقد ہوا۔ پھر پوچھا کہ آنجناب کے مریدوں کی کیا حالت ہے۔ شیخ صاحب نے کہا سب کے سب عالم صالح۔ متقی۔ عارف اور کامل ہیں۔ پھر پوچھا کہ لوگ بکثرت مرید ہوتے ہیں یا خال خال۔ شیخ صاحب نے فرمایا ہر روز ہزار ہا آدمی اطراف و جوانب سے آکر مرید ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمہارے ملک سے بھی گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ملکوں سے قیاس کر لو۔

اسی اثنا میں شام سے ایک اور قافلہ آیا جنہوں نے شب مذکور کا قصہ اور وہاں کے علما و مشائخ کا سرہند میں پہنچنا اور فیض حاصل کرنا مفصل بیان کیا۔ ان کے کہنے سے خنکار کا اعتقاد اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ اُس نے ایک عرضی معہ تحف و ہدایا اپنے وکیل کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش۔ قیومیت کا اعتبار تھا۔ جب خنکار بذریعہ وکیل غائبانہ مرید ہو گیا۔ تو بعد ازاں ہر سال آنحضرت کی خدمت میں عریضہ نیازمندی معہ ہدایا و تحائف بھیجا کرتا تھا۔

ذکر در بیان

سال دہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ و مرید شدن شیخ حبیب اللہ بخاری :-

میرے (مصنفؒ) جد بزرگوار کوکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ حبیب اللہ نے مجھے کہا کہ میں آنحضرت کا مرید یوں ہوا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا۔ اور رات کو وہیں سو رہا جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے اس فوج کے بیچ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ہزارہا اولیاء امن ساتھ ہیں اتنے میں خواجہ قطب الدینؒ و نظام الدین اولیاؒ وغیرہ جو دہلی کے گرد نواح میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ معہ مریدوں کے قبروں سے نکلکر صفیں باندھ اس عزیز کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب اس مرد خدا کا تخت ان قبروں کے پاس سے گذرا۔ تو یہ سب بھی ساتھ ہو لئے۔ میں حیران رہگیا۔ کہ اس تخت پر کون ہے۔ ہمراہیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ صبح آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ اور دیدار فرحت آثار سے مفتخر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور کمالات الٰہی اور نعمتہائے نامتناہی مشاہدہ کیں۔ یہ شیخ حبیب اللہ حضرت قیوم ثانی کے بڑے خلیفوں میں سے ہیں۔ اُن کا خلافت حاصل کر کے بخارا جانا انشاء اللہ عنقریب ہی مفصل بیان ہوگا۔

اسی سال مولانا شریف کابلی اور حضرت قیوم ثانیؒ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین نزاع کلی واقع ہوئی جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ مولانا شریف خواجہ محمد صدیق کے خاص مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے انہیں تربیت کر کے خلافت دیکر کابل بھیجا۔ مولانا کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ اور ہر صبح شام پانسو آدمی آپکے حلقہ میں شامل ہونے لگے اتفاقاً شیطانی وسوسے نے مولانا کے دل میں گھر کیا۔ اور خود پسندی و تکبر سما گیا۔ خواجہ صاحب سے اپنے آپ کو لاپرواہ اور بڑا سمجھنے لگے۔ اور جو آداب خواجہ صاحب کے پہلے بجالایا کرتے تھے سب کو چھوڑ دیا بلکہ ملاقات تک ترک کر دی۔ خواجہ صاحب نے اس بات پر سخت ناراض ہو کر نسبت سلب کر لی تھی جب آپکے مریدوں میں مشہور ہو گیا۔ کہ خواجہ صاحب نے مولانا شریف سے نسبت سلب کر لی ہے تو مولانا یہ سن کر بہت گھبرائے اور حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ادھر خواجہ صاحب نے بھی

ایک شکایتی عرضی آنحضرت کی خدمت میں بھی آنحضرت بھی مولانا سے ناراض ہو گئے! اور فرمایا کہ ہماری رضا خواجہ صاحب کی رضا کی شاخ ہے۔ تعجب ہے کہ تمہارا ایمان سلامت رہ ہے مریدوں سے میل جول رکھنا تو اور بات ہے جس طرح ہو خواجہ صاحب کو راضی کرو! اور خواجہ صاحب ہماری طرف لکھیں کہ فلاں شخص سے راضی ہوں۔ اس وقت ہم بھی راضی ہونگے۔ اس کے علاوہ اور وعظ و نصیحت بھی فرمایا۔ جب مولانا نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی رضامندی بغیر آنحضرت بھی توجہ نہیں فرماتے بلکہ بیزار ہیں۔ تو مجبوراً خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ حتے کہ اپنا چہرہ سیاہ کر کے پگڑی گلے میں ڈال خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ خواجہ صاحب آپ سے راضی ہو گئے +

ذکر دو ربیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند و بیان عمارات دارالخلافت شاہجہان آباد +

اس سال بعض مخالفین نے بادشاہ کی خدمت میں آنحضرتؓ کی طرف سے شکایت کی کہ آنجناب تمہاری سلطنت پر راضی نہیں! اور آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کیا۔ کہ بادشاہ آپ سے بدظن ہیں۔ حالانکہ یہ دونو باتیں سراپا جھوٹ تھیں۔ انہیں دنوں ایک رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان پر نزاکت و لطافت شہر ہے کہ اس قسم کا شہر بادشاہ نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس شہر میں ایک سرخ رنگ کا قلعہ ہے جس میں سونے اور جواہرات کے طرح طرح کے محل جنت کی طرح بنے ہوئے ہیں۔ بہشت کی طرح وہاں چشمے اور نہریں جاری ہیں۔ کہ فِیْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُن پر صادق آتا ہے۔ ان نہروں اور ندیوں پر دیبا کا جواہرات اور یاقوت سے جڑا ایک بڑا خیمہ ہے جس کے اندر جواہرات سے ایک تخت رکھا ہے اور پھر اس پر تخت طاؤس کی شکل ہے۔ جو زمرد کی بنی ہوئی ہے۔ طاؤس کے سر پر ایسا لعل جڑا ہے جس کی روشنی سے تمام خیمہ جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ بادشاہ اس شہر قلعہ۔ محلات۔ ندیوں۔ خیمے اور تخت وغیرہ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ سمجھا کہ یہ دنیاوی مکان تو ہے نہیں۔ شہر والوں سے پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے اور قلعے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شہر اور جو کچھ اس میں ہے سب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا ہے۔ پوچھا آنجناب کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا برج میں بیٹھے ہیں بادشاہ آنحضرت کی زیارت کیلئے

گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرتؓ کے گرد ہزارہا اولیاء اللہ دست بستہ صف باندھیں کھڑے ہیں۔ اور وہ برج آٹھ پہلو سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے جالی دار ہے جن میں تمام لعل زمرد الماس اور یاقوت جڑے ہیں۔ اس کی ایک طرف دریا ہے اور دوسری طرف باغ۔ اور اُس میں آنحضرتؓ بادشاہ کی طرح جلوہ افروز ہیں بادشاہ سلام کر کے باادب کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے بڑی کوشش سے تمہیں بادشاہ کیا اور اب بھی تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ بعض سخن چینیوں نے ہماری طرف سے تمہیں سکھلایا اور تمہاری طرف سے ہمیں۔ سو یہ وہ تو باتیں ہی بے بنیاد اور محض افترا ہیں۔ یہ قلعہ اور قلعہ کی تمام چیزیں۔ ہم نے تمہیں بخشیں عرصہ دراز تک سلطنت تجھ سے نہیں جائے گی۔ بعد ازاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت طاؤس پر بٹھایا۔

اتنے میں بادشاہ جاگ پڑا جاگتے ہی آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوا پیشتر اس کے کہ بادشاہ کچھ عرض کرے آنحضرتؓ نے فرمایا اب تو تمہاری تسلی ہوئی ہے دیکھا ہم نے کیسا جنت نشان مقام رات کو تمہیں عنایت کیا۔ بادشاہ نے آنحضرتؓ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا جس طرح کی عمارت رات کو تم نے دیکھی تھی ویسی ہی بنواؤ۔ عرض کیا جہاں ارشاد ہو فرمایا وہیں کی شمال کی طرف۔ پھر عرض کیا کہ مجھے اس شہر اور قلعہ کی ترتیب یاد نہیں رہی۔ آنحضرتؓ نے ایک آدمی کو قلم دوات لانے کا حکم دیا جب لایا تو اسے بلا کم و کاست رات والے قلعہ اور شہر کی ترتیب سمجھائی۔ اور اُس نے کاغذ پر لکھ دی۔ بادشاہ یہ دیکھ کر اور بھی معتقد ہو گیا۔ اور عرض کیا بالکل سچ اور درست ہے۔ اسی قسم کا شہر اور قلعہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔

بادشاہ نے آداب بجا لا کر وہ کاغذ لیا اور اس مقام پر پہنچا۔ جہاں اب شاہجہان آباد کا قلعہ آباد ہے۔ تمام حکما نے بادشاہ کو کہا کہ جیسی معتدل آب و ہوا اس مقام کی ہے سارے ہندوستان میں کسی مقام کی نہیں۔ سلطان نے پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آنجناب خود دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھیں۔ تا کہ یہ عمارت مبارک ہو اور آفات سے محفوظ رہے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بپاس خاطر سلطان بنفس نفیس وہاں قدم رنجہ فرما کر بنیادی پتھر رکھا۔ حق تعالٰے نے آنحضرت کے دست مبارک کی برکت سے اس عمارت کو اختتام تک پہنچایا اور زمانے کے حادثات سے محفوظ رکھا چنانچہ آج تک وہ قلعہ جسے تقریباً تین سو سال ہونے آئے بدستور قائم ہے۔ بادشاہ نے پہلے دریا کے کنارے سرخ قلعہ بنوایا۔ اور اس میں نقشہ کے مطابق محل وغیرہ بنوائے۔ اور تمام محلوں کو سنہری کیا۔ پھر اُس میں آٹھ پہلو برج خواب کے مطابق جالی دار دریا کے کنارے

بنوایا۔ جن میں بیش قیمت جواہر لعل۔ زمرد۔ اور یاقوت جڑوائیے۔ اس برج کے شمال کی طرف
ایک باغ لگوایا جس کی دیوار سنگ رخام کی ہے۔ اس کی تمام دیواروں پر یمنی عقیق جڑا دئیے۔
اور اُس کے اندر طرح طرح کے پھولدار اور پھلدار درخت لگوائے۔ محل بنوائے نہریں جاری کرائیں۔
اور اس کے کنارے پر ایک سنہری مسجد بنوائی۔ اس باغ کے دروازے پر یہ شعر لکھ دیا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است

اس باغ کا نام حیات بخش رکھا۔ اس باغ کے محاذی دار السلطنت جو بادشاہ کے جلوس کا مقام
ہے۔ اور جسے دیوان خاص کہتے ہیں جس میں سوائے ارکان سلطنت کے اور کسی کو آنے کی اجازت
نہیں۔ سنہری بنوایا۔ اس کے مغرب کی طرف دربار عام جس میں چالیس ستون تھے۔ جس کے
اکثر مقامات پر سنہری کام ہوا تھا۔ بنوایا۔ اور دربار عام کے سامنے ایک نہایت وسیع میدان
رکھا۔ اس میدان کے گرداگرد سو محراب بنوائے ہر ایک محراب میں دس گز مربع حجرہ بنوایا۔ جو
طرح طرح کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔ اس قلعہ کے چار دروازے بنوائے۔ ایک دریا کی طرف
دوسرا قلعہ سلیم کی طرف جو دریا کے بیچ واقع ہے ایک مغرب کی طرف اور ایک جنوب کی طرف
ان دونوں دروازوں سے لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس قلعہ کے گرد ایک اور بڑا قلعہ بنوایا جس
میں چھ دروازے ہیں۔ اور جس کا مجموعہ اضلاع سات کوس ہے ان دروازوں کے نام یہ ہیں۔
اوّل کشمیری دروازہ۔ دوسرا کابلی دروازہ۔ تیسرا لاہوری دروازہ۔ چوتھا اجمیری دروازہ
پانچواں ترکمانی دروازہ۔ چھٹا دہلی دروازہ۔ ان کے علاوہ آٹھ چھوٹے دروازے ہیں۔ دو چھوٹے
دروازے لاہوری دروازے کی دونو طرف ہیں۔ ایک اجمیری دروازے کے قریب اور باقی پانچ
متفرق مقامات پر ہیں۔ اس قلعہ کے اندر ایک ٹیلے پر ایک جہان نما جامع مسجد سنگ رخام
اور سنگ موسےٰ کی بنائی۔ اور ایک اور مسجد لاہوری دروازہ کے مقابل حضرت قیوم ثانی ؓ کے
نام پر بنوائی جس کا نام سرہندی مسجد رکھا گیا۔ اس گرد نواح میں ایک باغ بھی آنحضرت کے
نام پر بنوایا گیا۔ جس کا نام سرہندی باغ رکھا۔ قلعہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت
عالیشان باغ بنوایا جس کا نام شالا مار مقرر کیا۔ اور دریا سے نہر نکال کر شہر میں لائے۔
جس کی شاخیں ہر کوچہ و بازار میں جاری تھیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے مکان کے پاس سے اس کی
چھوٹی شاخ گذار سکے۔ اس نہر کی وجہ سے شہر کی تروتازگی سو گنا ہو گئی۔ لاہوری دروازے
کے باہر چند تیر پرتاب کے فاصلہ پر ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد جمعہ اور عیدگاہ کی نمازوں کے لئے

بنوائی۔ لیکن عالمگیر بادشاہ نے اس مسجد کو چھوڑ کر ایک بغیر چھت کی کو عیدگاہ بنوائی۔ شاہجہان آباد کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل اور گردا گرد چھبیس میل ہے ایک لاکھ کے قریب مسجدیں اور تیس ہزار تمباکو کی دکانیں ہیں اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس شہر کی وسعت و رونق کس قدر ہوگی۔ اس کے بازار ایک تیر پرتاب کے فاصلے کے برابر چوڑے ہیں۔ جواہرات کے علاوہ دس لاکھ روپیہ اس شہر اور قلعہ پر صرف ہوا۔ اور ایک لاکھ طلائی مہر ثمن برج پر خرچ ہوئی۔ دس لاکھ روپیہ سے مسجد جہاں نما رتیار ہوئی۔ شہر اور قلعہ کی عمارات سے فارغ ہو کر بادشاہ نے حکم دیا کہ جس قسم کی بارگاہ اس نے خواب میں دیکھی تھی بنائی جائے کہتے ہیں کہ اس قسم کی بارگاہ گذشتہ بادشاہوں میں سے کسی نے نہ بنوائی تھی۔ اور شاہجہان کے سوا اُسے کوئی قایم نہ کرسکا۔

ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ نے لاہور میں ایسی بارگاہ بنوائی تو اس کے کھڑا کرنے میں چارسو مزدور ہلاک ہوئے۔ پھر وہ تخت بنوایا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جتنا روپیہ سارے شہر اور قلعے پر خرچ ہوا تھا۔ اتنا اکیلے تخت پر صرف ہوا۔ اس کے قبے پر زمرد کا طاؤس بنایا اور دس ہزار روپے سے زیادہ قیمت کا لعل اس طاؤس کے سر پر رکھا۔ اور یہ بارگاہ بار عالم کے سامنے قائم کی گئی۔ اس کے تمام محراب روپیا کے اور سنہری تھے۔ ان محرابوں پر لعل جواہر یاقوت اور مروارید ٹانکے گئے۔ بارگاہ کے اندر اس تخت کو رکھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو مدعو کیا گیا۔ آنحضرت تشریف فرما ہو کر اس ثمن برج میں بیٹھے اور بادشاہ کو فرمایا کہ تو نے خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ نے عرض کیا گویا وہی خواب ہے جسے جناب کی طفیل حالت بیداری میں دیکھ رہا ہوں۔

بعدازاں آنحضرتؓ نے بادشاہ فرمایا کہ جاؤ تخت پر بیٹھو۔ اللہ تعالےٰ یہ تخت یہ قلعہ یہ شہر اور یہ ملک تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مبارک کرے۔ بادشاہ ارشاد کے مطابق تخت پر بیٹھا۔ اور دوگانہ شکر ادا کر کے بلند آواز سے کہا کہ فرعون نے ہڈی کے تخت پر بیٹھ کر خدائی کا دعوے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عظمےٰ عطا کی ہے تو بھی اُس کی بندگی کا طوق میری گردن میں ہے آنحضرت نے بادشاہ کے حق میں دعا کی۔ بادشاہ ہر سال اسی طرح جشن کرتا۔ آج تک بادشاہ بدستور سال میں ایک دفعہ جشن کرتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے اکبر آباد اور لاہور میں بھی از سر نو عمارات عالی بنوائیں۔ اور لاہور میں ایک شالامار باغ بنوایا۔ تخت طاؤس نادر شاہ کے آنے تک ہندوستان میں رہا بعد ازاں اُسے وہ ایران لے گیا۔

ذکر و بیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضؓ
تعمیر خانقاہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بار دوم بیان عمارات حضرات
مخدوم زادہا و بیان بناہائے قصر سلطانی در سرہند و بشارت یافتن آنحضرت
از پروردگار بخدمت تخلیص تمام عاصیان امت از آتش دوزخ و دیگر قضائیکہ
دریں سال واقع شدہ :-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی کثرت ہوئی اور ہزارہا آدمی پانچوں وقت نماز میں شامل ہونے لگے تو مسجد قدیم جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی۔ بکتفی نہ تھی۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضؓ نے ایک اور وسیع مسجد بنوانی چاہی۔ آنجناب کی اس خواہش سے تربیت خاں نے جو اس بارگاہ کا خاص مرید تھا عرض کیا۔ کہ میری خواہش ہے کہ یہ سعادت عظمےٰ میں ہی حاصل کروں۔ آنحضرت نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا اور خانقاہ بنانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ تربیت خاں نے نہایت عالیشان اور وسیع خانقاہ بنوائی اور قدیمی مسجد کی علامت کی طرح پر ایک صفہ اس مسجد کے صحن میں کعبہ کی طرح چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ مقام بہت متبرک ہے اس واسطے کہ کعبہ معظمہ نے یہیں نزول کیا تھا اور اس زمین کو کعبہ کی زمین کے ساتھ فناء و بقا حاصل ہے۔ حضرت قیوم اول حضرت قیوم ثانی رضؓ کو اسی مقام پر مقطعات قرآنی کے اسرار سے مطلع کیا تھا اس صفہ سے مغرب کی طرف ایک حوض بنوایا اس کے اوپر مچھلی کی پیٹھ کی طرح کا ایک آبشار بنوایا مسجد کی جنوب کی طرف سالکان سلوک کے لئے چند حجرے بنوائے مسجد قدیم کا حوض اور بہت سی زمین حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے صحن میں داخل کر کے روضہ متبرکہ کے گرد نواح کو وسیع کر دیا۔ اس مسجد کی ایک یہ فضیلت آنحضرت پر منکشف ہوئی۔ کہ یہ مسجد الحرام، مسجد النبی، اور مسجد الاقصےٰ سے اُتر کر باقی تمام جہان کی مسجدوں سے افضل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی مسجد قدیم کی بابت جو اس وقت موجودہ مسجد کا صحن ہے یہی فضیلت منکشف ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں لکھا گیا ہے حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے مغرب و شمال کی طرف ایک باغ تھا جس کا طول اور عرض ایک ایک کوس تھا اور خواجہ باغ ملک احمد کے نام سے مشہور تھا اس باغ کے مالک نے حضرت قیوم ثانی رضؓ کی خدمت میں بطور نذر یہ باغ پیش کیا آنجناب نے اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا

بادشاہ نے اپنے رہنے کے لئے اس باغ میں عالیشان عمارت بنوائی۔ اور اس باغ کے ارد گرد کی زمین بھی لیکر اس میں عالیشان مکانات بنوائے اس باغ کے شمال و مغرب کی طرف ایک وسیع میدان تھا اس میں نہایت عمدہ اور خوبصورت بازار بنوایا جس میں ہر ولایت کی چیز موجود ہوتی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا مہتمم آنحضرت کا صندل نام خواجہ سرائے مہتمم تھا اس واسطے یہ بازار صندلپورہ کے نام سے مشہور ہے اس بازار کے مشرق کی طرف باغ کے کنارے کے قریب حضرت قیوم ثانی رضہ کے لئے محل بنائے گئے جن میں آنحضرت حلقہ و مراقبہ کیا کرتے تھے۔ آنحضرت نے عمر کے آٹھ سال یہیں بسر کئے +

اسی سال بادشاہ ہند آنحضرت کی زیارت کے لئے سرہند آیا۔ اور چند ماہ یہیں رہا۔ اپنے ارکان سلطنت کو کہنے لگا۔ کہ یہ شہر میرے دو دار الخلافوں کے مابین ہے اکثر اس شہر میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ اور آنحضرت کی زیارت کے لئے میں یہاں ٹھہرتا ہوں علاوہ ازیں یہ پاکیزہ شہر نہایت متبرک اور ہندوستان کا سر ہے ؎

سودائیاں شہر لیست در ہند — کر اندر پائے دو نہاد سر ہند

بہتر ہے کہ اس شہر میں عالیشان عمارت بنوائی جاوے چنانچہ وہاں اس قسم کے محل بنوائے۔ جیسے شاہجہان آباد کے قلعہ میں بنوائے تھے +

اسی سال آنحضرت کو الہام ہوا کہ آپ کو ہم نے اپنے فضل و کرم سے امت محمدی کے گنہگاروں کو دوزخ سے نجات دینا سپرد کیا ہے جسے چاہیں دوزخ سے بچائیں۔ جسے چاہیں دوزخ میں جھونکدیں۔ اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت رضہ کو یہ خوشخبری سنائی تھی +

ذکر دربیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ امام معصوم قیوم ثانی رضہ عرض داشت کردن عبد العزیز خاں بادشاہ توران وغائبانہ مرید شدن او بجانب قیومیت مآب آنحضرت رضی اللہ عنہ :-

اس سال عبد العزیز خاں بادشاہ توران نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں معہ تحف و ہدایا دنیا ایک عرضی بھیجی جب عبد اللہ ازبک توران کا انتقال ہو گیا۔ تو ارکان سلطنت نے

عبدالعزیز خان کے بھائی کو تخت پر بٹھایا اور اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ اس بات سے واقف ہو کر سمرقند بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا اس نے آنحضرت کے خلیفہ خواجہ کلاں کی خانقاہ میں پناہ لی اور خواجہ صاحب سے توجہ اور مدد کی درخواست کی خواجہ صاحب نے فرمایا میں بھی آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تم بھی ہو۔ امید ہے کہ آنحضرت کے طفیل سے تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ عبدالعزیز خاں عشا کی نماز کے بعد آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوا اور بہت ہی عاجزی کی عین عاجزی کرتے کرتے اُسے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ ہزارہا سوار فاخرہ لباس پہنے صفیں باندھے کسی شخص کے منتظر کھڑے ہیں اتنے میں ایک اور بزرگ جن کی پیشانی سے نور چمکتا تھا ابلق گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے۔ تمام درختوں اور پتھروں نے اس بزرگ کو سجدہ کیا۔ میں نے حیران ہو کر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں جن کو صفیں دیکھتے ہی سربسجود ہو گئیں؟ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ عبدالعزیز نے آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنا مطلب عرض کیا آنحضرت نے اس کے حال پر بہت مہربانی کر کے فرمایا "خاطر جمع رکھو" ہمارا تمہاری طرف خیال ہے۔ انشاء اللہ عنقریب ہی بفضل خدا اپنے مقصود میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب قندہار جاؤ وہاں پر ہمارے مرید ہیں۔ تمہاری موافقت کریں گے خواجہ کلاں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا دوسرے روز خواجہ کلاں اور عبدالعزیز خاں دونوں قندہار روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں پر کے آنحضرت کے خلفاء نے معلوم کر لیا تھا کہ ہمیں عبدالعزیز خاں کی مدد کرنی چاہیئے۔ سو وہ اس سے مل گئے۔ چنانچہ بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادوں کا ایک لشکر بخارہ کی طرف روانہ ہوا۔ علاوہ بریں جہاں کہیں آنحضرت کے خلفاء و مرید تھے سب نے عبدالعزیز کا ساتھ دیا۔ راستے میں جو شہر یا قلعہ آتا وہاں سے موجودہ لوگوں کو نکال اپنے آدمیوں کو وہاں بٹھاتے جب بخارا کے قریب پہنچے تو بادشاہ اور ارکان سلطنت کے دل پر رُعب طاری ہوا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت کے تمام خلفا اور مرید اس کے ساتھ ہیں۔ تو چونکہ وہ بھی آنحضرت کے مرید تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت اس کے بادشاہ ہونے میں راضی ہیں اور جو خوشخبری آنحضرت نے سلطنت کے بارے میں اُسے دی تھی وہ بھی سن چکے تھے اس لیئے انہوں نے عبدالعزیز خاں کو پیغام بھیجا۔ کہ آپ بلا تکلف تشریف لائیں۔ ہم موجودہ بادشاہ کو پکڑ کر آپ کے حوالے کر دینگے۔ جب بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہاں سے بھاگ گیا۔ عبدالعزیز خاں نے دوسرے روز بخارا میں جا کر آنحضرت کی توجہ کی برکت سے

بلا مزاحمت غیرے توران کے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرتؓ کی خدمت میں بھیجی جس میں ارادت غائبانہ کا اظہار کیا تھا۔ ہر سال پھر اُسی طرح آنحضرت کی خدمت میں ہدئے اور تحفے بھیجتا رہا۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنجناب نے از راہ عنایت اُسے غائبانہ مرید کیا۔ اور جو لوگ اس کی عرضی لائے تھے اُن سے عین کمال شفقت سے پیش آئے۔

ذکر دہ بیان

سال چہاردہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم قیوم ثانیؓ
مرید شدن شاہزادہ محمد اورنگ زیب :-

اس سال شاہزادہ محمد اورنگ زیب آنحضرت کا مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بتلاتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور خلقت ہرج و مرج میں ہے عذاب کے فرشتے لوگوں کو کھینچکر لئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کا عذاب پہنچاتے ہیں مجھے بھی پکڑ کر دوزخ میں لیجانا چاہا۔ اس اثنا میں حضرت معصوم تخت پر بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے۔ تو میدان قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقے امام معصومؓ آگئے ہیں جن کے سپرد حق تعالےٰ نے گنہگاروں کو عذاب دوزخ سے چھڑانا کیا ہے۔ آنحضرتؓ نے پہلے ان آدمیوں کو چھڑایا جنہیں عذاب کیا جارہا تھا۔ بعد میں اس احاطے کی طرف متوجہ ہوئے۔ جہاں تمام جہان کے گنہگار قید تھے۔ سب کو وہاں سے رہائی دلوائی۔ اور ہر ایک کو خلعت فاخرہ دیکر بہشت میں بھیجدیا۔ لیکن جنہیں بخشش نصیب ہوئی وہ دو قسم کے تھے ایک گروہ کو تو فقط خلعت عنایت ہوئی۔ اور دوسرے کو خلعت معہ جنتی براق اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جن پر اس قدر رحمت الٰہی ہوتی ہے کہا یہ گذشتہ انبیا کی اُمتیں ہیں۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ہے اس امت مرحومہ میں میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ نور اور روشنی کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں۔ اور بہشت کے فرشتے اُن کے ساتھ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں ؟ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقے کے مرید ہیں۔ اتنے میں آنحضرتؓ نے میری طرف توجہ کر کے فرمایا کہ اسے بھی تخت اور نوری لباس دو۔ کیونکہ یہ ہمارا مرید ہے۔ بعد ازاں مجھے زمرد کا تخت اور نور کا لباس عنایت ہوا +

یہ خواب دیکھکر صبح حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا حضرت عروۃ الوثقےؓ

نے اس سے پہلے فرمایا تھا۔ کہ شاہجہان کے بیٹوں میں سے جو سب سے پہلے آکر مرید ہو گا۔ ہم تاج سلطنت اس کے سر پر رکھینگے۔ چونکہ شہزادہ اورنگ زیب پہلے مرید ہوا۔ اس واسطے آنحضرت رضؓ نے سلطنت کی خوشخبری اُسے عنایت فرمائی۔ اور پیشتر اس کے کہ شاہزادہ خود خواب کو عرض خدمت کرے۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ جس طرح تو نے خواب میں دیکھا ہے انشاء اللہ اسی طرح قیامت کے دن تو ہمارے ساتھ ہو گا ❖

جب دوسرے شاہزادوں نے سُنا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اورنگزیب کو سلطنت کی خوشخبری دی ہے۔ تو کڑھے۔ اور جو ارادہ دل میں تھا کہ آنحضرت کے مرید بنینگے۔ توڑ دیا اور اور جگہ جاکر مرید ہوئے ❖

کہتے ہیں کہ جب اورنگزیب مرید ہو چکا تو داراشکوہ بھی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تم خدا کی خاطر ہمارے پاس نہیں آئے۔ بلکہ سلطنت کیلئے آئے ہو۔ سو وہ اورنگزیب ہم سے لے گیا ہے داراشکوہ مایوس ہو کر آنحضرت کی خدمت سے اُٹھا۔ اور جاکر شاہ میر لاہوری کا مرید ہو گیا اُس دن سے آنحضرت سے دشمنی کرنے لگا۔ ہر دم اس سلسلہ کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہا۔ حتےٰ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے اُس دشمنی اور ایذا کا بدلہ دیا۔ اور اورنگزیب کو ہند کی سلطنت عنایت کی۔ آج تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے ❖

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ❖

ذکر در بیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن روشن آرائے دختر سلطان ہند بخدمت آنحضرت رضی اللہ عنہ ❖

جب اورنگزیب آنحضرت کا مرید ہوا تو اُس نے اپنی بہن روشن آرائے کو جو تمام بھائی بہنوں سے خوبصورت تھی۔ آنحضرت کا مرید ہونے کیلئے کہا دوسرے بھائی اور فقیروں کے اوصاف اُس سے بیان کرتے تھے تاکہ کسی اور فقیر کی مرید بنے۔ ایک رات اُسنے استخارہ کیا کہ مجھے

کس بزرگ کی مرید ہونا چاہیئے ✿

اس کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش ہے اور اس طرح چمک رہا ہے کہ دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور اس کے نقوش ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ چاروں طرف چار سنگ رخام کے برج بنے ہوئے ہیں۔ اور ان چاروں پر گنبد ہیں۔ اور اس محل کے اوپر ایک سنہری بڑا عظیم الشان گنبد ہے جو سورج کی طرح چمکتا ہے۔ اس محل پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ گنبد سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور محل کے نیچے تمام اولیائے امت آنحضرتؒ کے منتظر کھڑے ہیں آنحضرت خربوزہ کھا کر اس کے چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں۔ جنہیں اولیائے امت بڑی خواہش اور رغبت سے کھاتے ہیں۔ اور ان کے لینے میں بڑی جدوجہد کرتے ہیں آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے سے چھینتے ہیں۔ اور ان چھلکوں کے کھانے پر فخر کرتے ہیں۔ اس اثنا میں غیب سے کوئی پکار کر کہتا ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت کے پس خوردہ خربوزے کے چھلکے کھائیگا اللہ تعالیٰ اسے صدیقوں میں داخل کرے گا۔ اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی ✿

جب صبح اس نے یہ خواب اپنے بھائی اورنگ زیب سے بیان کیا۔ تو وہ اسے آنحضرت کی خدمت میں لایا اور مرید بنایا۔ اور خواب کا واقعہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ روشن آرا نے آنحضرت کے انتقال کے بعد اسی قسم کا روضہ منورہ بنوایا۔ جیسا کہ اس نے خواب میں دیکھا تھا ✿

ذکر دربیان

سال شانزدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی۔ مرید شدن گوہر آرائے دختر دوم سلطان ہند :-

بادشاہ ہند کی لڑکی گوہر آرا دانائی، عقلمندی، سمجھ، اور فہم، علم، اور حلم آہستگی، اور شائستگی میں اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ دن رات عبادت خدا میں مشغول رہتی۔ اور صبح شام خوف خدا سے روتی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے سرمو نہ تجاوز کرتی ✿

اس نے ایک دن اپنے بھائی اورنگ زیب کو کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک باغ ہے جس کی دیواریں سرخ یاقوت کی ہیں درخت زمرد کے ہیں اور زمین سنہری ہے

اس باغ کے اندر مروارید کا ایک محل ہے۔ اس محل کے اوپر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ اس محل کے ایک طرف تمام اولیائے امت کے مرد ہیں۔ اور دوسری طرف تمام عورتیں مثلاً عائشہ صدیقہ رضہ اور فاطمۃ الزہرا رضہ اور خدیجۃ الکبرےٰ رضہ وغیرہ ہیں۔ جو عورت آتی ہے وہ عورتوں میں داخل ہوتی ہے۔ اور جو مرد آتا ہے وہ مردوں میں داخل ہوتا ہے۔ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی محل پر کھڑا ہے۔ اور آنحضرت اس کی طرف بار بار متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کام کیلئے حکم دیتے ہیں۔ اور وہ شخص تمام جہان کے مطالب و مقاصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کبھی مردوں کی طرف جاتا ہے۔ کبھی عورتوں کی طرف۔ اور ان کی مہمات آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق سرانجام کرتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین و دنیا کا کارخانہ اُن کے سپرد کر رکھا ہے ⁂

یہ خواب دیکھنے کے بعد گوہر آرا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئی۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اس کے حال پر نہایت مہربانی فرمائی۔ اُس نے بھی آنحضرت کی خدمت میں سلوک انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ بلکہ آنحضرت نے اُس کے حق میں نہایت اعلےٰ درجے کی خوشخبری دی۔ اور وہ یہ کہ جنت میں گوہر آرا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں داخل ہوگی ⁂

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضہ کے وصال کے بعد گوہر آرا نے باقی سلوک حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور ولایت ثلاثہ۔ اور کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری پائی۔ نیز حضرت قیوم رابع رضہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ گوہر آرا بہشت میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں شامل ہوگی۔ حضرت خلیفۃ اللہ ہر جمعہ کو نماز کے بعد باغ کی سیر کو تشریف لے جاتے۔ تو سرہندی باغ میں گوہر آرا کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے رہتے اور پھر فرماتے کہ اس قبر پر نور عظیم کا عجیب ظہور ہے جو اکثر اولیا کی قبر پر بھی نہیں ہوتا ⁂

ذکر دربیان

سال ہفتدہم از تولیت حضرت عالیشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضہ

طلب کردن دعا سلطان ہند برائے فتح قندہار از آنحضرت و بشارت دادن آنجناب بر فتح آں دیار و فرستادن شاہزادہ اورنگ زیب برائے آں مرز بوم و ظفر یافتن شاہزادہ از توجہ آنجناب رضی اللہ عنہ +

اس سال بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ والئے ایران نے اپنی مجلس میں کہا کہ سلطان ہند میں اہل ایران سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ایک مہینے میں تمام ہندوستان کو اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ زمانہ قدیم سے ہم میں اور اُن میں برادری کا سا تعلق ہے اس واسطے ہماری کبھی خواہش نہیں ہوئی جب شاہجہان نے سُنا۔ کہ شاہ ایران کا یہ خیال ہے اور علاوہ بریں بر سر عام خلفاء ثلاثہ کے حق میں غیر مناسب کلمات استعمال کرتا ہے۔ تو سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اسی وقت ایک جرار لشکر لے کر ایران کی طرف متوجہ ہوا۔ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مہم کے لیئے دعا اور توجہ کی درخواست کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم آج رات اس بارے میں توجہ کرینگے جو کچھ معلوم ہوگا اس کے موافق جواب دینگے۔ دوسرے روز جب بادشاہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ ہم نے اس مہم کے بارے میں توجہ بلیغ کی ہے۔ فضل الہی سے امید غالب ہے کہ حق تعالےٰ تمہیں فتح و نصرت عطا فرمائیگا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے باغ باغ ہوگیا اور خوشی خوشی ایران کی طرف روانہ ہوا۔ آخر منزلیں طے کر کے جب کابل کے گرد و نواح میں پہنچا۔ تو شاہزادہ محمد اورنگ زیب کو آگے بھیجا۔ شاہزادہ نے ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوبارہ مدد و اعانت باطنی کے لیئے لکھا۔ آنحضرت نے اُس کے جواب میں ایک مکتوب لکھا۔ جس میں جہاد اصغر و جہاد اکبر کے فضائل اور اُن کے متعلق احادیث مندرج فرمائیں۔ اس میں ان حدیثوں کا ذکر بھی فرمایا جو روافض کی تکفیر کے بارے میں آئی ہیں +

یہ مکتوب آنجناب کے مکتوب کی پہلی جلد کا چوہتھواں مکتوب ہے۔ تکفیر روافض کے متعلق حسب ذیل احادیث کا اقتباس کیا۔ حدایث:

اخرج ابو درداء الذہبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا یکون فی اخر الزمان قوم یسمعون الرافضۃ یرفضون الاسلام فقتلوھم	ابو درداء میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی سے روایت کی کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جن کو روافض کہیں گے اور جو اسلام کی توہین کرینگے اُن کو قتل کرنا

فانهم مشرکون ۔

حديث واخرج الدار قطني

عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سیاتی من بعدی قوم یقال لهم الرافضة فان ادرکتموهم فاقتلوهم فانهم مشرکون قال قلت یا رسول اللہ ما العلامة فیهم قال یفرطونك بما لیس فیك ویخالفون عن السلف واخرجه عن طریق اخر نحوه کذلك من طریق اخر وادعنه ویحلون عنا اهل البیت یسوء کذلك ذلك انهم یسبون ابا بکرؓ و عمرؓ ۔

کیونکہ یہ مشرک ہونگے ۔

دار قطنی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی ہونگے جنہیں رافضی کہا جائیگا اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں ضرور قتل کرنا کیونکہ وہ سراسر مشرک ہونگے آنجناب نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ ان کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا جو باتیں تم (حضرت علیؓ) میں نہیں پائی جاتیں ۔ انہیں اصل سے بھی بڑھا کر بیان کرینگے ۔ گذشتہ لوگوں کی مخالفت کرینگے ۔ یہی حدیث اسی مطلب کی بالفاظ دیگر بھی آئی ہے ایسے لوگ اہلبیت سے باہر نکل جائینگے لیکن وہ ایسا کرنے میں سراسر برائی پر ہونگے کیونکہ وہ حضرت ابا بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں برا بھلا کہینگے ۔

ان احادیث کے بعد لکھا ۔ "رجعنا من جهاد الاصغر الی جهاد الاکبر" ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف ہوئے ۔

حدیث قدسی میں آیا ہے "عاد نفسك فانها انتصبت بمعادی" ۔ تو اپنے نفس سے عداوت کر کیونکہ وہ معاد کے لئے سخت نقصان دہ ہے ۔

انسانی نفس امارہ باوجود تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اپنے کفر و انکار پر اڑا رہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل درآمد نہیں کرتا ۔ یہی چاہتا ہے کہ سب اس کے فرماں بردار ہو جائیں ۔ اور وہ کسی کا مطیع و ماتحت نہ ہو ۔ چونکہ خودی پر قائم ہے ۔ اور انا ربکم کی ندا اس کے وجود سے نکلتی ہے ۔ اس واسطے اس سے عداوت کرنا عین اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے اور اس سے مخالفت اور جہاد کرنا عین شریعت غراء کے مطابق ہے ۔ یہ جہاد اکبر ہے جو بیرونی دشمنوں سے کبھی کبھی کرنا پڑتا ہے اندرونی دشمن سے تو ہر وقت جہاد کرنا پڑتا ہے ۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا غرور و تکبر بادشاہوں کا خاصہ ہے ۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سے جہاد کرنا مناسب و ضروری خیال فرمایا ۔ پھر حضرت قیوم ثانیؓ

نے شاہزادہ کے قاصد کو قندھار کی فتح کی خوشخبری دیکر رخصت فرمایا۔ شہزادہ اس مکتوب کے پہنچنے پر قندھار کی طرف روانہ ہوا۔ آخر قریب پہنچکر شہر اور قلعہ کا محاصرہ کیا وہاں کے حاکم نے حرکت مذبوحی کی۔ اور بھاگ اٹھا۔ اور قندھار پر شاہزادہ قابض ہو گیا ؛

شاہجہاں نے اس فتح سے بہت خوش ہو کر شکریہ کے طور پر تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں روانہ کئے شاہزادہ نے بھی آنحضرت کی خدمت میں عریضہ مع اس ولایت کے تحفوں کے بھیجا ؛

ذکر دربیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رضہ نہضت نمودن شاہزادہ اورنگزیب بسوئے خراسان بموجب امر عالی و فتح کردن آں مرزبوم از توجہ حضرت معصوم رضی اللہ عنہ ؛

جب والیئے ایران نے سنا کہ قندھار پر سلطان ہند قابض ہو گیا ہے اور اصفاہان کی طرف آرہا ہے تو بہت سٹ پٹایا۔ اور ایک عاجزانہ عریضہ بادشاہ ہند کی خدمت میں لکھا کہ ہم میں اور آپ میں قدیم زمانہ سے اخلاص اور خصوصیت چلی آتی ہے۔ بلکہ سلطان ہمایوں اس علاقے میں آیا۔ تو جس قدر ہم سے ہو سکا ہم نے اُس کی خدمت کی۔ بلکہ تمام سلطنت ایران اس کے حوالے کی اب باعث معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کس خاطر ادھر آرہے ہیں۔ قندھار پر جو آپ قابض ہو گئے ہیں بہتر ہوا۔ آپ اسے اپنی قلمرو میں شامل کرلیں۔ کیونکہ ہم نے ابتداہی سے یہ ملک آپ کو دے رکھا تھا تو اب آپ اپنے ارادے کی باگ ہندوستان کی طرف موڑیں۔ اور اگر کچھ اور ارادہ ہے۔ تو اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ اُس کا فکر کیا جائے والیئے ایران نے جو لکھا کہ ہم نے ایران یو بادشاہ کے حوالے کیا اس کی اصلیت یوں ہے کہ شاہجہان کے باپ کا دادا ہمایوں شیر خاں افغان سے شکست کھا کر ہند سے ایران پہنچا۔ تو شاہ ایران نے اُس کی بہت کچھ آؤ بھگت کی۔ حتےٰ کہ تمام ملک ایران اس کے حوالے کیا اُس نے لیکر پھر اسی کے حوالے کیا۔ اور خود ہندوستان جا کر اُسے دوبارہ فتح کیا۔ جب والیئے ایران کا خط شاہجہاں نے دیکھا تو اُسے رحم آیا۔ کہا کہ قندھار ہم اس سے بطور جزیہ لیتے ہیں۔ اور شاہزادہ اورنگزیب کو لکھا کہ ایران کی طرف سے واپس چلے آؤ۔ جب شاہزادہ نے باپ کا حکم پڑھا تو بہت ناراض ہوا اور ایک عریضہ

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت لکھا۔ کہ آنجناب کی توجہ مبارک سے مَیں نے قندھار کو فتح کر لیا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ خراسان کے شہروں میں رافضی لوگ علانیہ شیخین کو گالی گلوچ کرتے ہیں۔ اگر اجازت ہو۔ تو اس طرف کا رُخ کروں اور انہیں ہلاک کروں آنحضرت نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ہم تمہارے احوال کی طرف متوجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ جدھر کا رخ کرو گے فتح پاؤ گے۔ جہاں کہیں رافضیوں کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ کیونکہ یہ دین کے دشمن ہیں۔ شاہزادہ نے آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب خراسان کا ارادہ کیا۔ اور اس تمام کے علاقے کو تہ و بالا کر دیا۔ ہزار ہا روافض کو قتل کیا۔ اور مرو اور ہرات کے گرد نواح پر قبضہ کر لیا۔ اور ایران والوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔ ؎

بلا نہائے ایران در خون و خاک — زشمشیر ہندی شدہ چاک چاک
از ایراں سپہ مرد خستہ شد — وزاں سوئے پیکار پیوستہ شد

جو تلوار سے بچ رہے وہ بھاگ کر عراق پہنچے۔ جب یہ اصفہان گئے تو ایرانی لشکر بہت گھبرایا۔ اکثر لشکری بھاگ گئے بادشاہ بھی یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔ پھر ایک خط شاہجہان کی طرف اور ایک شاہزادہ کی طرف لکھا۔ کہ مَیں نے تم سے بہت اچھے اچھے سلوک کئے ہیں لیکن تمہارے دل پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ ایران کے بعض فتنہ برپا کرنے والوں کو جن کی حالت حسب ذیل اشعار کے مطابق ہے۔ فساد مٹانے کی خاطر ؎

بے خردے چند زخود بے خبر — عیب شمارند ز بہرِ ہنر
باد شوند از بہ چپہ اغے رسند — دود شوند از بد ماغے رسند

سزا دی گئی۔ اس لئے وہ ایران سے نکل ہند میں گئے۔ اور از راہ دشمنی خلاف واقع باتیں ہماری طرف سے تمہارے پاس بیان کیں۔ اور تمہیں ہم سے ناراض کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تم نے ہمیں رفض کی تہمت لگائی۔ حالانکہ یہ بیان بہتان عظیم ہے۔ جب کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کی زبان سے نہ بچ سکے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ خلقت نے اللہ تعالےٰ کو صاحب اولاد اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہا۔ ہمارا خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے۔ اصحاب کے دوست دار ہیں۔ البتہ اہلبیت کی محبت ہمارے دلوں میں بہت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہماری طرف سے کہا گیا ہے۔ محض جھوٹ ہے اور شاہزادہ کی دعوت کے لئے پانچ لاکھ تومان بھیجے۔ شاہجہان نے اورنگ زیب کو لکھا۔

کہ ہندوستان واپس چلے آؤ۔ شاہزادہ بھی والئے ایران کی تواضع کو مدِنظر رکھتے ہوئے مجبور
ہوکر ہندوستان لوٹ آیا۔ واپس آتے وقت بلخ کے پاس سے گذر ہوا۔ وہاں کے بادشاہ نے
تھوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور قید ہوگیا۔ ہندوستان کے وزیر اعظم
کے بیٹے شہزادہ سعد اللہ خاں کو اس شہر اور قلعہ کے بندوبست کے واسطے بھیجدیا۔ شاہزادہ
نے شاہی قلعہ پر قبضہ کیا۔ بلخ کے تمام علما مشائخ۔ اور چھوٹے بڑے سعد اللہ خاں کو مبارکباد
دینے آئے۔ وہاں کا وزیر بھی اپنے وقت کے عالموں کا سردار تھا۔ اپنی امارت اور علم پر تکبر کرتے ہوئے
علما کا امتحان کرنے کے واسطے جیسا کہ طلبہ علم کا دستور ہے۔ کہ آپس میں بحث کرتے ہیں علما
سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دلائل کیا ہیں۔ اُنھوں نے جنون اسلام
اور حرارت دین کی وجہ سے نہایت غصہ سے کہا کہ جائز ہے۔ کہ نواب کو کافر قرار دیا جائے
اُس نے کہا۔ یہ حواس باختہ کیوں ہوگئے ہیں۔ اور اُن کے مُنہ سے اونٹ کی طرح جھاگ کیوں
نکلتی ہے۔ اُنھوں نے اُس کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ سعد اللہ خاں اپنے کہنے سے سخت
شرمندہ ہوا۔ کہا میں تو تمہارے علم کا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اس میں شبہ بالکل نہ تھا
پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بذریعہ دلائل ثابت کیا۔ لیکن وہ اس طرح بے خود
ہوئے کہ بے اختیار بار بار یہی کہتے تھے کہ نواب کو کافر قرار دینا جائز ہے۔ آخر سعد اللہ خاں
نے سر ننگا کر کے اُن کے پاؤں پر رکھ دیا۔ کہ برائے خدا میری خطا در گذر کرو۔ میں اپنے کہے سے
توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک لاکھ روپیہ ان کی نذر کیا۔ شاہزادہ اُن علما پر بہت خوش ہوا۔ اور
ان کو اپنے پاس بُلا کر ہر ایک کے مناسب حال رعایت کی۔ اور فاخرہ خلعت عنایت
کی۔ بعد ازاں شاہزادہ نے اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور وہاں کے بادشاہ عبدالرحمٰن کو
اپنے ساتھ لیکر ہندوستان گیا۔ اس وقت خراسان کے بادشاہ نے بھی ڈر کر بہت سا روپیہ
معہ اس ملک کے تحائف ہدایا بطریق ضیافت شاہزادہ کے پیش کیئے۔ اور عاجزی ظاہر کی
شاہزادہ نے اُس کی ضیافت اور عاجزی کو قبول کیا۔ اور پھر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوا
شاہجہان نے بیٹے کو گلے لگایا۔ اور اس کا سر مُنہ چوما۔ اور کہا واقعی تخت و تاج کے لائق تو ہی ہے
اور سلطان عبدالرحمٰن کو بڑی عزت سے اپنے پاس رکھا۔ اور اُسے مجلس میں اپنے فرزندوں کے
برابر بٹھاتا تھا۔ اور شاہزادوں کی طرح اُس سے سلوک کرتا تھا۔ امرا کو تاکید کردی کہ جس
طرح شاہزادوں کا ادب بجا لاتے ہو اسی طرح اس کا بھی ادب بجا لایا کرو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے

ملک کا بادشاہ ہے۔ جب شاہزادہ حاضر خدمت ہوگیا۔ تو بادشاہ شاہجہان آباد میں آیا لیکن پہلے سرہند حضرت قیوم ثانی کی آستان بوسی سے مشرف ہوکر ان فتوحات کے شکریہ میں ہدایا و تحائف پیش کیئے۔ آنحضرت کمال لطف و کرم سے شاہزادہ اورنگزیب سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالےٰ تمہیں دین و دنیا میں خوش رکھے۔ شاہزادہ بھی داب قیومیت بجالایا۔

ذکر در بیان

سال نوزدہم حضرت قیومیت حضرت ایشان امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن سلطان عبدالرحمٰن بلخی و بادشاہ خراسان بجناب آنحضرت رضی اللہ عنہ:-

جب بادشاہ ہند قندہار خراسان اور دوسرے ممالک کی فتح سے فارغ ہوکر حضرت قیوم ثانی کی آستان بوس سے مشرف ہوا۔ تو سلطان عبدالرحمٰن کو اپنے بیٹوں کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ شاہزادہ محمد اورنگزیب نے سلطان عبدالرحمٰن کو آنحضرت کا مرید ہونے کیلئے کہا سلطان پہلے ہی سے غائبانہ معتقد تھا۔ لیکن ان دنوں بسبب بعض اہل غرض کے کہنے کے کہ تیری سلطنت میں زوال صرف حضرت قیوم ثانی کی توجہ کے سبب آیا ہے۔ قدرے بد اعتقاد ہوگیا تھا+

اسی اثنا میں اُس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے بعض لوگوں کو طوق و زنجیر پہنائے مارتے پیٹتے دوزخ میں لیجارہے ہیں۔ سلطان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جنہیں دوزخ میں لیجارہے ہیں۔ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مخالف ہیں۔ اتنے میں ایک فرشتہ نے آکر اُسے بھی پکڑ دوزخ میں لے جانا چاہا۔ کہ کسی نے آواز دی۔ کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کا خاص مرید ہے۔ اور آنحضرتؓ نے اُسے دائمی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ سلطان نے اسی وقت اپنے سابقہ بُرے عقیدے سے توبہ کی اور ٹھان لی کہ میں ضرور آنحضرت کا مرید ہونگا+

دوسرے روز یہ خواب اورنگزیب کو بتایا اُس نے لاکر آنحضرت کا مرید کرایا۔ اور اُس کا خواب آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ سلطان عبدالرحمٰن آنحضرت کا خاص الخاص مرید ہے۔ شاہ توران کی لڑکی ایلو بیگم نے بھی جو سلطان عبدالرحمٰن کی منکوحہ تھی اس بارے

میں خواب دیکھا تھا، وہ بھی آنحضرت کی مرید ہوئی۔ بادشاہ نے بڑے اعتقاد سے اس پردہ نشین کو آنحضرت رضہ کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ اُس نے آنحضرتؓ سے بالکل پردہ نہ کیا۔ سلطان عبدالرحمٰن کی قبر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ کے صفہ کے جنوب میں سنگِ رخام کی بنی ہوئی ہے۔ "شرف المکان بالمکین"۔ اس کے حق میں صادق آتا ہے۔ حضرت قیوم ثانی اس پر نہایت مہربان تھے۔ حتیٰ کہ سلطان ہند نے بڑے زور وشور سے بلخ کی سلطنت اُسے دینی چاہی لیکن اُس نے صاف انکار کر کے حضرت امام معصوم کی خدمت کو اختیار کیا۔ اور اپنی سلطنت اپنے بھائی کو دے دی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال تک سلطان آنحضرت کی خدمت رہا۔

اس سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدینؒ پیدا ہوئے۔

ذکر دربیان

سال بستم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم زمانی قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن بادشاہ بدخشان غائبانہ بجناب حضرت ایشان۔

جب شاہ بدخشان نے شاہزادہ اورنگ زیب سے ڈر کر بہت سارہ پیہ اُس کی ضیافت کے لئے بھیجکر اظہار عجز کیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے تو بعض مخالفوں نے موقع پاکر اُسے کہا کہ اورنگ زیب صرف حضرت قیوم ثانی کے اشارے سے ادھر آیا ہے گذشتہ بادشاہ جو آنحضرت کا معتقد اور مرید تھا۔ فوت ہو چکا تھا اور یہ اس کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا ابھی پورے طور پر آنحضرت کے کمالات سے واقف نہ تھا چونکہ نوجوان اور نودولت تھا اس لئے لوگوں کے بہکانے سے آنحضرتؓ کے اُن خلفا کے آداب و تواضعات کو جو بدخشان رہتے تھے ترک کر دیا اور ہر سال جو تحفے آنحضرت کی خدمت میں ارسال ہوتے تھے وہ بھی بند کر دئیے۔ بدخشان کے رئیسوں۔ علما اور مشائخ نے ان حالات کے سبب اس سے ناراض ہو کر اُسے وعظ و نصیحت کی کہ آنحضرتؓ نے اورنگ زیب کو صرف ایران کے رافض کے لئے بھیجا تھا۔ نہ کہ بدخشان اور توران پر۔ تم آنحضرت کے حق میں بدعقیدہ نہ ہو۔ ورنہ دین و دنیا میں نقصان اُٹھاؤ گے۔ کیونکہ آنحضرت قیوم زمانی ہیں۔ اور غم و الم رنج

وراحت شادی غمی۔ اور بادشاہوں کی موقوفی اور بحالی سب آنحضرت کے اختیار میں ہے

کارِ جہاں بسر نرود بے رضائے او | در دست اوست بختئے نہ چرخ را مُہار
بر جاہ خاک داں روانست حکم او | چوں جادہ صحاری چوں موج در بحار

لیکن اُس نے نصیحت نہ سُنی۔ اسی اثنا میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے اور ہزارہا اولیاء اللہ تخت کے پاس دست بستہ باادب کھڑے ہیں۔ بدخشی بادشاہ نے ایک سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ بادشاہ نے دیکھا کہ آنحضرت بادشاہوں کی طرح مہمات ملکی میں مصروف ہیں بعض کو انعام و اکرام دیتے ہیں اور بعض کو مار پیٹ ہوتی ہے۔ پھر جہان بھر کے بادشاہوں کو آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ بعض پر مہربان ہو کر خلعت فاخرہ عنایت فرمائی اور جڑاؤ تاج مرحمت فرمائے اور خاص خاص ملک سپرد کئے۔ اور بعض پر سخت ناراض ہوئے اور سلطنت سے علیحدہ کر دیا اتنے میں بدخشی بادشاہ کو بھی آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ آنحضرت رضؓ نے سخت ناراض ہو کر اُسے فرمایا کہ تو ہی ہے۔ جس نے ہمارے خلفا کی حرمت کو ترک کیا ہے اور ہم پر بداعتقاد ہو گیا ہے۔ ہم نے اپنی توجہ سے تجھے باد کیا اور تیری سلطنت کے ممد و معاون ہم ہیں۔ اور اپنے خلفا کو ہم نے تیری حفاظت کے لئے اس ملک میں رکھا ہوا ہے۔ یہ فرما کر بڑے زور سے اُس کی گدی پر مُکا مارا۔ جس پر اُس نے کہا۔ میں توبہ کرتا ہوں اور آنحضرت کی مریدی قبول کرتا ہوں آیندہ آنجناب کے خلفا کی حرمت کما حقہٗ کرونگا۔ تین مرتبہ آنحضرت رضؓ نے انہیں الفاظ کا اعادہ کیا اور مُکا مارا۔ اور اُس نے بھی تینوں مرتبہ توبہ کی۔ بعد ازاں آنحضرت رضؓ نے اُس کے کان کو زور سے اینٹھ کر فرمایا خبردار بھول نہ جانا۔

کان اینٹھنے پر بادشاہ جاگ پڑا تو کان سُرخ ہو رہا تھا اور مُکے کا نشان اور درد دونوں موجود تھے۔ اُسی وقت اُٹھ کر حضرت امام معصوم کے خلفا مثل خواجہ محمد امین بدخشی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے سابقہ بد عقیدے سے توبہ کی غائبانہ آنحضرت کا مرید ہوا۔ اور ایک عرضی مع تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ کہ میرے گذشتہ قصوروں کو معاف فرمایا جائے۔ اور مجھے اپنا مرید بنایا جائے۔ آنحضرت نے اُس کے قصور معاف فرمائے۔ اور اُس کے ذریعے آنحضرت کی خدمت میں اس کی طرف سے بیعت کی۔ اس طرح شاہ بدخشاں غائبانہ مرید ہوا اور آنحضرت نے اپنی کلاہ مبارک بطور تبرک اُسے ارسال فرمائی۔ جو آج تک بدخشاں کے بادشاہوں

کے ہاں موجود ہے۔

ذکر و بیان

بیست و یکم سال از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقی امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض دہشت کردن خان ترکستان سلاطین قبچاق و غائبانہ مرید شدن ایشان بجناب حضرت ایشان رضی اللہ عنہ :-

حجت الاحمدیہ میں لکھا ہے۔ کہ جب ترکستان میں آنحضرت کے خلفا کی تعداد حد سے زیادہ ہوگئی۔ اور ترکوں پر اُن کا تصرف اس قسم کا ہوگیا۔ کہ وہ اپنا کوئی کام آنحضرت کے خلفا کے اذن بغیر نہ کرتے تھے۔ اور وہاں کے خاں بھی اسی طرح محکوم تھے (ترکستان اور توران میں بادشاہ کو خان کہتے ہیں) اگر وہاں کے خاں کوئی کام آنحضرت کے خلفا کی خلاف مرضی کرنا چاہتے تو نہ کر سکتے۔ لیکن خلفا خانوں کے خلاف مرضی کر سکتے تھے۔ یہ دیکھ کر اکثر جاہل خان ان سے ناراض تھے۔ جو آنحضرت کے مرید تھے۔

دوسرے خان جو ابھی ابھی اپنے اپنے قبیلے کے سردار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی کے کمالات سے چنداں واقف نہ تھے۔ اس لئے وہ آنحضرت کے خلفا سے ناراض ہوئے۔ آنحضرت کے مخالفوں نے جو دین کے دشمن تھے۔ موقعہ پا کر ان خانوں کو کہا کہ شاہزادہ اورنگ زیب جو تمہارے نیست و نابود کرنے کے لئے ادھر آیا تھا۔ صرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے آیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ تمہارے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا۔ تو واپس چلا گیا۔ وہ یہ سُنکر بے اعتقاد ہو گئے۔ اور انہوں نے آنحضرت کے خلفا کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ سب سے پہلے لغ خان نے شورش مچائی۔ جو ترکمان قبیلے کا سردار تھا۔ اُس نے باقی خرگاہ نشین خانوں کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ ان خانوں کو خرگاہ نشین اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ گھوڑوں پر سوار رہتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ جن کے دودھ دہی پر گذارہ کرتے ہیں اور اُن کی پشم کا لباس اور خیمہ خرگاہ بناتے ہیں۔ جہاں کہیں پانی گھاس دیکھتے ہیں وہیں ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ اس سارے ملک میں عمارت کا کہیں نام و نشان نہیں۔ ترکستان کے اکثر خان اور دشت قبچاق کے تمام ساکنان صحرا نشین اور خانہ بدوش ہیں۔ جو ہمیشہ خیموں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس واسطے ملک قبچاق کو دشت قبچاق کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسی قسم کی عمارت نہیں پائی جاتی۔

تمام وضیع و شریف اور اعلےٰ اور ادنےٰ بادشاہ اور رعایا آسمانی ستاروں کی طرح حرکت میں رہتے ہیں اور خانہ بدوش ہیں۔ آج یہاں ہیں تو کل وہاں ۔

تاریخ شہرخی میں لکھا ہے۔ کہ دشت قبچاق کا طول و عرض اٹھارہ لاکھ میل ہے اسی دشت کے دوسرے سرے پر قطب شمالی واقع ہے۔ وہاں پر آسمان چکی کی طرح پھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس جنگل میں ایک مقام ایسا بھی ہے۔ کہ وہاں صبح صادق شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی نمودار ہوتی ہے۔ اسی واسطے علمائے ماوراء النہر کہتے ہیں۔ کہ وہاں پر عشاء کی نماز فرض نہیں۔ کیونکہ عشاء کی نماز شفق کے غائب ہو جانے پر شروع ہوتی ہے اس جنگل میں سات سو بادشاہ ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ہند کے بادشاہ کی طرح ہے۔ سدِّ سکندری بھی اسی جنگل میں ہے۔ اس سے پہلے دشت قبچاق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا گئے تھے۔ اور وہاں کے بادشاہ مرید ہوئے تھے۔ اور ہر طرح سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتقد و مرید تھے ۔

لیکن جب ترکستان کے خان حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے۔ تو دشت قبچاق کے خان بھی انہوں نے اپنے ساتھ شامل کر لئے۔ جن میں سے بعض تو اُن سے مل گئے لیکن توتمش خاں بادشاہ۔ قرا آسمان قلیچ خاں سلطان ساودق اوذون قرائیمو والئے عرقوی والتمر خاں حاکم بالغ داغ۔ اور بالیغر خاں قورق کول وغیرہ اسّی بادشاہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے اُنہیں سرزنش کی۔ کہ ایسے بُرے ارادے سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو کیونکہ قیومیت کی مخالفت کرنا دین و دنیا کو برباد کرنا ہے۔ انہوں نے مصلحت وقت کے مطابق منافقانہ توبہ کی۔ لیکن درپردہ اسی فکر میں رہے۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کے روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء پر ہاتھ صاف کرنا چاہئے۔ اعز خاں نے دشت قبچاق کے قریب ترکستان کے علاقے میں دریائے وشق کے کنارے مقام عرس قرار دیا۔ اور ترکستان اور دشت قبچاق میں جس قدر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے۔ سب کو مدعو کیا۔ اور نیز علاقوں کے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور خاقان۔ خاں اور سلطان وغیرہ سب کو بُلایا۔ تمام کے تمام ماہ صفر میں مقررکردہ مقام پر جمع ہوئے۔ دریائے وشق کے قریب سمور پہاڑ کی چوٹی پر بارہ ہزار قلماق مقرر کر دئے۔ کہ عین عرس کے وقت آکر تم نے خلفائے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا صفایا کر دینا

اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے خلیفہ خواجہ یوسف اور خلیفہ عبد الرحمٰن کو ان لوگوں کے مکر کی اطلاع دی۔ جب کشف کی تصدیق ہو چکی۔ تو انہوں نے باقی خلفا کو اطلاع دی۔ سب نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو سب کو اس مکر کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ خواجہ عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اعز خاں کو فرمایا کہ تو نے ہماری عزت کی ہے یا قتل کرنے کے واسطے بلایا ہے۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی۔ خواجہ صاحب نے لوگوں کو کہا کہ جو قلماق کوہ سمور کی چوٹی پر ہیں انہیں بلاؤ۔ جب وہ آگئے تو خواجہ صاحب نے انہیں فرمایا۔ سچ بتاؤ تم کو ہمارے قتل کے لئے کس نے مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اعز خاں اور فلاں فلاں خاں نے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ ہم اس برے کام سے شرمسار ہو کر توبہ کرتے ہیں۔ جب انہوں نے ہمیں ایسا کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ کسی فرد و بشر کو خبر نہ تھی۔ اب لوگوں کو جو خبر ہو گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بارگاہ الٰہی میں قرب و منزلت حاصل ہے۔ وہ سارے قلماق حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا کے مرید ہو گئے۔ اعز خاں وغیرہ سخت نادم ہوئے۔ بیچاروں کو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ بعد ازاں تمام خلفا سخت ناراض ہوئے اور خانوں کو کہا کہ تمہارا یہ دین اور آئین اچھا ہے۔ ہم نے تم سے کونسی بدسلوکی کی تھی۔ جو تم ہمارے قتل کے درپے ہوئے۔ صبح شام ہم تمہاری سلطنت کے حامی ہیں اور تمہیں ہم اپنی دعا کے ضمن میں لئے ہوئے ہیں اور تمام مکروہات کا بوجھ ہم نے اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔ کیا ان سب بھلائیوں کا عوض یہی ہے کہ تم ہمیں قتل کرو ؎

چہ سود است کیں قوم ناحق شناس کنند آفریں را بہ نفریں قیاس
بجائیکہ بدخواہ خونی بود تواضع نمودن زبونی بود

اللہ تعالیٰ تم سے اس کا بدلہ لیگا۔ جو منصوبہ تم نے ہمارے لئے باندھا۔ وہ تمہیں پر عائد ہو گا۔ کیونکہ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ بس ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم اب حضرت قیوم ثانی کے معتقد نہیں رہے۔ یہ ہمارا جوش خروش اور غیظ و غضب صرف اسی خاطر ہے نہ کہ اپنی خاطر بعد ازاں آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے پروردگار! اگر حضرت امام معصوم قیوم حق ہیں تو تم ہمیں کوئی علامت دکھا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قیومیت پر کامل دلیل ہو۔ اس وقت خلق مارے غصے کے کانپ رہے تھے۔ اور لال پیلے ہو رہے تھے۔ اور سروں کو ننگا کر کے دعائیں کرتے تھے۔ ابھی ایک گھڑی بھی گذرنے

نہ پائی۔ اور دعا کر ہی رہے تھے۔ کہ آسمان سے بجلی کڑکی جس سے زمین اور پہاڑ کانپ اُٹھے۔ پھر ایسی آندھی آئی کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اور خیمے خرگاہ معہ آدمیوں کے ہوا میں اُڑنے لگے۔ اور پہاڑ پر اور دریا میں گرنے لگے۔ دریا اس قدر جوش میں آیا۔ کہ تین نیزے پانی چڑھ گیا۔ اور دشت قپچاق اور ترکستان کا تمام لشکر درہم برہم ہو گیا۔ بعض دریا میں غرق ہو گئے۔ اور بعض پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوئے۔ بعض کو ہوا اُچھال کر زمین پر پٹکتی تھی۔ چنانچہ اوغ خاں وغیرہ مخالف خانوں کو سات بار زمین پر دے پٹکا۔ سب کے سب بیہوش ہو گئے۔ بجلی کی آواز ایسی خوفناک تھی۔ کہ پتے پھٹے جاتے تھے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا معہ مریدوں معتقدوں اور دوسرے مخلص خانوں کے اور قلماق کے جواب مرید ہوئے تھے اپنے اپنے خیموں میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر اس مصیبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مختصر یہ کہ جب ترکستان اور دشت قپچاق کے تمام خان معہ اپنے لشکروں کے پامال طوفان ہوئے ؎

تیر قبیب این جو کشاد از کمال بگذرد از نہ سپہر آسمان

اُن کے لشکروں کا اکثر حصہ ہلاک ہوا۔ جو باقی رہے وہ بھی قریب المرگ تھے کیونکہ طوفان دم بدم زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنا میں توقمش خاں وغیرہ ننگے سر خلفاء کے قدموں پر آ گرے۔ اور بہت کچھ عاجزی اور آہ وزاری کی۔ خلفاء کو بھی اُن کے حال پر رحم آیا۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس آفت کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ دعا کرتے ہی اللہ تعالےٰ نے اس بلا کو ٹالا۔ بیہوش شدہ آدمی ہوش میں آئے۔ اور اپنے فعل سے توبہ کر کے سب کے سب مرید ہو گئے۔ اوغ خاں ہوش آنے پر کہنے لگا۔ کہ اس بیہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اس لشکر میں کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے حقوق کو فراموش کر دیا۔ اب تمہیں اس بلا سے نجات دینے والا کون ہے۔ مَیں نے بہت عاجزی کی اور دل سے توبہ کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میری توبہ کو قبول فرمایا۔ اور اس بلا سے نجات بخشی۔

کہتے ہیں چالیس بادشاہوں نے اس بیہوشی میں ایسا ہی واقعہ دیکھا۔ سب نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا سے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں ترکستان اور دشت قپچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے اور حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ کہتے ہیں اس دن چار سو بادشاہ مرید ہوئے جنہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیں۔ ہر ایک بادشاہ نے اپنی طرف سے ایک ایک ایلچی بھیجا۔ تاکہ غائبانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوں۔ جب وہ ایلچی سرہند میں آئے۔ تو آنحضرت نے ہر ایک پر شفقت و عنایت کی اور مرید کیا۔ اور غائبانہ دعا و توجہ کی ؞

ذکر دربیان

سال بست و دوم قیومیتِ حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت کردن ارادت آوردن شاہ سلیمان بادشاہِ ایران بجناب حضرتِ ایشان رضی اللہ عنہ :-

اس سال شاہ سلیمان بادشاہ ایران کی عرضی ارادت اور نیازمندی کے بارے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی۔ اسکے مرید ہونے کی کیفیت یہ ہے۔ کہ جن دنوں بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی تھی۔ ایران کے بادشاہ کو متواتر خبریں پہنچیں کہ ایران پر ہند کے بادشاہ کا چڑھائی کرنا حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ایما سے ہؤا۔ اس واسطے آنحضرت سے سخت ناراض تھا علاوہ ازیں ایران کے بادشاہوں کو حضرت سرہند سے عداوت تھی کیونکہ ان کا سلسلہ حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے۔ جن سے ان رافضیوں کو سخت دشمنی ہے۔ عبداللہ خاں اوزبک نے جو ایران میں خونریزی کی وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے کی۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اس کتاب کے پہلے حصہ میں تجدید کے ساتویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے علاوہ مذکورہ بالا عداوتوں کے ایک روز خود شاہ سلیمان نے اپنے ارکان سلطنت سے مشورہ کیا۔ کہ ہم ان سرہندی مشائخ سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمارے دکھ دینے میں درپے رہتے ہیں۔ عبداللہ خاں اوزبک کو بھی انہوں ہی نے بھیجا۔ اب بادشاہ ہند کو بھی انہوں ہی نے ورغلایا۔ کوئی ہے جو ان کی طرف سے ہمیں مطمئن کرے۔ بزرواکے سات رافضی اس بات پر آمادہ ہوئے۔ کہ جس طرح ہو سکیگا ہم جاکر حضرت قیوم ثانیؓ کو قتل کرینگے شاہ ایران نے انہیں ہزار ہا تومان دئیے۔ اور وعدہ کیا کہ جب تم اس کام میں کامیاب ہو جاؤ گے تو میں تمہیں سبزوار مع مفصلات بطور انعام دونگا جب وہ سرہند

کی طرف روانہ ہوئے۔ تو رستے میں ان سے ایک نے خواب میں دیکھا۔ جو یوں بیان کرتا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جنگل میں کھڑے ہیں۔ مَیں نے وار کرنا چاہا۔ تو میرا ہاتھ سوکھ گیا۔ پھر آسمان سے آواز آئی کہ جو شخص حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی قیومیّت کا قائل و معتقد نہیں۔ اُس کا دین اور دنیا دونو خراب ہیں۔ بعد ازاں مَیں نے دیکھا کہ ہزارہا فرشتے آسمان سے اُتر کر آنحضرت کے گرداگرد صف بستہ ہوتے ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر مجھے کہتے ہیں۔ کہ تو ہی ہے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے چلا ہے۔ یہ کہکر فرشتوں نے مجھے مارنا پیٹنا شروع کیا۔ مَیں نے دل سے توبہ کی۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو فرمایا کہ اسے اب چھوڑ دو۔ اُس نے توبہ کر لی ہے۔ اُس پر اُنہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

جب مَیں جاگا تو مار پیٹ کے نشان بدستور موجود تھے۔ مَیں نے یہ خواب اپنی ہمراہیوں کو بتایا اور کہا کہ جس کام کے لئے تم جا رہے ہو اُس سے میں باز آیا۔ بلکہ مَیں نے تو نیت کرلی ہے کہ جا کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جاؤنگا۔ تمہیں بھی اس ارادے سے منع کرتا ہوں کیونکہ اگر باز آ جاؤگے تو دین و دنیا کی نجات تمہیں نصیب ہوگی۔ انہوں نے کہا ہم نے بھی اس بارے میں خواب دیکھے ہیں۔ اور توبہ کر لی ہے۔ بعد ازاں ہر ایک نے اپنا اپنا خواب بتلایا جن کا یہاں لکھنا باعث طوالت ہے۔ پھر ساتوں مرید ہونے کے ارادے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

انہیں دنوں شاہ ہند کا ایلچی معہ تحف و ہدایا شاہ ایران کے پاس آیا۔ وہ ایلچی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص مرید تھا۔ شاہ ایران کو اس ایلچی سے خاص طور پر محبت ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایک دم بھی اُسے جدا نہ کرتا۔ ایلچی صبح شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتا۔ ایک روز بادشاہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ہم سے کیا تقصیر ہوئی ہے۔ کہ آنحضرت رضہ ہمیشہ ہمیں دکھ دینے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اور ہند اور توران کے بادشاہوں کو ہم پر حملہ آور کرتے ہیں۔ ایلچی نے کہا بات یہ ہے کہ آنحضرت میں دینی جوش و حرارت بکثرت ہے انہوں نے متواتر یہ خبر سُنی ہے۔ کہ تم لوگ باقی تین خلفاء سے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے دشمنی کرتے ہو۔ اس واسطے وہ للہ تم سے ناراض ہیں۔ ورنہ ذاتی غرض کو اس میں ہرگز ہرگز دخل نہیں۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک کوّا درخت پر آبیٹھا بادشاہ نے تیر کمان سے تیر پھینکنا چاہا۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہتے ہیں کہ کوے کی

عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس کوّے نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی ہو۔ بادشاہ نے تیر وکمان ہاتھ سے پھینک دی۔ ایلچی نے بادشاہ کو کہا۔ کہ ایک کوّا جو نجاست کھاتا ہے اور جس کی نسبت احتمال ہے کہ اس نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہو۔ لیکن جو لوگ صبح وشام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہے رفاقت کی جانفشانی کی اور موت کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوئے اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہزاروں حدیثیں جن کی شان میں ہیں اُن پر تم لوگ طعن کرتے ہو۔ تمہارا مذہب بھی عجب قسم کا ہے۔ جس مذہب میں گالی دینا عبادت میں داخل ہو۔ وہ مذہب ہی کیا۔ بادشاہ یہ سُن کر اپنے بدعقیدے اور رفض سے تائب ہوا۔

اسی اثنا میں ایک شخص نے ہندوستان سے آکر بتایا۔ کہ جن سات شخصوں کو بادشاہ نے شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے بھیجا تھا اُن کو میں نے سرہند میں دیکھا ہے کہ شیخ صاحب کے یاد دلانے کے لئے سرپاؤں سے ننگے سروں پر اینٹوں کے گٹھے ڈھو رہے ہیں۔ جب اظہار افسوس کر کے اُن سے احوال پوچھا۔ تو ہر ایک نے اپنے واقعات بیان کئے۔ کہ اللہ تعالے نے ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا اور ہم ایسے بدراہ سے تائب ہوئے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔ جو آنحضرت کا دشمن ہوگا۔ ہم اُسے قتل کرینگے پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ تم ایران میں تو شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اب ذلت میں گرفتار ہو۔ انہوں نے کہا یہ ذلت اُس دولت سے بدرجہا افضل ہے۔ بادشاہ کو ہمارا سلام دینا اور کہنا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو حضرت قیوم ثانی کے مرید ہو جاؤ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہوگی جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہوگی۔ بادشاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرد خدا کو تائید غیبی حاصل ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے جو خواب دیکھا تھا وہ ایلچی سے یوں بیان کیا۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع بارہ اماموں کے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے جا کر سلام کیا تو سلام قبول نہ کیا۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ تو ہی ہے جس نے حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ وہ قیوم وقت محبوب پروردگار ہے۔ تو کبھی بھی اس ارادے میں کامیاب نہیں ہوگا بہتر ہے کہ اُس سے معافی مانگے اور رفض سے باز آئے۔ تاکہ تیری خطا معاف ہو۔ ورنہ ایسی

مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ کہ نہ تو رہیگا۔ اور نہ تیری سلطنت میں نے اسی وقت رفض سے توبہ کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی نسبت جو مجھے بد اعتقادی تھی۔ اُس سے استغفار کی۔ اور آنحضرت کی طرف رجوع کیا۔ ایلچی نے کہا میں نے تو پہلے آنحضرتؓ کے کمالات آپ کی خدمت میں عرض کئے تھے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ خود آپ نے مشاہدہ کر لیا بادشاہ نے اُسی وقت اپنے وکیل کو معہ تحائف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک عرضی در بارہ ارادت و نیاز ارسال کی۔ جب وکیل آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اور تحفے پیش کئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُس کے عریضہ کو پڑھکر اُس پر بہت بہت مہربانی کی۔ اور بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ بعد ازاں وکیل اپنی بادشاہ کی طرف سے آنحضرت کا مرید ہوا۔ ہزارہا شیعہ اس روز تائب ہوئے۔ اور آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شاہ سلیمان ہر سال تحف و تحائف معہ عریضہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتا رہا۔

ذکر در بیان

سال بیست و سوم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضہ مرید شدن بادشاہ کاشغر غائبانہ بجناب حضرت ایشان رضہ:۔

اس سال کاشغر کا بادشاہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید ہوا اس کے مرید ہونے کا قصہ یوں ہے۔ کہ ایک ہندوستانی سوداگر جو حضرت قیوم ثانی کا مرید خاص تھا۔ کاشغر گیا اس سے پہلے بھی کاشغر میں حضرت مجدد الف ثانیؓ کے خلفا موجود تھے۔ اور وہاں کا بادشاہ ان کا معتقد تھا بلکہ حضرت قیوم اولؓ کے وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضہ کا بھی مرید ہوا تھا۔ لیکن ان دنوں بعض مخالفان دین کے بہکانے سے اس کے اعتقاد میں فرق آگیا تھا جب مذکورہ بالا سوداگر ہندوستان کے تحفے لیکر بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ اُس کی فصاحت و بلاغت سے خوش ہوا اور اُسے اپنے ندیموں میں شامل کر لیا ایک روز بادشاہ اُس سے ہندوستان کے بڑے مشہور آدمیوں کے حالات پوچھ رہا تھا اُس نے حضرت قیوم ثانی رضہ کا ذکر خیر بھی کیا اور آنحضرت کے کمالات کو بڑی شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا لوگ تو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ سوداگر نے کہا معاذ اللہ آنحضرت کی طرف سے ایسا خیال تک بھی دل میں نہ لاتا۔ کیونکہ آنجناب اس وقت قیوم وقت

اور خلیفہ روزگار ہیں۔ آنجناب کا منکر ہونا دین و ایمان کا برباد کرنا ہے۔ بادشاہ کو اس بات سے بڑی تنبیہ ہوئی۔ اُسی وقت دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ پروردگار! مجھے اس بات کی حقیقت سے اطلاع دے۔ کہ آیا فی الواقع حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں یا بھی دعا ہی کر رہا تھا کہ بیہوشی سی ہوئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ تمام اولیائے اُمت جمع ہیں۔ جن کے بیچ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تمام اولیا اُس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ حیران ہو کر پوچھا یہ بزرگ کون ہے؟ کسی نے کہا یہ شیخ محمد معصوم ہیں۔ جو قیوم وقت ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیا نے جھڑک کر کہا کہ تو آنحضرت کی قیومیت کا شک و انکار کرتا ہے۔ یہ کہکر اُس کے کان پکڑے۔ اُس نے توبہ کی۔ بادشاہ نے یہ خواب دیکھکر توبہ کی اور ایک عرضی درباره تجدید بیعت عجز و نیاز اور عذر خواہی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ آنحضرت نے بھی اس پر بہت مہربانی کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی ✦

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خدیجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ رشتے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق رضہ متولد ہوئے ✦

ذکر در بیان

سال بیست و چہارم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت فرستادن امام یمن بجناب حضرت ایشان رضی اللہ تعالےٰ عنہ :۔

اس سال امام یمن نے ایک عریضہ درباره ارادت و نیازمندی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضہ کے کچھ خاص مرید حج کے لئے گئے۔ تو اثنائے راہ میں علاقہ یمن کے شہر تعز سے اُن کا گذر ہوا۔ وہاں کا حاکم امام یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ کیونکہ یمن میں بادشاہ کو امام کہتے ہیں۔ جب اُس نے اُن مریدوں کا ڈھنگ دیکھا۔ اور انہیں شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا

اور ہر طرح سے صالح دیکھا۔ تو اُن کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں اس امام یمن کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہوئی۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ تمام طبیبوں نے لا علاج کر دیا۔ ایک روز تو ایسا غش آیا کہ قریب المرگ ہو گئی۔ بلکہ نبض کی حرکت بالکل بند ہو گئی امام یمن نے اُن سے دعا و توجہ کی درخواست کی۔ انہوں نے تھوڑا پانی دم کر کے اُسے دیا۔ کہ مریضہ پر چھڑک دو۔ انشاء اللہ بفضل خدا آرام ہو جائیگا۔ پانی کا چھڑکنا ہی تھا کہ اُس کو اس قسم کا افاقہ ہوا۔ کہ گویا کبھی کسی قسم کی بیماری نہ ہوئی تھی۔ یہ کرامت دیکھ کر امام مذکور کا اعتقاد پہلے سے سو گنا ہو گیا۔ اور مرید بن گیا۔ اور اُن کی تعریف والئے یمن کو لکھی۔ والئے یمن بھی ان کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ اور بڑی منت و سماجت سے انہیں اپنے پاس بلایا امام یمن نے انہیں بلا کر ان کے سلسلے کی بابت پوچھا۔ انہوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا اسم شریف بتایا۔ کہ ہم آنحضرت کے مرید ہیں۔ امام مذکور نے کہا۔ میں نے آنحضرت رض کی پہلے ہی سے بہت کچھ تعریف سنی ہے۔ آپ لوگ بھی جناب کے حالات سے مطلع فرما دیں اُنہوں نے کہا آنحضرت رضی اللہ عنہ قیوم وقت ہیں۔ اور آنحضرت کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کی بقیہ طینت سے ہے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے اور کمالات بھی بیان کیئے۔ امام یمن آنحضرت کے کمالات کو سن کر حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا کہ سبحان اللہ اس زمانے میں ایسا بزرگ موجود ہے۔

اس اثناء میں امام مذکور نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں تمام اولیائے اُمت جمع ہیں۔ اس مجمع میں سنہری کرسیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کرسی پر فاخرہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کرسیوں کے بیچ میں دو تخت جواہرات اور یاقوتوں سے جڑاؤ رکھے ہیں۔ جن پر دو بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور زمرد اور مروارید کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اُن کی پیشانیوں سے اس قسم کا نور چمک رہا ہے۔ کہ تمام جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ تمام اولیا اور کرسی نشین بڑے ادب سے اُن دونو بزرگوں سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی عنایت و مہربانی کے منتظر ہیں۔ امام نے کہا میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ لوگ جو کرسیوں پر اور جو تخت پر ہیں۔ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ سب اولیائے اُمت ہیں۔ جو کرسیوں پر ہیں۔ وہ قطب الاقطاب وقت ہیں جن کی ماتحت تمام اولیائے امت ہیں۔ اور یہ دونو بزرگ جو تخت نشین ہیں حضرت مجدد الف ثانی رض اور حضرت عروۃ الوثقےٰ ہیں جو قیوم زمانہ ہیں۔ دونو اولیائے اُمت کے سردار ہیں۔

ایک کا اُن میں سے وصال ہوگیا ہے۔ اور ایک اس وقت موجود ہیں۔ امام نے یہ خواب آنحضرت کے خلفا سے بیان کیا اور بعد ازاں ایک عرضی دربارہ ارادت و نیاز مندی مع تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ اور غائبانہ مرید ہوا۔ جب امام یمن کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی۔ تو اُس کے حق میں دعا و توجہ باطنی فرمائی +

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خازن الرحمت رضی کی بیٹی سے ہوئی +

ذکر در بیان

سال بست و پنجم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت شیخ حبیب اللہ را بہ بخارا و بیان قضایا کہ شیخ را در اں ولایت دست دادہ اند :-

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ حبیب اللہ کو جو آنحضرت کے یار مخصوص تھے خلافت عنایت کر کے بخارا بھیجا۔ بھیجنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آنحضرت رضی نے سُنا کہ بخارا میں مخالف علما کا غلبہ ہے۔ اور دین میں سُستی کرتے ہیں۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہیں۔ رخصت کرتے وقت شیخ صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں ایک اُمی شخص ہوں۔ ماوراء النہر کے علما سے کیونکر مقابلہ کرونگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے۔ مجھے یاد کرنا۔ میں وہاں پہنچ جاؤنگا۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ شیخ صاحب کو بھیجا۔ پہلی دفعہ کامیابی نہ ہوئی جب دوسری مرتبہ بھیجا تو اُس وقت یہ سوال و جواب ہوئے۔ اب کی مرتبہ جب شیخ صاحب بخارا پہنچے۔ تو وہاں کے اعلےٰ اور ادنےٰ اور چھوٹے بڑے عزت سے پیش آئے۔ اور وقتاً فوقتاً شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ بادشاہ بھی ہر جمعہ شیخ صاحب کے پاس آیا کرتا۔ مخالفوں کے سرغنہ اخون شریف نے یہ افترا پردازی کی کہ شیخ صاحب نے انبیاء کی اہانت کی ہے۔ اور چند ایک جھوٹے گواہ بھی بنائے۔ اور بارہ ہزار کا جتھہ لیکر شیخ صاحب کے مکان کو گھیر لیا۔ اس وقت شیخ صاحب کے پاس صرف بارہ مرید حاضر تھے۔ جب شیخ صاحب نے سُنا۔ تو آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہیں تکلیف

نہ ہوگی۔ شیخ صاحب نے اس مکاشفہ کا ذکر حاضرین سے کیا۔ شیخ صاحب کا ایک خاص مرید جو سرائے بادشاہ کا مقرب تھا۔ اس نے اس بات سے واقف ہو کر اس کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ بادشاہ اسی وقت سوار ہو کر شیخ صاحب کی خدمت میں آیا۔ جس کے آنے پر مخالفین تتر بتر ہو گئے۔ اخون شریف بھی کترا گئے۔ بادشاہ نے اخون شریف کو بلا کر تنبیہ کی۔ لیکن اخون شریف عداوت سے باز نہ آئے۔ ہر مجلس میں شیخ صاحب کی شکایت کرتے۔ اور اپنے آپ کو شیخ صاحب سے اچھا ظاہر کرتے۔ اور کہتے کہ شیخ صاحب کو علم بالکل نہیں۔

ایک رات اخون شریف نے خواب میں دیکھا کہ شیخ صاحب چھت پر کھڑے ہیں۔ اخون شریف تمام کتب تحصیل تلے اوپر رکھ کر سب سے اوپر کھڑے ہو کر شیخ صاحب سے کچھ عرض کرتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب توجہ ہی نہیں کرتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ تم میں اور شیخ صاحب میں یہی فرق ہے۔ اخون شریف نے دوسرے روز شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنا خواب بیان کیا۔

ایک روز باقی مخالفوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کریں اور آنحضرت کے مرید ہوں۔ ہم میں وہاں جانے کی طاقت نہیں۔ اگر آنحضرت یہاں تشریف لائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ انشاء اللہ کل ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف فرما ہونگے۔ تم مہمانی کا فکر کرو۔ چونکہ شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرمان پر پورا پورا یقین تھا۔ اس واسطے لوگوں سے آنحضرت کی تشریف آوری کا وعدہ کیا۔ جب بادشاہ نے تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو شیخ صاحب سے خود آکر پوچھا شیخ صاحب نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ کل آنحضرت تشریف لائینگے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ دوسرے روز بادشاہ امرا وزرا اور تمام چھوٹے بڑے شیخ صاحب کی مسجد میں جمع ہوئے۔ اور طرح طرح کے کھانے پکائے گئے۔ میوے لائے گئے اور آنحضرت کا انتظار کرنے لگے کہ اتنے میں آنحضرت ایک پرانے حجرے سے جو سالوں سے بند پڑا تھا۔ اور جو اس وقت خود بخود کھل گیا۔ تشریف لائے۔ شیخ صاحب اور بخارا کے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت کی زیارت کی تھی اُٹھ کر آنحضرت کے قدموں پر گر پڑے۔ اور کہنے لگے یہی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعد ازاں بادشاہ اور باقی تمام چھوٹوں بڑوں نے قدمبوسی کی۔ آنحضرت کی تشریف آوری پر سبھی حیران تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے

بادشاہ اور باقی لوگوں کو چند ایک نصیحتیں کر کے تاکیداً فرمایا۔ کہ شیخ صاحب کی عزت و حرمت کیا کرو بعد ازاں قدرے طعام تناول فرمایا اور کچھ میوے چکھ کر فرمایا۔ کہ باقی میوے ہمارے خلیفہ تقاہ کے یاروں کے لیئے رکھ دو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ جہاں ارشاد ہو وہیں رکھ دیں۔ فرمایا اس چھت پر رکھ دو۔ انہوں نے وہیں رکھ دیئے۔ بعد ازاں عصر کی نماز باجماعت ادا کی۔ پھر تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ اور جن لوگوں نے مرید ہونا تھا۔ انہیں مرید کیا۔ بادشاہ بھی پھر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آنجناب ہواخوری اور تفریح طبع کے لیئے چھت پر تشریف لے گئے جب بہت دیر ہو گئی۔ تو لوگ آپ کو دیکھنے چھت پر گئے۔ تو وہاں نہ آنحضرت رضی اللہ عنہ تھے نہ میوہ جات جو وہاں رکھے تھے۔ یہ کرامت دیکھکر مخالفین دل و جان سے آنحضرت کے مرید و معتقد ہوئے اور شیخ صاحب سے رجوع کیا۔ مخلوق کا اعتقاد زیادہ ہو گیا +

جب وہ میوے سرہند لائے گئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقسیم کیئے۔ تو چند ایک دانے بادشاہ ہند کو بھی بھیجے۔ ان میووں کو دیکھکر تمام حیران رہ گئے کہ بخارا کے یہ تر و تازہ میوے ہندوستان میں پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور نہ آسکتے ہیں۔ یہ کہاں سے آگئے۔ بادشاہ نے بھی کہا کہ یہ میوے ہماری خاطر کوئی نہیں لاتا۔ لوگوں نے کہا یہ میوے بہ سبب لطافت بخارا سے یہاں پہنچ نہیں سکتے۔ یہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرف ہے۔ اگر آزمائش کرنا چاہتے ہو۔ تو تھوڑے سے ان کو رکھ چھوڑو۔ جب رکھے گئے تو تیسرے دن خراب ہو گئے۔ جب مدت بعد بخارا کے لوگ ہندوستان آئے تو انہوں نے بخارا میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا قصہ مفصل سنایا۔ ہند کے لوگ سنکر پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے۔ اور بہت سے مخالف آنحضرت کا یہ تصرف دیکھکر مرید ہو گئے +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد تیار ہوئی۔ جسے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اور جس میں دو سو چالیس مکتوب ہیں +

ذکر و بیان

سال بیست و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ انحراف مزاج مبارک آنحضرت از شیخ آدم بنوری خلیفہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بہ گفتہ بعضے مردم و عذر خواہی کردن او و عفو

نمودن آنجناب رفتن شیخ آدم بجرمن الشریفین زادہما اللہ شرفاً

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بعض لوگوں کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ نے اپنے حضور میں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حکم دیا کہ ان کی بیعت کرو۔ اور ان کے حلقہ میں شامل ہوا کرو۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بعد آنجناب کے تمام خلفا اور مریدوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ ان دو بیعتوں میں شامل تھے۔ اور ہر صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے باقی خلفا مختلف ممالک میں گئے۔ اور مسند شیخیت پر بیٹھے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بھی مرید و معتقد رہے۔ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شہر بنور میں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے رہنے لگے۔ ایک ہفتہ بنور میں رہتے اور ایک ہفتہ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں۔ جب شیخ صاحب کے مرید تعداد میں زیادہ ہو گئے۔ چنانچہ ہزارہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے سر پھیر لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا مجھے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے مل چکا ہے مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نائب مناب خیال کرتے۔ اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے جب حضرت قیوم ثانی کی خانقاہ والوں نے یہ سنا۔ تو شیخ صاحب کو بہت لعن طعن کی۔ کہ افسوس تم قیوم کے منکر ہوتے ہو۔ تم اپنا دین و دنیا برباد کر دو گے۔ قیامت کے دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کہ تم آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ولیعہد کی مخالفت کرتے ہو۔ اسی اثنا میں بعض نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ شیخ آدم بنوری اپنے آپ کو قطب الاقطاب بتلاتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر جانتا ہے یہ سن کر آنجناب کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے برگشتہ ہو گیا۔ اور سخت ناراض ہوئے۔ جب شیخ صاحب حسب عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی۔ بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ بعد ازاں جب کبھی شیخ صاحب حاضر خدمت ہوتے تو آنحضرت ذرا بھی پرواہ نہ کرتے۔ لیکن شیخ صاحب بدستور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ شیخ آدم کے

خلیفہ خواجہ محمد امینؒ "مناقب الحضرات" میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ صاحب حضرت معصوم ربانی کو اپنے پیر کا قائم مقام جانتے اور مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو کہتے ہیں کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں۔ اور حضرت معصوم ربانیؒ دونو علم کے عالم ہیں۔ علم ظاہر بھی ہے اور باطنی بھی۔ اُن کی خدمت میں جاؤ تاکہ دونو علوم سے مستفید ہو سکو۔ اور اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے۔ تو میں خود اُس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش آنحضرت سے کی۔ لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک دفعہ حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ابھی چھوٹے تھے) سیر کے لئے بنور جا نکلے۔ تو شیخ آدمؒ نے علانیہ مجلس میں کہا کہ یہ مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چھوٹے تھے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے سلوک باطنی حاصل نہ کر سکے۔ اور یہ نعمت جو مجھے حاصل ہے یہ بھی انہیں کے والد بزرگوار کی عطا کردہ ہے۔ اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ شاہ جیو مجھ سے فیض حاصل کریں۔ اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ اور باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو لکھیں۔ آنحضرت سخت ناراض ہوئے۔ حتّٰے کہ آنجناب کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ حضرت شاہ جیو کو لکھا کہ بعض نامکمل اور وسوسے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابرِ دین کی برابر کرتے ہیں۔ لیکن برابری کہاں۔ اُن سے برابری کی خواہش ایک خیالِ محال ہے۔ جو محض نادانی اور خام خیالی ہے۔ بہت سے نادان ازروئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالاتِ فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں۔ اور اوروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں گمراہ ہیں۔ اُنہوں نے ضائع کیا۔ کھویا۔ اور گنوایا۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے۔ محض خواب میں ہیں۔ اُن کی مثال چوہے کی سی ہے جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے۔

حضرت شاہ جیو اس خط کے دیکھتے ہی بنور سے سرہند چلے آئے۔ اور شیخ صاحب بھی بہت سٹ پٹائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر جا کر معاملہ باطن میں اپنے والد بزرگوار سے شیخ آدم کی شکایت کی کہ اس شخص (شیخ آدم) نے آپ کی وصیت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اُس کے برخلاف

عمل کرتا ہے۔ میں صرف اس بات کا لحاظ کرتا ہوں کہ یہ آنجناب کا مرید ہے ورنہ میں اس کی نسبت کو سلب کر لوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری خاطر ہم نے اُسے ملک بدر کیا۔ میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جدامجدؒ کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقٰی نے اپنی اور شیخ آدم کی نسبت کا مقابلہ کر کے فرمایا۔ کہ میری نسبت اور شیخ کی نسبت سیمرغ اور چڑیا کی سی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مثال سات ولایتوں کے بادشاہ کی سی ہے اور اس کے مقابلہ میں شیخ آدم ایک گاؤں کے مالک ہیں اسی اثنا میں شیخ آدمؒ کو خواہش ہوئی کہ بادشاہ ہند اور اُس کے لشکر کو مطیع کرے۔ چنانچہ اس ارادے سے پانچہزار پٹھانوں کو ساتھ لے بنو سے روانہ ہوا۔ اور سرہند آکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ پھر حضرت عروۃ الوثقٰی اور خازن الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی لشکر میں اس طریقہ علیہ احمدیہ کی ترویج کرنا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں استخارہ کر کے حکم فرماویں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ نے اس وقت اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے وہاں جانے سے اس طریقہ کی سبکی ہوگی۔ دوسرے روز جب شیخ صاحبؒ نے جواب مانگا۔ تو حضرت عروۃ الوثقٰی نے توجہ نہ فرمائی۔ لیکن حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا بہتر یہ ہے۔ آپ شاہی لشکر میں نہ جائیں۔ کیونکہ سوائے تکلیف کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن شیخ اپنے کشف پر بھروسہ کر کے شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا جن دنوں شیخ صاحب ابھی سرہند میں تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ نے ملا بدر الدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم نے سنا ہے تم اپنے آپ کو ایسا ایسا بتلاتے ہو شیخ صاحبؒ نے مذکورہ بالا باتوں سے صاف انکار کیا۔ کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ جنہوں نے جناب کو اطلاع دی ہے وہ گواہی کریں۔ گواہوں نے صاف صاف کہہ دیا۔ تو شیخ صاحبؒ نے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں اور اپنا پیر جانتا ہوں میری طرف سے بعض حاسدوں کے کہنے سے بدظن نہ ہوں لیکن آنحضرت رضی اللہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب شیخ صاحبؒ شاہی لشکر میں پہنچے۔ تو اوّل اوّل وہاں آپ کو قبولیت عام نصیب ہوئی۔ لیکن بادشاہ کو حاسدوں نے بہت کچھ سکھا کر شیخ صاحب کی طرف سے بدظن کر دیا جس نے آپ کے ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔ (اس کی مفصل کیفیت اس کتاب کے رکن اوّل میں شیخ آدم کے حالات میں لکھی گئی ہے) ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

سرہند سے تین میل مغرب کی طرف باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے۔ کہ دور سے ایک ہودج مع انبوہ کثیر نظر آیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ شیخ آدم آ رہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت ہوں۔ آنجناب رضہ نے اجازت دی۔ جب حاضر خدمت ہوئے تو عرض کیا کہ میں آنجناب کا ادنے چاکر ہوں۔ اگر مجھ سے سہواً کچھ خطا ہو گئی ہے جو آنجناب رضہ کے ملال خاطر کا باعث ہوئی ہو۔ تو معاف فرماویں۔ پہلے حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے بھی معاف فرمایا اور بہت کچھ عنایت و شفقت فرما کر رخصت کیا۔ شیخ صاحب آداب بجا لا کر حج کو روانہ ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے محاذی میں مدفون ہوئے۔ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو جیسا کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یاقوتہ میں لکھتے ہیں۔ جب کبھی بقیعہ کی زیارت کو جاتے شیخ کی قبر پر بہت تک فاتحہ پڑھتے اور باطن میں اس کے ممد و معاون ہوتے۔ اور فاتحہ کے بعد فرماتے کہ شیخ آدم ہم سے بہت الجھا تا ہے لیکن ہم نے اُسے بالکل معاف کیا ہے۔ اور اُس کی الجھاوٹ کو دور کر دیا ہے۔

ذکر در بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت خواجہ ازغون را بہ خطا و چین و قضایا کہ خواجہ را در آنجا رو دادہ اند:۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ ازغون رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے بڑے خلفا میں سے تھے، ملک خطا میں بھیجا۔

طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا۔ کہ نوچین نور بخت خان خطا و چین کا بادشاہ جو چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اور زمانہ قدیم سے توران اور ترکستان کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ تھا۔ اور وہاں کے تمام خان اُس کے مطیع تھے نہایت تعظیم کے باعث اُسے قاآن کہتے تھے۔ قاآن کے معنی ہیں تمام جہان کا بادشاہ۔ ایک دفعہ اس قاآن نے ایک بڑا جلسہ کیا۔ جس میں توران اور ترکستان کے اکثر بادشاہوں کو بلایا۔ بہت سے بادشاہ خان اور قاقان خان بالغ میں جو قاآن کا دار الخلافہ تھا جمع ہوئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ تین ہزار

بڑے بڑے مشہور بادشاہ شریک جلسہ ہوئے۔ یقمش خاں اور اغز خاں بھی ترکستان کے بادشاہ جن کا حال اکیسویں سال کے واقعات میں لکھا گیا ہے اس جلسہ میں آئے۔ اور یہ دونوں آنحضرت کے بعض خلفا کو اپنے ساتھ لائے۔ چونکہ اس ملک میں بتخانے بکثرت تھے۔ اس لئے خلفاء نے ان بتوں کو توڑا۔ اور کئی ایک بتخانوں کو ویران کر دیا۔ جب یہ خبر قاآن نے سنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا۔ وہ کون ہیں جو ہمارے ملک میں آکر شورش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو پکڑ لاؤ۔ تاکہ انہیں سزا دوں۔ جب ترکستان کے بادشاہوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب قاآن کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ اگر اپنی اور اپنے ملک کی خیریت چاہتے ہو۔ تو ان بزرگوں کی عزت کرو۔ ورنہ نہ تم ہو گے نہ تمہارا ملک رہیگا۔ یہ لوگ اُس شخص کے خلیفے ہیں۔ جو اس وقت تمام اہل جہان سے افضل ہے سب کا قبلۂ توجہ اور تمام مخلوقات کا قیوم ہے جہان کی خوشحالی و بدحالی اللہ تعالےٰ نے اُس کے سپرد کر رکھی ہے۔ روئے زمین کے بادشاہوں کی بحالی اور معزولی کا اختیار اُسے دے رکھا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کچھ اور خیال آیا۔ تو ایسی بلا میں پھنسو گے کہ رہائی محال ہو جائے گی۔ پھر دشت قبچاق کے بادشاہوں اغز خاں وغیرہ کا قصہ بیان کیا۔ کہ یہ بادشاہ بہ سبب بدگمانی و بدنیتی ایسی ایسی بلا میں گرفتار ہوئے تھے۔ قاآن نے پہلے بھی یہ ماجرا سنا ہوا تھا۔ ان باتوں کے سننے سے اس کے دل پر آنحضرت کا رعب چھا گیا۔ کہا اس شخص کے خلفا کو بلاؤ۔ تاکہ اُن سے دعا کی درخواست کروں یقمش خاں آنحضرت کے خلفاء کو قاآن کی خدمت میں لے گیا۔ قاآن نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سنہری کرسیوں پر بٹھایا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں آپ لوگوں کی دعا کا امیدوار ہوں کیونکہ بادشاہوں کی سلطنت کا استقلال آپ لوگوں کی دعا کی برکت سے ہے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے۔ خلفائے جیسا کہ مناسب اور ضروری تھا۔ آنحضرت کا ذکر خیر کیا۔ اور بہت سی کرامات بیان کیں۔ یہ حالات و کرامات سُنکر قاآن آنحضرت رضی اللہ عنہ کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اور خلفا کو ملک خطائے کے عمدہ عمدہ تحفے اور ہدئے دیکر رخصت کیا۔

اسی رات قاآن نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عالیشان باغ ہے جس کے اندر ایک محل پر ایک نورانی عزیز بیٹھا ہے۔ اور اس کے گرد ہزارہا لوگ کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو شخص دین و دنیا کی خیریت چاہتا ہے۔

وہ ان کی اطاعت کرے ورنہ اللہ تعالے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ اس آواز کی ہیبت سے قاآن جاگ پڑا +

اسی وقت اعز خاں اور لقمش خاں کو بلا کر خواب سنایا۔ اور پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا کو بلا کر دوبارہ تحفے اور ہدیئے دئے۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ لوگ میری طرف سے آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی دوبارہ نیازمندی اور التماس دعا و توجہ لکھیں۔ اور بہت سی اعلے درجہ کی چیزیں جو خطا میں مہیا ہو سکتی تھیں۔ آنحضرت کے واسطے بطور تحفہ و ہدیہ خلفا کے سپرد کیں۔ خلفا لقمش خاں اور اعز خاں وغیرہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا۔ جس میں یہ تمام واقعات عرض کئے۔ ساتھ ہی ایک خلیفہ کے لئے درخواست کی۔ کہ آکر قاآن کو راہ راست پر لائے۔ اور خطا و چین میں دین اسلام کو رواج دے جب اُن کے عرائض معہ تحائف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت پہنچے تو آنحضرت نے ان کی درخواست کے مطابق اپنے ایک بڑے خلیفہ خواجہ ارغون کو تین سو سالک اور صاحب حال یاروں سمیت روانہ فرمایا۔ اور تصرفات اور کرامات کی بہت سی قوت خواجہ صاحب کو عنایت فرمائی۔ کیونکہ دور دراز کا فاصلہ اور کفرستان تھا۔ تاکہ وقت ضرورت ان تصرفات اور کرامات کا اظہار کر سکیں۔ جب خواجہ صاحب خطا کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے ہی لقمش خاں اور اعز خان نے قاآن کی طرف لکھا۔ کہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ قاآن نے سنتے ہی اپنے تمام ماتحتوں کو جو خواجہ صاحب کی راہ میں تھے لکھا کہ خبردار خواجہ صاحب کو رستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ہر طرح سے خاطر و مدارات کرنا۔ خواجہ ارغون پہلے کشمیر میں آئے۔ جو سرہند سے بیس منزل ہے۔ پھر بیس روز میں کشمیر سے تبت خورد میں اور ایک مہینے میں تبت خورد سے تبت کلاں میں ایک مہینے میں تبت کلاں سے کاشغر پہنچے۔ یہاں کا بادشاہ لوازمات مہمانی پورے طور پر بجالایا۔ پھر آپ چالیس روز میں کاشغر سے جلکائے یلدوز میں پہنچے۔ وہاں کے حاکم نے بھی حسب حیثیت مہمانداری کی۔ پھر ایک مہینے میں جلکائے یلدوز سے بیابان شیر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر لقمش خاں وغیرہ ترکستان کے خانوں کے آدمی خواجہ صاحب کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کے لئے آئے۔ اور چالیس روز میں بیابان شیر بہرام سے شہر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر بھی اعز خان وغیرہ خانان ترکستان کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی ضیافت کا سامان مہیا کیا۔ یہاں سے بیس روز

میں شہر ختن میں پہنچے۔ اس شہر میں دشت قبچاق کے خرگاہ نشین سلاطین کے اکثر آدمی مہمانداری کے لئے آ پہنچے۔ کیونکہ ختن خانہ بدوش سلاطین کی سرحد پر ہے۔ ختن سے خان بالغ تک جو قاآن کا دار الخلافہ ہے کچھ کم نو مہینے کا رستہ ہے۔ مختصر یہ کہ تمام خانہ بدوش سلاطین نے خواجہ صاحب از غون کو ملک قرا خواجہ تک چالیس روز میں پہنچا دیا۔ وہاں کا حاکم کما حقہ لوازمات مہمانداری بجالایا۔ قرا خواجہ سے سعاول تک جو ملک خطا کی سرحد میں واقعہ ہے ایک مہینے میں پہنچے۔ اس شہر سے آگے ایک پہاڑ سے لیکر دوسرے پہاڑ تک بہت اونچی اور چوڑی دیوار کوئی ساٹھ میل لمبی ہے۔ اس دیوار پر دروازے بنا رکھے ہیں اور وہاں بہت سی فوج محافظت کے لئے رہتی ہے۔ اس دیوار سے کجاؤ تک جو ملک خطا میں واقعہ ہے دو مہینے میں پہنچے یہاں کے حاکم نے ضیافت کے سامان بوجہ احسن مہیا کئے وہاں سے ملتائے تک جو خطا میں ایک بڑا شہر ہے پچاس روز میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس راہ کے علاوہ ایک اور رستہ بھی ہے۔ جہاں سے ہو کر شہر خان بالغ میں ساٹھ روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اس رستے میں کہیں پانی یا آبادی نہیں۔ اگر کہیں پانی ہے بھی تو ایسا کہ پیتے ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس زمین میں دو کنوئیں ہیں۔ جن کے درمیان آٹھ روز کی راہ کا فاصلہ ہے۔ اگر ایک پانی زہر ہے تو دوسرے کا آبحیات اور کبھی خاصیت اس کے برعکس ہو جاتی ہے۔ الغرض خواجہ صاحب ملتائے سے اقاقاش میں دس روز کے بعد پہنچے اور تین دن میں اقاقاش سے قراقاش میں۔ پھر پندرہ روز بعد قاصوقی میں پہنچے۔ اسی اثنا میں لقمش خان اور اوغ خان وغیرہ بادشاہ احتیاطاً خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے کہ کہیں خطا والے شورش کریں۔ کیونکہ وہ مخالف دین ہیں وہاں سے پچیس روز میں شہر قطاس میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس علاقے میں ایک عظیم الجثہ گائے ہوئی ہے۔ ایک دفعہ ایک سوار کو زمین پر سے ایک ہی سینگ پر اٹھا لے گئی۔ جس پر وہ سوار گتی دن تک رہا۔ پھر وہاں سے پانچ روز میں شہر سوکو میں پہنچے۔ اور یہ خطا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اہل خطا خواجہ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سن کر قاآن کے حکم کے مطابق استقبال کے لئے آئے۔ اور مہمانداری کے لوازمات مہیا کئے۔ پھر پندرہ روز میں قلعہ قراول میں پہنچے۔ جو نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کے گرد نواح تمام بلند اور دشوار گذار پہاڑ واقعہ ہیں۔ یہاں سے خان بالغ تک ایکسو ساٹھ گھر آباد ہیں۔ اور گھروں کی چھتوں کے مابین قربت بہت قوی ہے۔ قربت سے

مراد وہ گھر ہے۔ جس کی بلندی معمولی ساٹھ گھروں کے برابر ہو۔ اور وہ ساٹھ گز ہے۔ اس میں ہمیشہ بارہ آدمی رہتے ہیں۔ یہاں سے دوسرا قرعو دکھائی دیتا ہے جب کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ تو آگ جلاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے قرعو والوں کو اطلاع ہو جائے۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے کے اندر یعنی ایک دن رات میں چار مہینے کی راہ کے فاصلہ پر خبر پہنچ جاتی ہے۔ کہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ پھر اس واقعہ کی حقیقت لکھتے ہیں۔ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر ڈاک چوکی ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو دست بدست خط پہنچاتے ہیں۔ ہر ایک قرعو میں دس آدمی دس روز تک رہتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گھروں میں آجاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ اور آدمی چلے جاتے ہیں۔ لیکن ڈاک چوکی ہمیشہ وہی رہتی ہے زیر تربیت کرتی ہے۔ الغرض جب خواجہ صاحب ایک ماہ بعد شہر سکچو میں پہنچے اور بعد ازاں پندرہ روز میں شہر قمچو میں پہنچے۔ یہ دونو شہر ملک خطا کے بڑے شہر ہیں۔ اور دونو شہروں کے مابین بارہ گھر ہیں۔ دونو شہروں کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی مہمانداری کے لوازمات پورے طور پر مہیا کئے۔ اور اچھی طرح خدمات بجا لائے۔ شہر قمچو میں ایک کوکب ابدی نام ایک محل ہے۔ جسے فارسی میں چرخ فلک کہتے ہیں۔ وہ ایک آٹھ پہلو عمارت ہے جس کے اکیس طبقے ہیں۔ ہر ایک طبقے میں خطا کے اچھے اچھے منظر تیار کئے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ نقش و نگار ہیں۔ اُن کے نیچے دیووں کی شکلیں بنائی ہیں۔ گویا وہ دیو اس محل کو کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ محل تیس گز اونچا بیس گز چوڑا ہے سب کا سب سُنہری ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس میں ایک سرآپہ بنایا ہے اور اس کے بیچ میں لوہے اور قلعی کا ایک ستون نصب کیا ہے۔ یہاں پر ایک اور محل بنایا ہے جو سرآپہ کی تھوڑی سی حرکت سے چکر کھانے لگتا ہے۔ یہاں سے ایک ماہ بعد شہر حسن آباد میں پہنچے۔ اس شہر کے لڑکے لڑکیاں نہایت ہی خوبصورت ہوتی ہیں۔ اسی واسطے اُسے حسن آباد کہتے ہیں۔ اس شہر تلے ایک دریا بہتا ہے جس کا پاٹ بارہ میل کا ہے۔ یہاں سے چلکر دس روز میں شہر صیدین قمو میں پہنچے۔ یہ بہت بڑا شہر ہے جس میں بہت سے بتخانے ہیں۔ ایک بتخانہ میں ایک بُت اسی گز قد کا ہے۔ اس بُت کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں ایک اور بُت بنایا ہوا ہے۔ اس بُت کا نام ہزار دست (ہزار ہاتھ والا) ہے اس بت کو جس پتھر پر رکھا گیا ہے وہ نہایت بڑا اور خوبصورت سنگ رخام کا ہے۔ پتھر کے

ٹکڑوں کو اس طرح آپس میں ملایا ہے۔ کہ ایک ہی ٹکڑا معلوم ہوتا ہے۔ اس بُت کی چوڑائی میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اس بُت کے قدم سے لیکر سرتک ہال ہیں۔ اور ہال کے ساتھ کوٹھڑیاں جو نہایت آراستہ اور منقش ہیں۔ اس بُت کے دو پاؤں پندرہ پندرہ گز لمبے ہیں۔ اور سر میں بہت سی کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ خاصہ ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔ یہاں سے چلکر ایک ہفتے بعد شہر خان بالغ میں پہنچے۔ اس شہر کے باہر بھی چرخ فلک ایک محل بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ شہر قمجو میں تھا۔ جو قد میں پہلے سے بھی دُگنا ہے۔ یہ بڑا وسیع شہر ہے۔ اس میں چار قلعے ہیں جن کا باہمی فاصلہ تین تین کوس کا ہے۔ شہر کے باہر پھر اور فصیل بنائی گئی ہے۔ چین کا سب سے بڑا شہر یہی ہے اس کا گرد اسّی میل ہے۔ اس میں بارہ لاکھ فوج رہتی ہے۔ تین لاکھ چوبی مکانات ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں کئی کئی گھر آباد ہیں۔ باقی اہل حرفہ وغیرہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس شہر کی حفاظت کے لئے اسّی ہزار پولیس ہے۔ شہر کے اندر دریا بہتا ہے جس میں پندرہ دریا آکر ملتے ہیں۔ اس شہر میں تین ہزار کشتیاں ہیں۔ حالانکہ شہر اس قدر بڑا ہے۔ پھر اس کی گلی کوچوں کا فرش اینٹ پتھر کا ہے۔ بارش کے وقت کیچڑ بالکل نہیں ہوتا۔ القصہ جب خواجہ صاحب اس شہر کے قریب پہنچے۔ تو قاآن نے اپنے وزیر اعظم کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا جو خواجہ صاحب کو بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔

جب قلعہ کے قریب پہنچے۔ تو دیکھا کہ شاہی دروازہ کے سامنے ایک میدان تقریباً تین میل حلقے کا سنگِ رخام سے فرش کیا ہوا ہے۔ اور جس میں اس وقت پانچ لاکھ آدمی لباس فاخرہ پہنے مسلح کھڑے ہیں۔ اور دروازے پر بارہ ہاتھی سونڈ اُٹھائے اور دس شیر کھڑے ہیں۔ اس قلعہ کے اندر سنگِ رخام کا ایک نہایت وسیع میدان بنایا ہوا ہے۔ اس اندرونی میدان میں تین لاکھ سے زیادہ مسلح آدمی تھے۔ جو لباس زرین پہنے ہوئے تھے۔ اس میدان میں ایک چبوترہ چالیس گز اونچا خاصہ ٹیلہ نظر آتا تھا۔ اس پر ایک اسّی گز سنہری محل بنا ہوا تھا۔ جس کا طول ایک سو گز اور عرض نوّے گز تھا۔ اس چبوترہ کے سامنے ایک اور چبوترہ تھا۔ جس پر نقارہ طبل۔ نفیری وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ جب کبھی قاآن اُن کے بجانے کا حکم دیتا ہے۔ تو ایک ہزار آدمی اُن کے بجانے کے لئے آتے ہیں۔ اس محل کے اندر ایک جڑاؤ تخت رکھا ہوا ہے۔ اس میدان کے گرد نو لاکھ سنہری اور

منقش کمرے اور محل بنے ہوئے ہیں۔ تیسرے محل میں ایک پانچ گز اونچا خالص سونے کا تخت بنا ہوا ہے ایک لاکھ آدمی اُس کے گرد مسلح ہو کر کھڑے تھے۔ دس ہزار کے ہاتھ میں ننگی تلواریں۔ دس ہزار کے ہاتھ میں تیر و کمان۔ دس ہزار کے ہاتھ میں گرز۔ دس ہزار کے ہاتھ میں کلہاڑیاں علےٰ ہذالقیاس سب کے سب مختلف آلات حرب سے مسلح تھے۔

جب خواجہ صاحب تیسرے محل میں گئے تو آپ کے آتے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھکر نکلا اور نقارے وغیرہ بجنے لگے۔ اور خطائی زبان میں قاآن کی ثنا و دعا کے گیت گائے قاآن نے خواجہ صاحب سے بغلگیر ہو کر آپ کو سنہری کرسی پر بٹھایا اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے حالات پوچھے۔ خواجہ صاحب نے بھی آنحضرت کی طرف سے دعا پہنچائی۔ اور فرمایا کہ آنجناب تجھ پر بہت مہربان اور تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ قاآن اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا۔ آداب قیومیت بجالایا۔ اور پھر ایک عالیشان محل خواجہ صاحب کے رہنے کے لئے مقرر کیا۔ اور مناسب طور پر ضیافت کا سامان کیا۔ جب دوسرے روز خواجہ صاحب نے قاآن کو دعوت اسلام کی۔ تو قاآن سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے ارکان سلطنت شورش کرنے لگے۔ اور انہوں نے خواجہ صاحب کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ ادھر لقمش خان وغیرہ خانہ بدوش بادشاہ بھی لشکر سمیت لڑائی کے لئے تیار کھڑے تھے۔ اعز خاں نے ہر دو فریق کی تسلی کی۔ اور کہا کہ یہاں لڑائی سے کام نہیں نکلے گا۔ یہاں تو کوئی بڑی کرامت کام دیگی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اہل خطا کو فرمایا کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ وہ میرے فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے بتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے بتو! اگر ہمارا دین سچا ہے اور ہمارا پیر فی الواقعہ قیوم ہے۔ تو میرے پاس آجاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔ یہ آواز سنتے ہی سارے بت اپنی جگہ سے حرکت کر کے خواجہ صاحب کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہتھیار لے کر خطا والوں سے جنگ کرو۔ تمام بت ہتھیار لے کر خطا والوں پر ٹوٹ پڑے اور ہزار ہا کو قتل کیا۔ جب خطائی اُن پر وار کرتے تو اُن کے ہتھیار ٹوٹ جاتے۔ کیونکہ بُت تو کانسی اور لوہے کے بنے ہوئے تھے۔ قاآن یہ حالت دیکھکر بہت پریشان ہوا۔ اور دوسرے خطائی بھی گھبرائے۔ سب کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اُنہوں نے ننگے سر پگڑیاں گلے میں ڈال خواجہ صاحب کے پاس آکر معافی مانگی۔ اور عاجزی ظاہر کی۔ اور توبہ کی۔ یقمش خان وغیرہ بادشاہوں نے بھی سفارش کی۔ خواجہ صاحب نے اُن کی عاجزی پر رحم فرما کر ان بتوں کو جنگ

سے باز رکھا۔ نقمش خاں اور اغرخاں وغیرہ نے قاآن کو کہا۔ کہ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ان بزرگوں کی رضامندی پر چلنا چاہیئے۔ نہیں تو جان و مال اور ملک کی خیر نہیں۔ اب بھی دل سے توبہ کرو۔ اور مسلمان ہو جاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ قاآن نے یہ بات مان لی۔ اسی طرح قاآن نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے خلیفہ کو تیرے پاس بھیجا۔ اور تو نے اس کے کہے پر عمل نہ کیا۔ قاآن نے صبح دربار عام کیا۔ اور تمام خطایوں کے حاضر ہونے کا حکم دیا جب سب جمع ہو گئے تو انہیں مخاطب کر کے اعلان کیا۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو بہتر ورنہ سب کو قتل کرا دونگا۔ خطائیوں نے کہا آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جب آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو ہم بھی ہوتے ہیں۔ اسی وقت قاآن معہ تمام خطائیوں کے مسلمان ہو کر غائبانہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ تمام بتخانوں کو توڑا۔ اور ہزار دست بُت کو گرا دیا۔ بعد ازاں چین اور خطا کی نفیس چیزیں ایک لاکھ مُہر اور پانچ لاکھ روپیہ بطور ہدیہ و تحفہ معہ ایک عریضہ کے جس میں اظہار عجز و نیاز اور ارادت کیا تھا حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور خواجہ ارغون کے ہاتھ بیعت کی۔ تین سو یار جو خواجہ صاحب کے ساتھ آئے تھے انہیں چین اور خطا کے مختلف شہروں میں بھیجدیا۔ اُن میں سے ہر ایک نے ہزارہا آدمیوں کو مرید کیا۔ سینکڑوں کو خلافت عطا کی۔ چنانچہ خطا و چین کے تمام شہروں میں اُن کے خلیفے اور مرید بکثرت ہو گئے۔ اور اُس ملک میں طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ خوب طور پر رائج ہوا۔ اور اب تک خطا و چین میں اس سلسلے کا رواج ہے۔ خواجہ ارغونؒ نے شہر خان بالنغ میں سکونت اختیار کی۔ اور ہزارہا لوگوں نے خواجہ صاحب کی طفیل سے ہدایت حاصل کی۔ اور کئی ہزار آدمی ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار آدمی کو خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ صاحب شہر خان بالنغ میں فوت ہوئے۔ اور موضع قراق میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار خطا و چین میں خاص و عام زیارت گاہ ہے۔ خواجہ صاحب کی اولاد اور آپ کے مرید اب تک خان بالنغ میں موجود ہیں۔

ذکر در بیان

سال بیست وششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خلافت دادن آنحضرت شیخ مراد را و فرستادن او بشام شریف وقضایا کہ شیخ را آنجا دست دادہ اند :-

اس سال ہندوستان کے ایک بڑے آدمی شیخ مراد حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک مقام پر جمع ہیں۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ان کے صدر نشین ہیں۔ تمام بزرگ آنحضرت کے سامنے دست بستہ بیٹھے ہیں۔ اور ایک شخص کہ رہا ہے۔ کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کریگا نجات پائیگا۔ بعد ازاں شیخ صاحب حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) والد آجد روایت فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دیکر ملک شام میں روانہ فرمایا۔ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے تین ہفتے بعد شیخ مراد کو روانہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت ایک ہفتہ میں عنایت فرمائی اور رخصت تین ہفتے بعد۔ شیخ صاحب دونو پاؤں سے معذور تھے۔ چنانچہ آپ کے پاؤں میں ہڈی وغیرہ نہ تھی۔ صرف تسمہ کی طرح تھے۔ اس واسطے رخصت کے وقت عرض کیا کہ میں ایک کمزور اور بے پا آدمی ہوں۔ اور علاوہ ازیں میرے پاس سرمایہ علمی بھی نہیں وہاں پر مجھ سے اس طریقہ کا رواج کیونکر ہو گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے تمام خواجگان کی رائے سے تمہیں رخصت کیا ہے۔ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ بعد ازاں فرمایا کہ پہلے ماوراءالنہر جا کر چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس جانا۔ اور پھر ایران کی راہ ملک شام میں پہنچ جانا۔ اور وہاں پہنچ کر بیت المقدس میں قیام کرنا۔ شیخ صاحب آنحضرتؓ کے حکم کے مطابق پہلے ماوراءالنہر جا کر شیخ حبیب اللہ کے پاس رہے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق شیخ حبیب اللہ سے استفادہ بھی کیا۔ بعد ازاں ایران کی راہ شام پہنچے وہاں کے علما اور مشائخ نے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے

جیساکہ قیومیت کے آٹھویں سال میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑی عزت
سے شہر بیت المقدس میں لائے۔ ہر صبح شام تمام مشائخ و علما آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے اور
شام کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ صاحب کا ارشاد اس درجہ زیادہ ہوا کہ والئے شام نے
ڈر کر آپ کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ اسی اثنا میں اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام پیغمبر مثلاً حضرت
ابراہیم اور آپ کے تمام فرزند علیہم الصلوٰۃ والسلام جو شام میں آرام کئے ہوئے ہیں جمع ہیں
اور سخت ناراض ہو کر اُسے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اتم
محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ کو تکلیف دینا چاہتا ہے حالانکہ وہ ہمارے حکم سے یہاں
آئے ہیں۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو توبہ کر اور اُس سے معافی مانگ ورنہ ایسی مصیبت میں
مبتلا ہوگا۔ کہ اُس سے تجھے رہائی نصیب نہ ہوگی والئے شام نے یہ خواب دیکھکر شیخ صاحب کی خدمت میں
حاضر ہو کر معافی مانگی اور دل سے مرید ہوا۔ جب خنگار روم نے سُنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے
اپنا ایک خلیفہ ملک شام بھیجا ہے تو ایک امیر کو ایک لاکھ دینار دیکر شیخ صاحب کی مہمانداری کے
لئے بھیجا۔ اور آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے تین لاکھ دینار سالانہ مقرر کئے۔ آپ کی
خانقاہ کا سالانہ خرچ پانچ لاکھ سُرخ دینار تھا۔ جن میں سے دو لاکھ تو فتوح پہنچ جاتی۔ اور
تین لاکھ خنگار روم بھیجدیتا۔ شیخ صاحب اپنے وقت میں ملک شام کے مشہور شیخ تھے جب
کبھی آپ حج کے لئے آتے تو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی مرتبہ حج
کو آئے۔ تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مسجد الحرام میں آکر کھڑے ہیں اور کہتے
ہیں کہ کل اس مسجد میں اللہ تعالےٰ کا ایک دوست آئیگا۔ شریف! تم نے اُس کا استقبال
کرنا۔ اور اُسے تخت پر سوار کر کے مسجد الحرام میں لانا۔ چونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور
تھے اس واسطے تخت پر بیٹھکر مسجد الحرام میں آئے۔ اور یہ شرف اس سے پہلے کسی ولی اللہ
شیخ۔ امیر یا بادشاہ کو حاصل نہیں ہوا۔ کہ سوار ہو کر مسجد الحرام میں آئے۔ صرف شیخ صاحبؒ کو
حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی طفیل یہ شرف حاصل ہوا۔ بہت سے اہل عرب آپ کے
مرید ہوئے۔ حضرت قیوم الرابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضہ
کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ حج کو گئے۔ تو ہر دفعہ شیخ مراد شام
سے آکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جب تک آنحضرت
وہاں رہتے تمام خرچ شیخ صاحب کے ذمے ہوتا۔ حالانکہ آنحضرت رضہ کے ساتھ تقریباً ایک ہزار

آدمی ہوتا اور ایک سال تک عرب میں رہتے۔ آج کل ملک شام میں شیخ کے فرزند موجود ہیں۔ ایک کا نام شیخ محمدؒ ہے۔ جو شیخ صاحب کے قائم مقام اور خانقاہ کے متولی ہیں۔ اور دوسرے شیخ مصطفےٰ ہیں۔ حاجی سعادت اللہ جو حضرت قیوم رابعؒ کے مخصوص یار ہیں۔ ایک دفعہ ملک شام میں گئے تو واپس آکر انہوں نے بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی خانقاہ میں اس وقت بھی ہزار آدمی موجود ہیں۔ اور تین لاکھ دینار سُرخ جو خنکار روم نے خانقاہ کے اخراجات کی بابت مقرر کر رکھے تھے۔ بدستور ملتے ہیں۔ اور فتوح اس کے علاوہ ہے۔ حاجی سعادت اللہؒ نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب کے فرزند کی آرزو ہے کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کو تشریف لائے تھے۔ اور میرے والد بزرگوار آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو میں بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا کروں اور وہ ہر سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھیجا کرتا تھا۔

ذکر و بیان

سال بست و نہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ہانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن شیخ میر و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اِس سال ارکان سلطنت میں سے شیخ میر نام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ پہلے شیخ میر بعض دشمنان دین کے بہکانے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے سخت مخالف تھے ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ایک مجلس تھی۔ جس میں آنحضرتؓ کے مخالف و منافق حاضر تھے۔ وہاں پر آنحضرتؓ کا ذکر خیر ہوا۔ تو مخالفوں نے آنجناب کی اہانت شروع کی۔ مخلص اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ پہلے زبانی گفتگو ہوتی رہی۔ آخر دست و گریبان ہونے تک نوبت پہنچی۔ دشمنی جب زیادہ ہو گئی تو دوسرے روز باقاعدہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ شیخ میر نے اپنی فوج کا بہت سا حصہ مخالفوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ جب دونوں فریق بالمقابل ہوئے تو ایسا گرد و غبار اٹھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا

پھا گیا۔ مخالفوں کی آنکھوں کانوں ناکوں اور منہ میں گرد پڑنی شروع ہوئی۔ جس سے وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو گئے۔ حق تعالےٰ نے اُن کے سر پر بدبختی کی خاک ڈالی۔ شکست کو غنیمت سمجھ کر بھاگ اُٹھے۔ لیکن آنحضرتؓ کے مخلص جناب کی توجہ کی برکت سے اپنی جگہ کھڑے رہے۔ اُن پر گردو غبار کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کیونکہ بگولا اُن کی پیٹھ کی طرف سے اُٹھا اور مخالفوں پر چلا۔

اسی اثنا میں شیخ میر نے خواب میں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اُسے پکڑ کر خوب مار پیٹ کی ہے۔ اور طرح طرح کی تکلیف پہنچا کر کہتے ہیں۔ کہ تو ہی نے آنحضرتؓ کے مخالفوں کی مدد کی تھی۔ اور تیرے دل میں آنحضرت کی طرف سے نفاق ہے جب وہ جاگا۔ تو مار پیٹ کے نشان اس کے بدن پر موجود تھے۔ اور سارے اعضا درد کر رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور بہت معتقد بن گئے آپ کے دو بیٹے مکرم خاں اور محتشم خاں آنحضرتؓ کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے باوجود امارت و ریاست آنحضرتؓ کی پالکی کو کندھوں پر اُٹھا شاہجہان آباد میں لے جاتے۔ آنجناب بھی اُن پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔

اِسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادیؒ جو مؤلف کتاب کے جد شریف ہیں۔ پیدا ہوئے۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت امام معصومؒ محل کے اندر بیٹھے تھے۔ اور اہلبیت اور بہو بھٹیاں حاضر تھیں آنحضرت اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ ایک پھانک خربوزہ اپنے اہلبیت کو دیکر فرمایا کہ یہ ملاجیون کی والدہ کو دیدو۔ آنحضرت کی بڑی بیٹی خازن الرحمت کے فرزند رشید شاہ عبداللہ کی منکوحہ حاملہ تھیں۔ وہ سمجھیں شائد اپنی بیٹی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے بیٹی کو وہ پھانک دینی چاہی۔ لیکن آنجناب نے حضرت خازن الرحمت کی بیٹی شرف النسا کی طرف اشارہ کیا۔ جو حضرت مروج الشریعت کی منکوحہ تھی۔ زفیہ زمان نے وہ پھانک میم مکانی کو دی اُس پھانک کے کھانے بعد حاملہ ہو گئیں۔ اور وقت مقررہ گذرنے پر ۱۲ رمضان ۱۰۵۰ھ میں ہادی زمان پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ اور حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند اعلےٰ درجے کا ولی اللہ ہوگا امید غالب ہے کہ اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ واقعی آنجناب کی توجہ شریف سے یہ فرزند اپنے

وقت میں ممتاز ہوا۔ عقیقہ کے روز حضرت خازن الرحمت نے محمد حسن نام مقرر کیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے محمد ہادی اور سب سے آخر پر یہ قرار پایا۔ کہ کنیت ابوالحسن۔ لقب تاج الدین۔ اور نام محمد ہادی رکھا جائے۔ آخر اسی کو پسند کیا گیا۔ آپ کو بچپن میں حضرت قیوم ثانی کی بشارت کے بموجب مُلّا جیون کے نام سے پکارا کرتے تھے جیون ہندی لفظ ہے جس کے معنے ہیں جیتارہ۔ علم ظاہری میں آپ اپنے عہد میں بےنظیر تھے۔ آپ کی جس قدر تصنیفات ہیں۔ بڑے بڑے عالم بدقت انہیں سمجھتے ہیں۔

ذکر و بیان

سال سی ام از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آمدن سلطان ہند شاہ جہان بزیارت حضرت ایشان و تقسیم نمودن ممالک محروسہ بر اولاد خود و ولیعہد کردن داراشکوہ و اورنگ زیب۔

اس سال بادشاہ ہند شاہجہان سرہند میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے آیا۔ قدمبوسی کے بعد عرض کیا۔ کہ دنیاوی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں میں چاہتا ہوں کہ جیتے جی اولاد کو ملک بانٹ دوں۔ تاکہ میرے بعد شہزادے آپس میں نہ لڑیں آنجناب کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ضرور ایسا کرنا چاہئے لیکن اورنگ زیب کو ولیعہد بنانا کیونکہ یہی تمام شہزادوں سے لائق ہے۔ ورنہ بڑا بھاری فساد برپا ہوگا۔ شاہجہان نے بھی اس بات کو منظور کرلیا۔ دوسرے روز جب اورنگ زیب کو ولیعہد بنانا چاہا اور ملک دکن داراشکوہ کے حوالے کرنا چاہا۔ تو داراشکوہ جو بڑا بیٹا تھا اس نے دکن لینے سے انکار کیا۔ سلطان شاہجہان اُس کے اختیار میں تھا۔ جو وہ کہتا مان جاتا۔ اس واسطے مجبوراً دکن اورنگ زیب کو دیا۔ اور ہندوستان داراشکوہ کو۔ اورنگ زیب نے انکار کیا۔ اور کہا مجھے سلطنت درکار نہیں۔ میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ میں آنحضرت کی خدمت میں رہونگا دکن اور ہند دو نو داراشکوہ کو دیدو۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ میں نے تو بہتیرا حیلہ کیا کہ کسی طرح داراشکوہ دکن لینے پر راضی ہو۔ لیکن وہ نہیں ہوتا۔ اور وہ میرے بس میں بھی نہیں۔ اگر ہندوستان

اورنگ زیب کے سپرد کیا۔ تو فساد عظیم کا اندیشہ ہے بلکہ یقین واثق ہے۔ لڑائی ہوگی اور مسلمان مارے جائینگے۔ اور ملک میں کھلبلی مچ جائیگی۔ اورنگ زیب آنجناب کا مرید ہے۔ آنجناب کے فرمان کو قبول کرلے گا۔ اُسے دکن لینے پر راضی کریں۔ آنجناب نے اورنگ زیب کو بلا کر فرمایا۔ کہ تسلی رکھو آخر تم ہی دکن اور ہندوستان دونو کے بادشاہ ہوگے تمہاری سلطنت کا ہند میں ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس وقت باپ کے فرمان کو قبول کرو۔ اور دکن لینے پر راضی ہو جاؤ۔ اورنگ زیب آنحضرتؒ کے فرمان سے مجبور ہو کر دکن لینے پر راضی ہوا بعد ازاں آنجناب نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے اورنگ زیب کو دکن لینے پر راضی تو کر لیا ہے لیکن داراشکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعت محمدی کو رواج دینے کی کماحقہ کوشش کرے اور شریعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ تاکہ اس کی سلطنت قائم رہ سکے۔ اگر دین میں ذرا بھی سستی کی اور امور شرعی کے اجراء میں غفلت کی۔ تو نہ وہ رہیگا نہ اس کی سلطنت۔ بلکہ شامت اعمال کا خمیازہ تمہیں بھی بھگتنا پڑیگا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور داراشکوہ کو آنحضرت کی خدمت میں لا کر مذکورہ بالا نصیحت کی۔ داراشکوہ نے بھی اس نصیحت کو قبول کیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ شاہجہان آباد۔ اکبر آباد الہ آباد۔ بہار۔ اودھ۔ مالوہ۔ اجمیر۔ سرہند۔ لاہور۔ ملتان ٹھٹھہ کشمیر اور کابل داراشکوہ کو دیا۔ اور برہانپور۔ اورنگ آباد۔ بیدر۔ کرناٹک۔ اور ارکاٹ وغیرہ دکن کے تمام ممالک اورنگ زیب کے سپرد کئے۔ اور انہیں دونوں کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور یہ قرار دیا۔ کہ اورنگ زیب اورنگ آباد میں رہے۔ اور داراشکوہ شاہجہان آباد میں۔ اور دونو کی سرحد دریائے نربدا قرار پائی۔ دونو کو تاکید کی کہ اپنی اپنی حد پر قائم رہنا۔ اور اپنے ملک کی حفاظت کرنا۔ اور بھائیوں کی طرح آپس میں رہنا۔ لڑائی نہ کرنا۔ ملک بنگالہ شجاع کو دیا جو تیسرا بیٹا تھا۔ اور ملک گجرات مراد بخش کو جو چوتھا بیٹا تھا۔ دیا۔ چاروں سے قسم لی۔ کہ اپنی اپنی حدود پر قائم رہنا۔ اس بارے میں ایک عہد نامہ لکھا۔ پہلے اس پر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں اور خلفا کی گواہی لکھی۔ بعد ازاں ارکان سلطنت اور ہند کے مشہور آدمیوں کی دوسرے روز جب کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کا عرس مبارک تھا۔ اور ملک کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے رؤسا حاضر تھے۔ شاہجہان بھی چاروں بیٹوں سمیت وہاں حاضر ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد تمام امراء و وزراء وغیرہ کے روبرو وہ عہد نامہ ایک شخص کو دیا کہ پڑھکر سُنائے۔ اُس نے شاہی حکم کے مطابق برسرعام اس عہد نامے کو پڑھا اور اس بارے میں حاضرین کو گواہ بنایا۔ اس معاملہ کے تین روز بعد بادشاہ نے اُس محل میں جو سرہند بنوایا تھا۔ ایک بڑا جشن کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے بھی التماس کی کہ تشریف آور ہوں آنجناب رضہ نے اپنے قدم میمنت لزوم سے اس محل کو مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے چاروں بیٹوں کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ خود دست مبارک سے ہر ایک کے سر پر تاج رکھیں۔ آنحضرت نے ایسا ہی کیا۔ شاہزادے آداب قیومیت بجالائے۔ بیٹھتے وقت تینوں شاہزادوں کے تاجوں میں سے جواہرات گر کر ٹوٹ گئے صرف اورنگ زیب کے سر پر سے نہ گرے۔ لوگوں نے اُسی وقت کہدیا۔ کہ ان تینوں کی سلطنت کو بقا نہیں ہوگی۔ واقعی تھوڑے دنوں میں ان تینوں کی سلطنت برباد ہوگئی۔ اور اورنگ زیب مستقل بادشاہ ہوا۔ اب تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔ بادشاہ نے شہزادہ داراشکوہ کو کہا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ تمہاری ولایت میں ہیں۔ اس امر کو غنیمت سمجھکر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالانا۔ اور آنحضرت کی رضامندی کی کوشش کرنا۔ ایسا نہ ہو آنحضرت کسی طرح تم سے ناراض ہو جائیں ورنہ میں آنجناب سے سخت شرمسار ہونگا۔ اس وقت پھر نہ تم رہوگے نہ تمہاری سلطنت۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کیں۔ ادھر آنحضرت سے رخصت ہو کر شاہجہان آباد آیا۔ پہلے اورنگ زیب کو دکن روانہ کیا۔ شجاع کو بنگالے میں۔ اور مرادبخش کو گجرات میں۔ بعد ازاں داراشکوہ کے سر پر تاج رکھکر اُسے اپنا ولیعہد بنایا ✦

اسی سال حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو العلیٰؒ جو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے افضل تھے حضرت حجت اللہ **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضہ نے آپکے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ اور حضرت حجت اللہ کو فرمایا کہ یہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت کا کامل وارث ہوگا۔ اور اس کی طفیل ہزار در ہزار لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل ساحل نجات پر پہنچینگے۔ واقعی حضرت ابو العلیٰ کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضہ خواجہ محمد زبیرؒ کے ارشاد سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوگیا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا فرمان لفظ بلفظ پورا ہوا ✦

ذکر در بیان

سال سی ویکم و سی و دوم از قیومیت حضرت
عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
ارتداد تاج محمود کہ موسوم بتاج مردود شد و قتل
کردن آنحضرت اورا و دیگر قضایا کہ دریں سال
واقع شدہ اند۔

اس سال شہر سامانہ جو سرہند کے مضافات میں ہے سلطنت کے ایک رئیس تاج محمود نام سے دین اسلام کی اہانت سرزد ہوئی جس سے خلقت پر واجب ہو گیا۔ کہ اُسے قتل کیا جائے۔ جب یہ خبر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو آنحضرت بہ سبب حمیت اسلامی سخت ناراض ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے یار اُسے پکڑ لائے۔ اور اُس کا نام تاج مردود رکھا۔ اور اُس کے قتل کے بارے میں ایک حکم شرعی مرتب کیا۔ جس میں تمام علماء فقہا۔ صدر اور قاضی کی مہریں ثبت تھیں۔ صرف اِس پر سرہند کے مفتی ابوالخیر نے مُہر نہ لگائی۔ کیونکہ تاج مردود نے اُسے بہت سا روپیہ چڑھا دیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ یہ جرم مجھ پر ثابت نہ ہونے دینا۔ اُس نے بہتیری منطق چھانٹی۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ کیونکہ اُس کی والدہ اور بچی دونو کا شاہی محل میں رسوخ زیادہ تھا۔ بلکہ اُس کی والدہ نے تو داراشکوہ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ اس واسطے داراشکوہ نے سرہند کے حاکم کی طرف لکھا۔ کہ جس طرح ہو سکے تاج محمود کو قتل سے بچانا۔ میں تم پر نہایت مہربان ہونگا۔ جب یہ خبر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو بادشاہ کی طرف لکھا کہ تاج محمود تاج مردود ہے اُس کا قتل کرنا ہم پر اور

تم پر لازم اور واجب ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے مخصوص مُرید عضد والدولہ "خان دوران" کو سرہند بھیجا تاکہ علماء سے فتوٰے لیکر تاج محمود کو قتل کردے۔ جب خان دوران آنحضرت کی خدمت میں شرفِ آستان بوسی سے مشرف ہُوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ منورہ میں اجلاس کیا۔ جس میں سرہند کے تمام علماء و فقہاء کو بُلایا۔ سوائے مفتی ابوالخیر کے سب نے تاج محمود کے قتل کا فتوٰے دیا۔ خان دوران نے اُس کی مہر کو لیکر اس فتوٰے پر ثبت کرلیا۔ اور فتوٰے بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ ابوالخیر نے سرہند کے حاکم کو کہا کہ خان دوراں نے مجھ سے مہر زبردستی لی ہے۔ اور اس محضر پر لگادی ہے۔ سرہند کے حاکم نے یہ معاملہ بادشاہ کی طرف لکھدیا۔ لیکن اس عریضہ کے پہنچنے سے پہلے وہ محضر بادشاہ کو پہنچ چکا تھا۔ اور اس نے تاج مردود کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ آنجنابؒ اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حاکم سرہند نے اُسے دارا شکوہ کے پاس بھیجدیا۔ جب آنحضرت کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو بہ نفسِ نفیس شاہجہان آباد گئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو ارکانِ سلطنت کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور خود بھی چھ میل تک استقبال کیا اور بڑی تعظیم وتکریم سے شہر میں لایا۔ آنحضرتؒ نے پہلی ہی مُلاقات میں بادشاہ کو فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ دارا شکوہ کی عملداری میں دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں ضرور سستی ہوگی۔ اب وُہی بات ہوئی۔ از روئے شریعت تاج محمود کا قتل واجب ہے۔ اسے حاضر کرکے شرعی کارروائی کرنی چاہیئے۔ اتنے میں دارا شکوہ کے اشارے سے ابوالخیر بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ اس پر شرعی جرم ثابت نہیں ہوتا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وہ بالضرور واجب القتل ہے۔ اور جو اس کی حمایت کرے گا وہ بھی واجب القتل ہے۔ سعد اللہ خاں

وزیر اعظم بھی اس وقت موجود تھا۔ اور تاج مردود کے معاملہ سے واقف تھا۔ آنحضرت رہ نے فرمایا۔ کہ اس معاملہ کی خبر سعد اللہ خاں کو بھی ہے۔ اس سے پُوچھنا چاہیئے۔ سعد اللہ خاں دارا شکوہ کے اشارے سے خاموش رہا۔ بلکہ آہستہ سے شاہزادے کو کہا۔ میں نہیں جانتا کہ قیوم وقت کیوں جھُوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات ایک شخص نے آنحضرت کے گوش گذار کردی۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ حتےٰ کہ مارے غصہ کے لال پیلے ہو گئے۔ اور سعد اللہ خاں کو فرمایا۔ کہ تو حق کو پوشیدہ کرتا ہے اور قطب وقت کو جھٹلاتا ہے۔ بہت جلدی تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ اور ساتھ ہی بادشاہ کو فرمایا۔ کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو۔ تو تاج مردود کو حاضر کر کے قتل کرو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گے۔ کہ اس سے رہائی ناممکن ہو گی۔ بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ جو آنجناب فرماتے ہیں حق ہے۔ میں اُسے حاضر خدمت کرتا ہوں جو خاطر عاطر میں آئے۔ کیجئے گا۔ اور مجھ عاجز سے ناراض نہ ہو جئے گا۔ بادشاہ نے تاج مردود کی تلاش میں اِدھر اُدھر آدمی دوڑائے۔ اور آنحضرت اپنی خوابگاہ میں تشریف لائے۔ جب سعد اللہ خاں وزیر بادشاہ سے رخصت ہوا۔ تو اُسی وقت اُس کے پیٹ میں ایسا درد شروع ہوا۔ کہ وہ بیقرار ہو کر سواری سے گر گر پڑتا تھا۔ لوگ بار بار اُسے سوار کرتے لیکن وہ ہر بار گر پڑتا۔ آخر جب گھر پہنچا۔ اور قریب المرگ ہوا۔ تو اپنے بیٹے فتح اللہ خاں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیج کر مُعافی مانگی۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ میری خطا معاف فرمائی جائے۔ جب اُس کا بیٹا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور باپ کا پیغام عرض کیا۔ تو آنحضرت رہ نے فرمایا۔ کہ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ آج وہ زندہ نہیں رہیگا۔ چُونکہ اُس نے توبہ کرلی ہے اور معافی مانگی ہے۔ اس واسطے

ہم دعا کرتے ہیں۔ تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اگر معافی نہ مانگتا۔ تو جان اور ایمان دونو سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آنحضرت رح نے اُس کے حق دعائے شفا کرنی چاہی۔ تو زبان مبارک سے نکلا اے اللہ اُسے بخش۔ جب فتح اللہ خاں گھر آیا تو دیکھا کہ باپ مرا پڑا ہے۔ سعد اللہ خاں کے مرنے پر بادشاہ بہت گھبرایا اور دارا شکوہ کو لعنت ملامت کی۔ کہ تیرا حشر بھی سعد اللہ خاں کا سا ہوگا۔ نہیں تو تاج مردود کو تلاش کر کے لاؤ۔ دارا شکوہ نے ڈر کر تاج مردود کو حاضر کر دیا۔ آنحضرت نے شرع کے مطابق اُسے قتل کیا۔ اور جو لوگ اُس کے حامی تھے۔ انہیں بھی سزا دی۔ ابوالخیر بھی انہیں میں سے تھا۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا بھی حکم دیا۔ ابوالخیر نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آنحضرت نے قتل سے بچایا۔ ابوالخیر شروع شروع میں سرہند میں صابن بیچا کرتا تھا۔ اور خانقاہ میں آکر پڑھا کرتا تھا۔ جب تحصیل علم سے فارغ ہوا تو آنحضرت نے سفارش کر کے بادشاہ سے اُسے سرہند کا مفتی بنوایا۔ لیکن وہ بد طینتی کے باعث ہمیشہ اسی فکر میں رہتا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمت پر کسی طرح الزام لگا دے۔ لیکن خود خانقاہ کے بچوں سے قائل ہو جاتا۔

میرے مصنف رح جد امجد کوکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رض فرماتے تھے۔ کہ ابوالخیر اُمت محمدی کے بڑے علماء سے ہے۔ جب وہ مرگیا۔ تو اس کا جنازہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ ابوالخیر سخت عذاب میں مبتلا ہے اُس کے عذاب کی کمی کے لئے بہتیری توجہ کرتا ہوں۔ لیکن اثر بہت کم ہوتا ہے۔ القصہ آنحضرت تاج محمود کے قتل کے بعد سرہند تشریف

لائے ۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے دوسرے فرزند خواجہ محمد پارسا پیدا ہوئے اور اسی سال سرہند کا ایک رئیس فوت ہوگیا ۔ بعض امور کی مخالفت کی وجہ سے آنجناب ؒ اس کی عزاداری پر نہ گئے ۔ حتےٰ کہ اُس کے لڑکے نے بھی آ کر عاجزی کی ۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا ۔ جب اُس کا بیٹا ناامید ہو کر واپس چلا گیا ۔ تو جناب الٰہی سے الہام ہُوا ۔ کہ اگر تم اُس کے جنازے میں شامل ہو تو ہم اُسے بخش دینگے ۔ آنحضرت اُس کی قبر پر تشریف لے گئے ۔ جاتے ہی آنجناب ؒ کو الہام ہُوا کہ ہم نے اُسے بخش دیا ہے ۔ اُس کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لائے ۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوب کی دوسری جلد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے نام سے حاجی عاشور علیہ الرحمۃ نے جمع کی ۔

ذکر دربیان

سال سی وسوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۔ تسلّب دارا شکوہ در مملکت ہند و ضعیف شدن دین اسلام وسوء مزاج شدن آنحضرت از سلطان و دارا شکوہ وعزم نمودن آنجناب بحرمین الشریفین

اس سال ہند میں بدعت کا بہت غلبہ ہُوا ۔ اور دین اسلام کو بہت ضعف ہُوا ۔ اس واسطے کہ دارا شکوہ ولیعہد اور بادشاہ

کا وصی عصر تھا۔ وہ بدعتیوں کی صحبت میں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بدعتیوں اور ملحدوں کا ملک ہند میں دور دورہ تھا۔ لیکن اس بات کے سبب دارا شکوہ اورنگ زیب سے ڈرتا تھا۔ کہ کہیں شورش نہ کرے۔ کیونکہ ایک تو اس کی بہادری اور دلیری کی دھاک سارے ہند میں تھی۔ دارا شکوہ کیا سارے بھائی اس سے کانپتے تھے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ دارا شکوہ اہل بدعت کا ہم صحبت تھا جو آنحضرت کے طریقہ کے سراسر برخلاف ہے۔ اس لئے بھی ڈرتا تھا۔ کہ چونکہ اورنگ زیب آنحضرت کا مرید ہے کہیں طیش میں آکر فساد برپا نہ کرے۔ اس لئے ایک روز باپ کو کہا کہ میرے کام کو راجگانِ ہند کی مدد سے مضبوط بنا۔ بادشاہ نے ہند کے راجاؤں کے سردار کو بلا کر دارا شکوہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔ کہ اس کی ہر طرح سے مدد کرنا۔ اس نے بڑی خوشی سے قبول کیا دارا شکوہ نے اس کے راضی کرنے کے لئے کافروں سے جزیہ لینا بند کر دیا۔ پھر دارا شکوہ کے پاس برہمنوں اور جوگیوں کا جمگھٹا رہنے لگا۔ اور وہ اُن سے ہندی کی تعلیم حاصل کر کے ہندی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کرنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ کافروں کے طریق پر چلنے سے بھی انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے جیسا کہ دین اسلام میں اولیاء اور اصفیاء ہیں۔ ان میں بھی ہیں اور یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اس واسطے ہندوستان میں کافروں کا غلبہ ہوگیا۔ جو ہر طرح سے مسلمانوں کو دکھ دینے لگے۔ اہل اسلام کی جرأت نہ تھی۔ کہ کافروں کے آگے دم ماریں۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت سخت نازک تھی۔ کوئی اُن کی فریاد نہیں سنتا تھا۔ دارا شکوہ نے بادشاہ کو نظر بند کر رکھا تھا۔ اور اپنے آدمی بطور پہرہ بٹھا دئے تھے کہ کسی کو بادشاہ سے ملاقات کرنے نہ دی جائے۔ اور کوئی بات خلاف مرضی دارا شکوہ بادشاہ تک نہ پہنچائی جائے۔ ہر ایک حکم اپنی مرضی کے موافق

لکھتا - اور بادشاہ کی طرف سے لوگوں میں نافذ کرتا - حالانکہ بادشاہ کو ان حکموں کی بالکل خبر بھی نہ ہوتی - ہر روز ان ملحدوں اور بدعتیوں اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں جنگ ہوتی - کیونکہ اُن کے طریق عمل سے سخت ناراض ہوتے تھے - اور انہیں منع کرتے تھے - اور جب وہ باز نہ آتے - تو اُن سے جنگ کرتے - اور بفضلِ خدا کامیاب ہوتے - داراشکوہ انہیں خون آلودہ حالت میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا کہ دیکھو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہم کے مرید احکامِ سلطنت کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اس لئے بادشاہی آدمیوں کو تکلیف دیتے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ آنحضرت کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے - بادشاہ داراشکوہ کی اِن باتوں کی ذرہ پرواہ نہ کرتا - ایک روز موقعہ پاکر پھر بادشاہ سے کہا کہ جہان بھر کے بادشاہ اپنی اپنی فوجیں لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہیں - اور لشکرِ شاہی کے سارے افسر بھی اُنکے مرید ہیں جس شخص کے پاس اس قدر جمعیت ہو - اس سے فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے - علاوہ ازیں میں نے معتبر آدمیوں سے سُنا ہے کہ آنحضرت کا دلی ارادہ ہے کہ کسی طرح سلطنت ہند ہاتھ آئے - چنانچہ اس کے آثار بھی ظاہر ہیں - کہ آپ کے مُرید ہر روز شاہی آدمیوں سے جنگ کرتے ہیں - اور بادشاہی احکام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے - ایسا نہ ہو کہ فسادِ عظیم برپا ہو - جس کا علاج بعد از وقت محال ہو - اس کا بندوبست ابھی سے کرنا چاہیئے - بہتر ہے کہ شیخ صاحب کو بیچ سے اُٹھا ہی دیا جائے - تاکہ یہ آئے دن کا فساد مِٹ جائے - نہیں تو سلطنت ضرور اس خاندان کے ہاتھ سے نکل جائیگی - بادشاہ نے سخت جھنجلا کر داراشکوہ کو کہا - ارے بدبخت ! تو قیوم زمان اور قطب جہان کے بارے میں ایسی نیت کرتا ہے - تجھ پر خدا کی سنوار - بس معلوم ہو گیا کہ تو سلطنت کے لائق نہیں - اور بادشاہی تیرے نصیب میں نہیں - کیونکہ تمام جہان کے بادشاہ قطب وقت کے حکم سے سلطنت کرتے ہیں - تیرے اس خیال کی شامت مجھ پر بھی عائد ہوگی - اور جو خناس تیرے دل میں سمایا ہوا ہے - کہ آنحضرت کو اُٹھا دیا جائے یہ ناممکن ہے کیونکہ تو خود قائل ہے کہ شاہی لشکر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنجناب کے مُرید ہیں - جب اُن کا پیشوا مارا جائیگا - تو کیا وہ انتقام کے لئے کمربستہ نہ ہونگے - اور

ہم سے ناراض نہ ہونگے۔ بلکہ جس طرح ہو سکا۔ ہمیں ضرور قتل کرینگے۔ سلطنت و جہان کو کھو کر ہم عذاب و غضب الٰہی میں گرفتار ہونگے۔ اس سے بچو۔ ڈرو۔ اگر تم اپنی جان ایمان کی خیریت چاہتے ہو۔ تو اس خیال بیہودہ سے توبہ کرو۔ پھر داراشکوہ نے بادشاہ سے اس قسم کے خیال کا اظہار نہ کیا۔ ضعف اسلام کو دیکھ کر آنحضرت کا دل بہت کڑھتا تھا۔ چنانچہ آپ کا ارادہ تھا کہ ہندوستان چھوڑ کر کسی ملک میں تشریف لیجائیں۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یاقوت احمر میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے میں مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ کہ تمام جہان اہل جہان جن آدم وغیرہ ساری مخلوقات مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا جس نے مجھے گھیر لیا۔ اس واسطے جو شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا۔ مجھے ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے سجدہ کر رہا ہے۔

یہ دیکھ کر حضرت رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی زیارت کا اشتیاق بدرجہ غایت ہوا۔ حتےٰ کہ بے قرار ہو گئے۔ اور حج کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اکثر مخلصوں اور دوستوں نے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا۔ لیکن بے سُود۔ آپ نے ذرا پرواہ نہ کی۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ تو آنحضرت کو بہت خوشی کی حالت میں پایا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ آج میں اس سفر کی کیفیت کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے اپنے آپ کو تمہیں اور تمام بھائیوں کو عین طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لوگ جو رکاوٹیں اور دقتیں اس سفر کی بیان کرتے ہیں۔ میں نے کوئی بھی نہیں دیکھی۔

اسی اثناء میں آنحضرت پر ظاہر ہوا۔ کہ آنجناب کے چلے جانے کے بعد سلطنت ہند میں فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ جب آنحضرت ہندوستان سے باہر سرہند سے کوچ کر چکے۔ تو ہندوستان میں جا بجا فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہو گئی۔ وبا بھی ایسی بے ڈھب پھوٹ پڑی۔ کہ ہزارہا آدمی روزمرہ مرنے شروع ہو گئے۔ صرف شہر سرہند سے ایک ہزار آدمی ہر روز وبا سے ہلاک ہوتے۔ آپ کی غیر حاضری میں اہل سرہند نے طرح طرح کی صعوبتیں جھیلیں۔ ملک ہند میں قتل عام مچ گیا۔ سلطنت میں پوری پوری کھلبلی مچ گئی۔

سخت قحط پڑا۔ اس واسطے بے شمار لوگ بے خانمان ہو گئے۔ اور رہے سہے ہلاک ہوئے اور اُن کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

مختصر یہ کہ جب آنحضرت رضؓ نے حج کا عزم بالجزم کر لیا۔ تو رخصت ہوتے کے لئے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گئے۔ حضرت قیوم اول رضؓ نے کمال بشاشت سے رخصت کر کے فرمایا کہ دارا شکوہ دنیا سے عنقریب رخصت ہو گا۔ اور سلطنت تمہارے مرید اورنگ زیب کے ہاتھ آئے گی۔ تم اب آؤ گے تو اُس کی سلطنت میں ہو گے۔ آنحضرت نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ تو سب کے سب پھولے نہ سماتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ معہ اپنے دونو بھائیوں حضرت خازن الرحمت رضؓ اور حضرت شیخ محمد یحییٰ اور سات ہزار خاص مریدوں کے جن میں سے دو ہزار آنجناب کے خلفا۔ اور سات سو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے جن میں سو بڑے خلیفے تھے۔ حرمین الشریفین اور ہم اللہ شرفاً کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب اکبر آباد پہنچے۔ تو بادشاہ نے استقبال کیا۔ لیکن آنحضرت رضؓ نے توجہ نہ فرمائی۔ بادشاہ تاڑ گیا۔ کہ آنحضرت ناراض جاتے ہیں۔ اس لئے بہت منت و سماجت کی۔ کہ جانا ملتوی کر دیں۔ لیکن آنحضرت نے اس کی التماس کو شرف قبولیت نہ بخشا۔ جب بادشاہ مایوس ہو کر پھرا۔ تو سخت ناراض ہو کر دارا شکوہ کو کہا۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گا جو ہر طرح سے لاعلاج ہو گی۔ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ نہ تو رہیگا نہ تیری سلطنت جہاں تک ہو سکے یہ کوشش کرنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ملک سے باہر نہ جائیں۔ ورنہ بلا کا منتظر رہو۔ دارا شکوہ نے باپ کے کہنے کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بہتیری منت و سماجت بلکہ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں رہکر غایت درجہ کی کوشش کی کہ کسی طرح آنحضرت اس سے راضی ہو جائیں۔ اور اپنا جانا موقوف کر دیں۔ لیکن اس کی عاجزی اور حاضری مفید نہ پڑی۔ اس لئے جو قدرے قلیل اخلاص تھا بھی وہ بھی نفاق سے بدل گیا۔ نہایت کمینہ پن سے گھر میں بیٹھ کر کہنے لگا۔ کہ کوئی شیخ کو اتنا نہیں سمجھاتا کہ کیوں فریب جاتا ہے۔ ایک شخص نے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی۔ آپ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا دیکھا جائیگا چند روز میں کون غرق ہوتا ہے آیا میں۔ یا وہ۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

کہ تیرے غرق کرنے کو جاتا ہوں +

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ حرمین الشریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور داراشکوہ دونوں آنجناب کو رخصت کرنے آئے۔ اور بہت سا روپیہ بطور زادراہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ آخر جب بہت منت وسماجت کی تو بادشاہ کے پیش کردہ روپے میں سے تھوڑا سا لیا۔ لیکن داراشکوہ کے روپے میں سے پھوٹی کوڑی بھی منظور نہ فرمائی۔ اس سے تمام آدمیوں کو یقین ہوگیا۔ کہ اب داراشکوہ کے ہاتھ سے سلطنت ضرور نکل جائے گی۔ اور مصیبت میں گرفتار ہوگا +

ذکر دربیان

سال سی وچہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان نفحات کہ در اثنائے راہ حرمین الشریفین آنحضرت را روے دادہ اند وعنایت کردن آنجناب تاج سلطنت باورنگ زیب :-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اکبر آباد سے دکن کا رُخ کیا۔ تو جس گاؤں یا شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے اور حاکم آنجناب کے استقبال کے لئے آتے اور بڑی تعظیم وتکریم اور خاطر ومدارات سے اپنی دوسری سرحد تک وداع کرآتے۔ اور بہت سے گھر بار چھوڑ کر آنجناب کے ہمراہ ہولیتے۔ پھر دوسری حدود کے لوگ حاضر خدمت ہوکر آگے پہنچا آتے۔ سمندر کے کنارے تک یہی کیفیت رہی۔ سرہند سے لیکر ساحل سمندر تک چالیس ہزار آدمی حج کے ارادے سے آنجناب کی خدمت میں جمع ہوگیا۔ چونکہ اورنگ زیب دکن میں تھا۔ اور داراشکوہ ڈرتا تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو آنحضرت اورنگ زیب کو مجھ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیں۔ اس واسطے بادشاہ کی طرف سے اُسے لکھوادیا کہ فلاں مقام پر شورش ہے تُسے جاکر فروکرو۔ اور وہ مقام آنحضرت کی راہ سے بہت دور تھا۔ جب اورنگ زیب نے آنحضرت کی تشریف آوری کی بابت سُنا کہ دکن تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر سر کے بل دریائے نربدہ سے عبور کرکے شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنحضرت نے ازراہ لطف وکرم تاج سلطنت اُس کے سر پر رکھا۔ اور اپنی خاص ٹوپی اُسے عنایت کرکے

فرمایا۔ کہ ہم نے اللہ تعالٰے سے عہد کر لیا ہے کہ اب ہم اس وقت ہند میں داخل ہونگے۔ جب سارے
ہند کی سلطنت تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی۔ جاؤ جا کر ہند سے تاریکی اور گمراہی دور کرو۔
اللہ تعالٰے تمہیں گمراہوں اور بدعتیوں پر فتح دیگا۔ اور تم شاہجہان آباد وغیرہ تمام ہندوستان
کی بادشاہی حاصل کرو گے۔ جب ہم واپس آئینگے۔ اس وقت تمام ہندوستان میں تمہارا راج
ہو گا۔ اورنگزیب اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور اداب قیومیت بجالا کر عرض
کیا۔ کہ اگر اپنے ایک فرزند کو میرے ساتھ رہنے کی اجازت عنایت فرمادیں تو میری تقویت کا باعث
ہو گا۔ آنحضرت رضؓ نے اُس کی التماس کے مطابق حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین رحؒ
کو جو حضرت قیوم رابعؒ کے نانا ہوئے ہیں۔ اُس کے پاس چھوڑا۔ اُس نے دوبارہ عرض کیا
کہ آنجناب کے اپنے صلبی فرزندوں میں سے بھی ایک میرے ساتھ ہونا چاہیئے۔ آنحضرت
نے ازراہ لطف و کرم اپنے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف کو اس کا رفیق بنایا۔ داراشکوہ
پر غالب آ جانے کے بعد حضرت محمد اشرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بعد
ازاں آنحضرت اورنگزیب کو ہندوستان کی طرف رخصت کر کے خود جہاز پر سوار ہوئے
دس جہاز اورنگزیب نے آنحضرت کے مریدوں کے لئے دیئے۔ اور پانچ خود آنحضرت
نے کرایہ پر لئے۔ جو غربا اور فقرا کو مفت تقسیم کئے۔ اور جو صاحب مال و دولت آنحضرت
کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے واسطے خود بندوبست کیا۔ کہتے ہیں ہندوستان کے امرا
اور رؤسا سوداگر اور مشہور آدمی مل ملا کر تین ہزار آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ اُن میں سے
سو ایسے تھے۔ جنہوں نے سینکڑوں آدمی اپنے ساتھ لئے تھے۔ تین ہزار علما اور مشائخ
آپکے ساتھ تھے۔ اُن سب میں سے پانسو آدمی ایسے تھے جن کے ہزار ہا مرید اور شاگرد
تھے۔ روایت ہے کہ جتنے جہاز بندر سُورت میں تھے۔ سب آنحضرت کے ساتھ گئے۔ جب
آنحضرت جہاز پر سوار ہوئے۔ تو فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے انوار معلوم ہو رہے ہیں۔ آنحضرت
کو جہاز میں درد مفاصل ہوا۔ اور یہ مرض پہلے بھی کبھی کبھی غلبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن جب
بیماری سے آفاقہ ہوا۔ تو دیر تک مراقبہ کیا۔ اور آنجناب کے چہرہ مبارک پر فرحت اور
خوشی کے آثار نظر آئے۔ اور شوق کے مارے آنحضرت رونے لگے۔ حضرت قیوم ثالث
حجت اللہ اور مروج الشریعت وغیرہ بڑے فرزندوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آنحضرت رضؓ نے
تھوڑی خاموشی کے بعد فرمایا کہ اس مراقبہ میں وہ عنایت الٰہی معلوم ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے

وہ یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے خیال آیا۔ یہ خوشخبری ذات بحت کے وصول کے متعلق ہے۔ جو نسبت اور اعتبارات سے بالکل معرا ہے۔ اور اس مقام پر سوائے صحابہ کرام کے کوئی نہیں پہنچا۔ اب مجھے الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت تمہیں ہماری درگاہ میں حاصل ہے اس سے پہلے سوائے تمہارے والد بزرگوار کے اور کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ نیز جن دنوں حضرت قیوم ثانی رح جہاز میں سوار تھے تو آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آج مراقبہ میں مشہود ہوا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور میرے بڑے بھائی عارف ربانی خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ ہمراہ ہیں۔ میں اور زبدۃ العارفین خواجہ محمد سعید خازن الرحمت بھی موجود ہیں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے پہلے ہم تینوں بھائیوں کو پشمینے کی تین چادریں عنایت فرمائی تھیں۔ خواجہ محمد صادق رض نے اپنی چادر لپیٹ کر رکھ دی۔ خواجہ خازن الرحمت رض نے تھوڑی سی اوڑھی اور باقی لپیٹ کر رکھ دی۔ میں نے اپنی چادر خوب کھولکر اوڑھی +

مؤلف کتاب عرض پرداز ہے کہ چادر سے مراد ارشاد ہے۔ چنانچہ جیسا ارشاد کو آنحضرت رض سے رواج ہوا کسی سے نہ ہوا۔ بلکہ اس کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ ولی سے ہوا +

اور جب جہاز یمن کی بندرگاہ مخا پر پہنچا۔ تو والئے یمن نے ارکان سلطنت کو آنجناب کے استقبال کے لئے بھیجا۔ آنجناب مخا سے حرم محترم کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ تمام جنگل بیابان اور نشیب و فراز انوار میں مستغرق ہیں۔ اور میں بھی اس بحر پُر نور میں غرق ہوں۔ آنحضرت ۲۳ شعبان جمعہ کی رات کو اونٹ پر سوار ہوئے کجاوے کی ایک طرف آنحضرت تھے اور دوسری طرف حضرت "مروج الشریعت" فرماتے تھے کہ آج کل کعبہ کے انوار بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب سے جہاز پر سوار ہوئے ہیں۔ اب تک یہی کیفیت ہے۔ اور آج تو پہلے دنوں کی نسبت زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے حرکت میں ہے۔ ایک ساعت بعد معلوم ہوا۔ کہ کعبہ میری طرف آرہا ہے اس وقت کعبہ کی ہیئت یہ تھی کہ بڑی بشاشت سے مسکراتا ہوا سفید رنگ دراز قد شخص کی صورت میں سُرخ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوا۔ نماز مغرب کے وقت نور اسم ظاہر ہوا بلکہ بات کرتے وقت تک اُسی شکل و ہیئت میں نظر آتا رہا +

یہ کاشفہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کاشفہ سے ملتا جلتا ہے جو اِس رسالے میں درج فرمایا ہے۔ جس میں اس گفتگو کا ذکر کیا ہے۔ جو کعبہ اور آپکے درمیان ہوئی آپ لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں کعبہ میں رہتا تھا۔ ایک رات چاند کی چاندنی تھی اور کچھ کچھ کہیں بادل کے ٹکڑے بھی نظر آتے تھے۔ مَیں طواف کے لئے نکلا جب حجر اسود کے پاس پہنچا۔ (اس سے پہلے میں اپنے آپ کو کعبہ سے اچھا سمجھا کرتا تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ حقیقت انسانی حقیقت حجری (پتھر) سے افضل ہے) تو اس رات مَیں نے کعبہ کو ایک نہایت خوبصورت لونڈی کی صورت میں کہ اس سے پہلے کبھی ایسی شکل مَیں نے نہ دیکھی تھی دیکھا۔ کہ دامن چُنے ہوئے ہاتھ میں آلہ حرب لیکر مجھ پر حملہ آور ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ کب تک تم میری قدر کو کم خیال کرتے ہوگے۔ بخدا میں تمہیں اپنا طواف نہیں کرنے دونگی۔ اگر میں حِلم میں پناہ گزین نہ ہوتا تو وہ ضرور مجھ پر وار کرتی۔ اس حکایت کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ مجھے ہوش آگیا +

ذکر در بیان

(واقعاتے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ را در مکہ رُوئے داوہ اند)

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ جہاز پر سے اُترے تو عرب یمن کے لوگ خصوصًا کعبہ کے رہنے والے۔ شریف مکہ اور بادشاہ یمن آنجناب رض کے استقبال کے لئے آئے اور آنجناب کے خلفا جو گرد و نواح میں رہتے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ اور شیخ مراد جسے آنجناب نے اپنا خلیفہ بنا کر ملک شام میں بھیجا تھا۔ کئی ہزار شامیوں کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا خنگار روم جو مدت سے آنجناب کا فدوی تھا معہ ارکانِ سلطنت اور تحفہ ہدایا قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ صبح شام شریف مکہ۔ روم۔ شام اور عرب کے امرا و بادشاہ یمن اور عرب یمن۔ روم۔ اور شام کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جب عرفات میں پہنچے۔ تو تمام حاجی کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب آپکے ہمراہ تھے۔ اور آپ اس قافلہ کے سردار تھے۔ عرب کے لوگ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کے زمانے کے بعد کوئی ایسا بزرگ حج کو نہیں آیا۔ جو بھیڑ بھاڑ حاجیوں کی اس سال ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی +

یاقوت احمر میں لکھا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب ہم نے مکہ میں آکر طواف کیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت حسین مردوں اور عورتوں کی جماعت طواف میں ہماری شریک ہے۔ لیکن وہ طواف بڑے اشتیاق سے کر رہے ہیں۔ اُن کا طواف ہم لوگوں سے نہیں ملتا۔ ہر وقت شوق میں کعبے سے بغلگیر ہوتے ہیں۔ اور چومتے ہیں اور اُن کے قدم بھی زمین سے اوپر ہیں۔ اور سر آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ بھی اُن کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ بعد ازاں ظاہر ہوا کہ مذکورہ بالا آدمی فرشتے ہیں اور عورتیں حوریں ہیں +

آنحضرت فرماتے تھے کہ جب عرفات کے ارادے سے نکلے تو نماز کیلئے مسجد خیف میں گئے۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کے نزدیک کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمہ نصب کر کے اُسے منزل قرار دیا تھا۔ نیز یہ پیغمبروں کا مقام ہے۔ انہیں میں سے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی ہارون ہیں۔ اسی مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے تلے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے۔ مسجد مذکور میں ہم بیٹھے تھے کہ الوہیت اور بہت جلالی سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ہوا۔ تمام چیزیں انوار میں مستغرق ہو گئیں +

روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تشریف آوری لشکر خدا کے مشاہدہ کے لئے تھی۔ اور نیز اس واسطے کہ آنحضرت کا مکان و مرتبہ معلوم ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں منزل منےٰ میں گئے۔ جب زیارت کے لئے شہر میں آئے۔ تو فرمایا کہ جب ہم طواف سے فارغ ہوگئے۔ تو ظاہر ہوا کہ فرشتہ نے حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ اگرچہ کچھ کچھ رسومات باقی تھیں۔ لیکن ارکان کے ادا کرنے کی وجہ سے در اصل حج ختم ہو چکا تھا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جن دنوں مکہ میں تھے اکثر طواف کعبہ میں مشغول رہتے۔ اور ان دنوں اسی طواف کو ہی بہترین عبادات خیال کرتے اور فرماتے کہ عجیب و غریب باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ مجھ سے گلے ملتا ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔ انہیں دنوں ایک دن ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکل رہے ہیں۔ کہ انہوں نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے۔ اور جنگل و بیابان ان انوار و برکات سے پُر ہو گیا ہے۔ اور اُن کے مقابلے میں باقی انوار چھپ گئے ہیں۔ جب اُس کی حقیقت کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرف فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ سے یہ انوار

ظاہر ہوتے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ بہت سے فرشتے کعبہ کا طواف اس طرح کر رہے ہیں۔ جیسے کوئی بادشاہوں کی خدمت کرتا ہے +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محرم کی تیسری تاریخ کو اہل معلےٰ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ آنجناب فرماتے تھے کہ یہ مقبرہ بسبب بلندی درجہ اور کثرت انوار تمام مقبروں سے افضل ہے۔ جب عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جو کہ وہیں واقع ہے پہنچے تو توقف کے بعد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس ہونے کی وجہ سے اس قبر کے انوار موجزن ہیں۔ بعد ازاں جناب ام المومنین خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر پہنچکر معہ تمام اصحاب مراقبہ طویل کرکے فرمایا کہ مادرم خدیجہؓ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہے۔ جس کا میں بیان نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا کہ جنابہ از روئے کمال اہتمام اور کثرت اعتنا جو مجھ غریب کی حالت پر آپ کو ہے۔ سراوقاتِ حجاب سے نکل کر باہر کھڑی ہوئی ہیں۔ اور انعام واکرام کے لئے فرماتی ہیں۔ کہ فلاں شخص کو یہ عطیہ دو۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ جب ہم فاتحہ سے فارغ ہوئے۔ تو ام المومنینؓ سراوقات میں تشریف لے گئیں +

بعد ازاں فضیلؒ بن عیاضؒ، اور سفیانؒ، عتبہؒ وغیرہ وغیرہ مشائخ کے مرقدوں پر جو وہاں پر واقع ہیں فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں تعریفی کلمات فرمائے بعد ازاں اُس شخص کی قبر پر گئے۔ جو ہند میں آنجناب کا مرید ہوا تھا۔ لیکن بعد میں شیطان نے اُسے ورغلا کر آنجناب سے مردود کردیا تھا۔ اور وہ دوسرے لوگوں سے مل گیا تھا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اس پر بہتیری توجہ کی گئی ہے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا۔ بعد ازاں آنحضرت ایک شیخ کی قبر پر گئے۔ جو ہندوستان سے آکر یہاں آباد ہوا تھا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص یار تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضؓ نے اُسے خلاف شرع امور کے ظہور کے باعث ہندوستان سے نکال دیا تھا۔ اور اپنے یاروں سمیت فاتحہ پڑھکر فرمایا۔ کہ فلاں شخص عجب حالت میں ظاہر ہوا ہے۔ شرمندگی کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ میری طرف دیکھ سکتا ہے۔ اس سے مَیں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میری یہ حالت حضرت مجدد الف ثانیؓ کی عدم توجہ سے ہوئی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام میں حقیقت کعبہ کو حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دی ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اس بارے میں غور فرماتے تھے۔ کہ ایک روز اثنائے اقامت مکہ میں فرمایا کہ جب ہم نے اس بارے

میں خوب غور فکر کیا۔ تو کعبہ کی حقیقت کو تمام حقائق سے فائق پایا۔ اور محسوس ہُوا۔ کہ تمام چیزیں اسے سجدہ کر رہی ہیں۔ عبودیت کے تمام مراتب حتٰے کہ نبوت اور رسالت بھی اس سے نیچے ہیں۔ اس سے پرے معبودیت صرف ہے۔ کیونکہ حقیقت کعبہ سے مراد آٹھوں طرف کی صفات کا مقام ہے اور پہلا نور جو ان صفات سے ذات بحت پر قرار پکڑے ہوئے ہے۔ اور جس میں حدوث و امکان کی ملاوٹ نہیں اُسے حقیقت کعبہ کہتے ہیں۔ سو اس لحاظ سے ضروری ہے کہ یہ حقیقت حقیقت مکان سے اوپر ہو۔ اگرچہ حقیقت کعبہ حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل ہے۔ لیکن حقیقت کعبہ کو اپنے مقام سے اوپر عروج حاصل نہیں۔ مگر حقیقت محمدیؐ کو وہ عروج ہو سکتا ہے۔ کہ حقیقت کعبہ اس سے کئی درجے نیچے رہ جاتی ہے ✢

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پہلے پہل عاشورہ کے روز بیت عتیق میں داخل ہوئے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اس گھر کے اندر وہ عجیب و غریب اسرار ظاہر ہوئے جن کا اس کے باہر نام و نشان تک نہ تھا۔ حضرت قیوم رابعؒ اپنے جد امجد حضرت حجت اللہ قیوم ثالث کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت خازن الرحمۃ رضہ مکہ میں تھے۔ تو ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں جا کر دفع مرض کے لئے توجہ کی اور نہایت عاجزی سے دست بدعا ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ ممکنات کی ہر ایک چیز خشوع و خضوع سے میرے ساتھ دست بدعا ہے۔ مختلف قسم کی اَن گنت مخلوق فرشتے جن انسان آسمان زمین عرش کرسی سبھی عاجزی کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام چیزوں کی حقائق اسما۔ صفات۔ اصول۔ ظلال۔ شیونات اور اعتبارات تک میرے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ حتیٰ کہ قبولیت کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں شفا ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ دعا سے فارغ ہو کر مَیں نے طواف کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کعبہ میرے گلے ملتا ہے اور شوق سے مجھے بغل میں لیکر دباتا ہے ✢

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ طواف کے بعد رکن یمانی کے مقابل اس مقام پر جہاں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ وتر کی نماز

پڑھ رہے تھے۔ کہ فرمایا کہ رکن یمانی کے نزدیک بہت سے فرشتے موجود ہیں۔ چنانچہ حدیث بھی وارد ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے رکن یمانی میں رہتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا کہ وہ فرشتے اپنی جگہ سے سرک کر میرے گرداگرد جمع ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں قلم دوات ہے تا میری حقیقت لکھ کر چلے گئے۔ آنحضرت رض نے فرمایا کہ سحر کے وقت میں نے بعض کمالات کے واسطے التجا کی۔ تو ایک گھڑی بعد آواز آئی۔ کہ تمہارا قرب تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا سے زیادہ ہے۔ پھر مجھے ایک نہایت عالیشان خلعت عطا فرمائی۔ معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک روز حلقہ ذکر میں بیٹھے تھے۔ کہ مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی نہایت عالیشان خلعت عنایت ہوئی ہے۔ اور اپنے آپ کو ارشاد کے اس قدر مناسب پایا ہے۔ کہ اس سے زیادہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن مقتضائے وقت اور قرب قیامت کی وجہ سے میں اسے بیان نہیں کر سکتا نیز اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے قلم دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے منصب وزارت عطا ہوتا ہے۔ اور مجھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم بنا یا۔ آنجناب دوبارہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ تو فرمایا اس گھر میں اللہ تعالےٰ کی لاانتہا عنایت میرے حق میں ہوئی۔ اور سبز رنگ کی خاص خلعت عطا ہوئی۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں اس گھر کے اردگرد فرشتوں کا مجمع دیکھتا ہوں اور طواف میں عمو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور بھائی خواجہ محمد صادق رح اور بعض انبیائے کرام کو دیکھتا ہوں۔ ساتویں صفر کو آنجناب باب ابراہیم علیہ السلام کے قریب بیٹھے تھے۔ اور اپنے فرزندوں کو شرک خفی سے بچنے اور فنا اتم کی تحقیق کے بارے میں چند کلمات فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی۔ کہ کسی شخص کی تسبیح اللہ تعالےٰ تک نہیں پہنچتی واپس اسی پر پھینکی جاتی ہے۔ گویا وہ اپنی تسبیح کرتا ہے۔ کیونکہ گو وہ شرک کے دقائق سے تو نکلا ہے لیکن ابھی اس کا نفس درمیان میں ہے۔ اس لئے اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق نہیں ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب میں نے کشفی نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اور کوئی اس درجہ پر نہیں پہنچا۔ کہ اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق ہو۔ میری تسبیح بھی ذات بحت تک پہنچتی تھی۔ بعد ازاں از روئے لطف وکرم مجھے یہ درجہ

عطا ہوا اب جو تسبیح میں پڑھتا ہوں ذات باری تک پہنچتی ہے۔ اس وقت میں کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ محسوس ہوا کہ کعبہ اپنی صورت اور حقیقت سے میری طرف متوجہ ہوا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس مقام میں اس کا نشان تک نہیں۔ چھت دیوار وغیرہ آکر مجھ سے بغل گیر ہوئے اور مجھے بوسے دیئے اور جب میں فکر کرتا مجھے بوسہ دیتا چونکہ کعبہ پروردگار کے مقام اجب سے نا خوشی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ میری تسبیح ضرور جناب باری تک پہنچتی ہے گیارہویں ربیع الاول کو آنجناب فرماتے تھے۔ کہ آج چاہ زمزم کے قریب ارشاد کے بارے میں بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوا۔ کہ اس بارے میں اللہ تعالےٰ کی کیا مرضی ہے۔ الہام ہوا۔ کہ تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لئے پیدا کیا گیا ہے ✦

ذکر در بیان

سال سی وپنجم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت از مکہ معظمہ بمدینہ منورہ و واقعاتے کہ آنجناب را در آنجا رو دادہ :-

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ماہ ربیع الاول میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے آنحضرت مدینہ کی راہ میں صحابہؓ کے مزارات۔ اور مساجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کرتے اور جہاں کہیں سن پاتے زیارت کے لئے جاتے جب وادئے انوار میں پہنچے۔ تو راستے سے منحرف ہو کر جنگ بدر کے شہید عبیدہ ابن حارث کی زیارت کے لئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اس کی قبر کے پاس بیٹھا۔ تو اس نے قبر سے نکل کر نہایت بشاشت سے ملاقات کی۔ جب مدینہ کے نزدیک پہنچے۔ تو اس رات کثرت شوق اور ظہور انوار کے سبب تمام رات بیٹھے رہے۔ صبح مدینہ میں آکر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے آداب بجالائے۔ فرمایا۔ کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ مبارک سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ تین چار روز بعد اہل مدینہ نے آنحضرت کا مرید بننا چاہا۔ لیکن آنحضرت کو بپاس ادب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام میں تامل تھا۔ اسی اثنا میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ میری خالص

اُمت تو وہی ہے جو تمہاری مریدہے۔ پھر خلعت ارشاد پہنائی۔ بعد ازاں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما نے بھی بہت سی مہربانی کی۔ چند روز بعد بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ تو فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بہت بہت مہربانی فرمائی۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مدفون بقیعہ میں ہے لیکن جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حجرہ مبارک آپ کا گھر ہے۔ اکثر اوقات مَیں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حجرہ میں دیکھا ہے۔ آنجناب نے ایک کام میں شیخین کی سفارش کرائی۔ تو اُس کی قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہوا۔ لیکن جب اس معاملہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مدد کی درخواست کی۔ تو جنابہ سنتے ہی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر وہ کام منوا ہی لیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا نے معہ تمام اہلبیت ظاہر ہو کر مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو معہ اصحاب کثیر روضہ مبارک کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ روضہ منورہ کے اندر جا کر بیخودی طاری ہوئی۔ ایک طویل مراقبہ کیا۔ بعد ازاں کمال انکسار سے سر اور چہرہ پردہ خاص کے اندر ملکر اپنا معراج سمجھ کر باہر آئے۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر جو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے قریب ہے بیٹھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جب ہم اس مقام عالی سے نکلے۔ تو جناب سرور کائنات حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت عطا فرمائی۔ جس میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ جوں جوں روضہ منورہ سے میں دور جاتا تھا۔ اس خلعت کا نور زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ ایک روز مدینہ میں کسی شخص نے آنجناب کے سامنے بعض مشائخ کا ذکر کیا۔ تو مجھے ان سے معزز ہونے کا خیال آیا۔ اسی وقت الہام ہوا۔ کہ اس نسبت والے کو شایاں ہے۔ کہ وہ کسی سے اپنے آپ کو معزز خیال کرے۔ ایک روز آنجناب رضی اللہ عنہ نے شافعی جماعت سے عشا کی نماز ادا کی۔ اسی وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آ کر خوشی و سرور کا اظہار کیا۔ اس موافقت سے آنجناب رضی اللہ عنہ نے تین دن رات روضہ منورہ میں اعتکاف کیا۔ جب عشا کی نماز سے فارغ ہوئے۔ تو تمام وضیع و شریف کو وہاں سے باہر کر دیا۔ جیسا کہ دستور ہے۔ پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ نے تن تنہا جا کر بالموجہ بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ازراہ لطف و کرم حجرہ سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھے خاص طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنا میسر ہوا جمادی الاول کے شروع میں بقیعہ کی زیارت کو گئے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت کمال بہت میں ظاہر ہوئی۔ ہر ایک نے مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ جب بقیعہ سے واپس آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت نے ظہور کیا۔ اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ بعد ازاں حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا کی نسبت ظاہر ہوئی اور مجھے اپنی طرف کھینچا بعد ازاں ہر دو نے ظاہر ہو کر مجھے اپنی اپنی طرف کھینچا۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ دائیں طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سفیدی مائل تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ بائیںؓ طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سرخی مائل تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اب تک تو اسی قسم کا معاملہ ہے کہ میں ان دونوں کی کثرت عنایات سے فرح و سرور میں ہوں۔ جمعہ کے بعد آنجناب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلام کے واسطے گئے۔ وہاں سے آکر فرمایا کہ روضہ کے بالمقابل مجھے سُرخ رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے۔ بعد ازاں اس خلعت پر ایک نے رنگ خلعت دکھائی دی۔ ظاہر ہوا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عنایت ہے واپس آتے وقت ایک نہایت گہرے سبز رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مرحمت کردہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ باوجود استغنائے محبوبیت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت عرش سے فرش تک تمام مخلوقات ملائک جن انسان اور تمام ممکنات کو ہے سبھی آنحضرت کے محتاج ہیں۔ اور ہر فرد بشر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ سے فیض پہنچتا ہے۔ منگل کی رات یکم جمادی الاول کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند کو فرمایا۔ کہ آج ہم پر وہ اسرار ظاہر ہوئے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ بھی بیان کیا جائے۔ تو گلا کٹ جانے کی نوبت آجائے۔ البتہ بعض میں تمہیں اشارتاً بتلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ بعض مشائخ نے کمون و بروز مقرر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ چاہے کہ اپنے بعض کمالات مرید صادق میں القا کرے۔ تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے۔ اور مرید کے نقل میں ظاہر ہوتا ہے

اس وقت مرید بالکل شیخ کا ہم رنگ اور اس کے دقائق و حقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جاتی ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہی معاملہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے میں منسوب فرمایا ہے اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو نعتیہ شعار پڑھے جاتے ہیں یا درود بھیجے جاتے ہیں۔ اُن میں سے مجھے بھی حصہ ملتا ہے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ کیا کمون و بروز بھی فنا اور بقا ہے یا کچھ اور؟ فرمایا یہ معاملہ فنا و بقا کے علاوہ ہے۔ یہ ان خصائص سے ممتاز ہے جو فنا و بقا میں نہیں پائے جاتے۔ یہ بات سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آنجناب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر روحانی اہل سموات وغیرہ الٰہی لشکر دیکھے جاتے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خفیہ اسرار کی سیر کرائی۔ اور اسرار اپنے آپ میں مجھے معلوم بھی ہوتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی ان کے بارے میں طبیعت کو تردد ضرور ہوتا تھا۔ سو وہ تردد بھی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے حضور میں دور ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ مطلوب تک پہنچنے کے دو رستے ہیں۔ ایک اصالت جو خاص نبیوں کا حصہ ہے۔ دوسرا ضمنیت۔ ان میں سے پہلا بہت قریب ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۶۔ جمادی الثانی کو اہل بقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے واپس آکر فرمایا کہ اصحاب میں سے جس کی قبر پر میں بیٹھتا دوسرے صاحب میرے آنے کے منتظر رہتے۔ بلکہ اپنی قبروں سے آکر میرے واسطے کھڑے رہتے۔ اور وہ میری ملاقات کو اس طرح اکٹھے ہوتے۔ جیسے کسی عزیز مہمان کے لئے۔ ایک غیر منتظرہ عنایت میں پاتا تھا۔ تمام صحابہ اہل قبور کہتے تھے۔ کہ جب سے ہمیں دفن کیا گیا ہے۔ اب تک کوئی ایسا عزیز بزرگ حق تعالیٰ کا مقرب ہمارے فاتحہ کے لئے نہیں آیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے فارغ ہوئے۔ تو آنجناب کو خلعت عنایت ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ بعد ازاں میں سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا۔ دیکھا۔ کہ آنحضرت روضہ منورہ

سے تشریف لا کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ آنجناب محض نور معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ آنجناب کے حق میں وارد ہے۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو ابراہیم ہوتا۔ بعد ازاں میں دوسرے اصحاب کی قبروں کی زیارت کو گیا تمام نے آکر مجھ پر بہت مہربانی کی۔ جب میں امہات کی قبروں پر گیا۔ تو سب نے مجھ پر اس طرح شفقت کی جیسے مائیں بیٹوں پر کرتی ہیں۔ بعد ازاں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مرقدوں پر گیا۔ تو ان دونوں صاحبوں نے کمال مہربانی سے ملاقات کی۔ پھر میں نے امام مالک بن انس رض اور خواجہ پارسا کی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھا۔ امام مالک کی شان نہایت اعلےٰ ہے۔ اور خواجہ پارسا بھی ولایت قدیم میں راسخ ہیں۔ بعد ازاں آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ آدم کی قبر پر گئے۔ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے برابر ہے۔ تو دیر تک کھڑے رہ کر مراقبہ کیا۔ پھر فاتحہ پڑھ کر اس کے حق میں توجہ باطنی کی۔ اور جب کبھی آنجناب بقیع میں جاتے۔ تو شیخ آدم کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے۔ اور فاتحہ پڑھ کر فرماتے۔ کہ شیخ ہم سے بہت شرم کرتا ہے لیکن ہم نے شیخ کی لجھاوٹ کو توجہ باطنی سے رفع کر دیا ہے۔ اب ہم اس کے باطن کے ممد و معاون ہیں۔ جب قلعہ میں گئے۔ تو امام اسمٰعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر پر فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں کلمات مدحیہ فرمائے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اصحاب کرام کے مزارات میں میری نسبت نے عجب ظہور کیا۔ مجھے جو قرب منزلت بارگاہ الٰہی میں ہے۔ اس کا مشاہدہ کیا۔ معلوم ہوا کہ عرش سے فرش تک تمام جہان میرے نور سے پر ہے اور تمام مخلوقات صفیں باندھ کر میرے پیچھے کھڑی ہے۔ اور میں ان کا امام ہوں اور اللہ سے جو برکات و فیوض مخلوقات کو پہنچتے ہیں۔ وہ میرے وسیلے سے پہنچتے ہیں اور تمام گذشتہ موجودہ و آیندہ اولیا مجھ سے ترقیات و برکات کے حصول کے خواہشمند ہیں۔ اکثر اوقات قلم دوات اپنے پاس موجود پاتا ہوں۔ تاکہ اس سے فرمان ٹھیک کروں جیسا کہ بارگاہ سلطانی کے وزیر اعظم کیا کرتے ہیں۔ گویا میں بارگاہ الٰہی کا وزیر اعظم ہوں۔ اس خدمت کے علاوہ اصالت و محبوبیت وغیرہ مراتب جو مجھے مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کا کیا بیان کروں۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ جو قرب منزلت ہم نے تمہیں دی ہے وہ تمہارے باپ کے سوائے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

جوں جوں میری نسبت کا ظہور ہوتا میں مسیحی ہوتا جاتا۔ کیونکہ صحابہ کے حضور میں اور کی گنجائش نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ نسبت ان بزرگوں کی برکات وکمالات کا ایک شمہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جبل اُحد کے قریب مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر سیدان ہند حمزہ اور دوسرے شہدا کی زیارت کے لئے دو مرتبہ گئے۔ ان کی نسبت کا ظہور آنجناب پر ہوا۔ ہر ایک نے آپ پر مہربانی کی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم دونو کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ درجے کی خلعت جواہر اور یاقوتوں سے جڑی ہوئی عطا ہوئی ہے۔ آنجناب ہر روز فجر کی نماز کے بعد جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حلقہ مراقبہ کرتے۔ ایک روز مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مع خدم وحشم روضہ منورہ سے نکل اس حلقہ میں تشریف لائے چند ایک خاص مقرب جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ اُن کے سردار میرے فرزند محمد عبد اللہ مروج الشریعت تھے اسی اثنا میں جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ محمد معصوم! فرزند محمد عبد اللہ ان خواص کا سردار ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا فرماتے تھے۔ کہ جب کبھی میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو حضرت مروج الشریعت کو پہلے ہی وہاں موجود پاتا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ وداع کے وقت غم وگریہ مجھ پر غالب آئے۔ اسی غم میں تھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روضہ مبارک سے نکلکر نہایت لطف وکرم سے ایک خلعت اور ایک شاہانہ تاج مجھے عنایت فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس تاج پر ایک طرہ ہے اور طرہ پر ایک لعل ہے جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خلعت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک کی ہے۔ یہ اور خلعتوں کی طرح نہیں بعد ازاں آنجناب کے دونو فرزندوں کو بھی اسی قسم کی خلعتیں عطا ہوئیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت ایک بھائی میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ اُس کے لئے التجا کی تو قبول نہ ہوئی۔ دوبارہ جب التماس کی۔ تو ایک سرپیچ عنایت ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ خلعت جو مجھے عطا ہوئی۔ وہ ایک گذشتہ

خواب کی تعبیر تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نماز میں امام بنے ہوئے ہیں۔ اور تمام خلقت آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑی ہے۔ میں اور میرے دو بھائی خواجہ محمد صادق اور خواجہ محمد سعید پہلی صف میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانیؓ عین نماز میں فرماتے ہیں۔ کہ محمد معصوم سے ہمیں یہ ملا اور کچھ گن رہے ہیں۔ اور دونو بھائی بھی کہتے ہیں کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانیؓ کو یہ یہ چیز ملی۔ اسی اثنا میں حق تعالےٰ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خطاب ہوا۔ کہ محمد معصوم کی آرائش کرو۔ آنحضرتؓ نے پوچھا کس قسم کی آرائش۔ حکم ہوا کہ اس کے سر پر تاج رکھو۔ اور اس تاج میں ایک لعل ٹانک دو۔ جس کی روشنی سر سے قدم تک پہنچے۔ اور جس سے یہ ہمہ تن نور ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خلعت جو عطا ہوئی ہے اس سے مراد یہ ہے جو مجھے نسبت خاص اور معاملہ مخصوص کا فیض عطا ہوا ہے۔ کشف میں وہ خلعت ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخصوص خلعتیں آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئیں۔ اور فیض و برکت دوسرے یاروں کو +

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بسبب غلبہ محبت مدینہ میں اقامت کا ارادہ کیا۔ تو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ کیونکہ وہ تمہارے بغیر ظلماتی رہے گا۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ دارا شکوہ نے اورنگزیب کو قتل کر دیا ہے اور خود سارے علاقوں کا بادشاہ ہو گیا ہے۔ یہ سنکر آنحضرت بہت حیران ہوئے۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک میں ننگی تلوار پکڑے ہوئے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ دارا شکوہ کو حاضر کرو۔ جب حاضر کیا گیا تو خود دست مبارک سے اس کا سر قلم کیا۔ اور فرمایا کہ محمد معصوم! میں نے تمہاری خاطر اُسے قتل کیا ہے اب بفراغ خاطر جاؤ۔ کیونکہ تمہارا مرید بادشاہ ہے۔ بعد ازاں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سر منہ پر بوسہ دیا۔ اور رخصت فرمایا +

ذکر در بیان

مراجعت حضرت ایشان از مدینہ سکینہ بمکہ معظمہ و وقعاتے کہ آنجناب را روئے دادہ اند:-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آنجناب کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہوا۔ ایک روز شدت مرض میں فرمایا کہ مجھ پر حضرات عالیات۔ بتول۔ صدیقہ۔ حبیبہ وغیرہ نے بہت کچھ مہربانیاں کیں۔ جب وادی صفرا میں پہنچے تو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھا۔ ابو ذر نے آپ کو خلعت دی جب تخلیص میں پہنچے۔ تو فرمایا کہ یہ ساری جگہ کعبہ کے انوار سے پُر ہے! اور یہاں پر ملائک اور روحانیوں کا ہجوم معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ کعبہ ہمارے استقبال کیلئے آیا ہے۔ جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف فرما کر نہایت مہربانی فرمائی۔ اور مجھ سے بغلگیر ہو کر خاص خلعت عنایت فرمائی ہے۔ جب آپ مدینہ منورہ سے دوبارہ مکہ معظمہ میں آئے۔ تو آپ کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ داخلہ وداعی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم اپنے حق میں لاانتہا سمجھتا ہوں۔ اور مجھے ایک نہایت فاخرہ اور جواہرات سے جڑی ہوئی خلعت عطا ہوئی ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعت الوداعی ہے۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کو بھی خلعت فاخرہ عنایت ہوئی۔ آپ فرماتے تھے کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا کہ مجھے ایک خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ جسے ہم کثرت نور و روشنی کے باعث کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ گویا وہ محض نور تھی۔ ساتھ ہی مجھے الہام ہوا۔ کہ حق تعالےٰ یہی لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکہ سے جدّہ میں پہنچے۔ تو فرماتے تھے کہ جس قدر انوار و اسرار حرم کے اندر دکھائی دیتے تھے اس سے کہیں زیادہ باہر نظر آتے ہیں کیونکہ حضور میں غلبہ انوار کی وجہ سے آنکھ کام نہیں کرتی۔ اسی اثنا میں آنحضرت ایک جنگل میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں سر پاؤں سے ننگا! اور بکھرے بالوں والا ایک درویش آکھڑا ہوا ایک گھڑی بعد بیٹھکر مراقبہ کرنے لگا۔ آنجناب بھی اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور مراقبہ کیا

جب وہ بعد مراقبہ سے فارغ ہؤا۔ تو آنحضرت سے رخصت ہؤا۔ فرزندوں نے آنجناب سے اس درویش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ کہ یہ مرد بحرین کا ولی ہے۔ وہاں کا قطب فوت ہو گیا تھا۔ اس واسطے آیا تھا۔ کہ میں کس کو اس آسامی کے لئے تجویز کروں سو میں نے کر دیا اور وہ مجھ سے رخصت ہؤا۔ اتنے میں امام یمن یعنی بادشاہ یمن نے جو آنحضرت کا مرید تھا۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ کہ ملک یمن یہاں سے اب بہت قریب ہے۔ امید ہے کہ جناب چند روز اس ولایت میں اقامت فرما کر اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائینگے۔ آنجناب نے اس کی التماس کے مطابق چند روز وہیں میں قیام کیا۔ بعد ازاں ہندوستان کا رخ کیا۔ اب اِن حادثات سلطنت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن میں آنحضرت کی کرامات کا اظہار رہؤا +

ذکر در بیان

توجہ اورنگزیب از دکھن بہ ہند وجنگ کردن برادان داراشکوہ وشجاع و فتح براں ہر دو :-

جب داراشکوہ ہند پر پورے طور پر غالب آگیا۔ تو شاہجہان کے پاس سلطنت اور رعایا کی خبریں پہنچنے کو بند کر دیا۔ اور نہ بادشاہ کی خبر رعایا کو دیتا۔ حتیٰ کہ شاہزادوں کے خطوط بھی بادشاہ تک نہ پہنچنے دیتا۔ بلکہ اپنی طرف سے ہی حسب منشا احکام جاری کر دیتا۔ اُس کے غلبہ کے باعث جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اسلام میں سخت ضعف آگیا۔ اورنگزیب یہ حالت دیکھ کر سخت ناراض ہؤا۔ علاوہ ازیں حضرت قیوم ثانی رضہ نے اسے فتح ہند کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ اِس واسطے مراد بخش کو اپنے ساتھ ملا۔ چالیس ہزار سوار لے کر ہند کا رخ کیا۔ مراد بخش بھی گجرات سے آکر اس کے ساتھ مل گیا۔ دونو دریائے نربدا پار ہو گئے۔ جب اُن کی آمد کی خبر دارشکوہ نے سُنی تو بادشاہ کی طرف سے اُن کو حکم امتناہی لکھا۔ لیکن اورنگزیب نے کہلا بھیجا کہ تم اتنی مدت باپ کی خدمت میں رہے ہو۔ اب ہمیں اس کی خدمت میں رہنے دو۔ اور تم کسی اور ولایت میں چلے جاؤ۔ داراشکوہ نے دوبارہ حکم بھیجا۔ لیکن اورنگزیب نے پرواہ نہ کی۔ اور اکبرآباد کا رخ کیا۔ جہاں بادشاہ رہتا تھا۔ دارا شکوہ نے جب دیکھا کہ اورنگزیب نہیں رکتا۔

تو مجبوراً ہند کے راجگان کے رئیس راجہ کو کہا۔ کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب کو ہندوستان نہ آنے دو۔ مہاراجہ نے ایک کثیر التعداد لشکر لے کر دکن کا رخ کیا۔ دارا شکوہ نے قاسم خاں نامی ایک رکن سلطنت کو ایک فوج کثیر دیکر مہاراجہ کے ساتھ کیا۔ ابھی یہ دونو مالوہ پہنچے تھے۔ کہ اورنگ زیب دکن سے آپہنچا۔ مہاراجہ نے اُسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کا حکم ہے۔ کہ واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں آگے نہیں بڑھنے دونگا۔ اورنگ زیب آمادہ جنگ ہوا۔ مہاراجہ نے بھی جنگ کی تیاری کی۔ اور جنگ کے دو ستون کھڑے کئے۔ جنہیں ہندی میں رن کھمبت کہتے ہیں۔ یعنی لکڑی کے دو لمبے ستون میدان جنگ میں کھڑے کر کے اُن کے تلے جنگ کرتے ہیں۔ جب تک فریقین میں سے ایک کو نمایاں فتح نہ ہو۔ لڑائی بدستور جاری رہتی ہے۔ اورنگزیب حضرت قیوم ثانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت میں۔ جنہیں آنحضرت اس کی تسلی کے لئے اس کے ہاں چھوڑ گئے تھے۔ ملتمس توجہ ہوا۔ آپ نے توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ انشاء اللہ فتح تمہاری ہے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک تمہاری طرف متوجہ ہے۔ اس لئے نہ صرف یہ فتح بلکہ اور بہت سی فتوحات کی امید قوی ہے۔ اورنگزیب یہ خوشخبری سُن کر نہایت خوش و خرم ہوا۔ فاتحہ پڑھکر جنگ کے لئے سوار ہوا۔ اس طرف سے مہاراجہ بھی لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا۔ دونو طرف سے بدرجہ غایت کوشش ہوئی۔ ہنگامہ گرم ہوا۔ اور اقبال کی چنگاری بھڑک اٹھی ؎

وہادہ خروش آمد و دادگیر | ہوا دام کرگس شدہ از پہ تیر
فسردہ زخوں پنجۂ دست تیغ | چکاں قطرۂ خوں چو تاریک میغ
تو گفتی زمیں موج خواہد زدن | دمے موج بر اوج خواہد زدن
زہر سو چکاچاک تیغ و تبر | چو اندر دریں چرخ نیلی سپہر

آخر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے فتح و نصرت کی نسیم اورنگ زیب کے پھریرے پر چلی۔ اور مہاراجہ کا تمام لشکر تہ تیغ ہوا۔ خود راجہ بیک بینی و دوگوش میدان جنگ سے بھاگا۔ اورنگ زیب شکر الٰہی بجالایا۔ جب اورنگ زیب دکن سے آیا تھا۔ تو اس وقت شجاع بھی بنگالے سے آ ہوا تھا۔ دارا شکوہ نے اُس کے مقابلے پر اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا تھا۔

اتفاقاً سلیمان شکوہ اس پر غالب آیا۔ اور شجاع بھاگ گیا۔ جب اس شکست کی خبر دارا شکوہ نے سنی۔ تو باپ کو کہا کہ حکم ہو تاکہ خوشی کا نقارہ بجایا جائے۔ کیونکہ سلیمان شکوہ نے شجاع پر فتح پائی۔ شاہجہان نے کہا۔ تمہارے بیٹے کو فتح نصیب ہوئی ہے۔ تم خوشی کے نقارے بجاؤ۔ میرے بیٹے کو تو شکست ہوئی ہے۔ میں کیونکر خوشی کے نقارے بجاؤں اتنے میں اورنگزیب کی فتح اور راجہ کی شکست کی خبر پہنچ گئی۔ تو دارا شکوہ بہت گھبرایا۔ چاروں طرف سے لشکر جمع کیا۔ جب اورنگزیب اکبرآباد کے قریب آ پہنچا تو ادھر سے دارا شکوہ نے بھی تمام فوجوں سمیت اس کا مقابلہ کیا۔ شاہجہان نے دارا شکوہ کو کہا کہ تمہارا اورنگزیب کے مقابلے پر جانا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تم سے ضرور لڑیگا۔ اس واسطے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کی توجہ باطنی اس کے شامل حال ہے۔ اور اغلب ہے کہ وہ تجھ پر فتح پائے۔ مجھے اس کے مقابلے پر جانے دو۔ مجھ سے جنگ نہیں کرے گا۔ اور میں اسے دم دلاسا دیکر تیرا مطیع بنا دونگا۔ دارا شکوہ نے کہا کہ آپ اس بات سے نہ ڈریں کہ میں تمہارے بیٹے کو قتل کرونگا خاطر جمع رکھیں میں اسے گوشہ کمان سے زندہ پکڑ کر لاؤنگا۔ شاہجہان نے بہتیرا منع کیا۔ لیکن بے سود دارا شکوہ تمام لشکر اور ارکان سلطنت کو لیکر مقابلہ پر آیا۔ اورنگزیب نے اپنے لشکر کو تاکید کر رکھی تھی۔ کہ خبردار جنگ کی ابتدا تمہاری طرف سے نہ ہو جب مخالف تم پر ہاتھ اٹھائیں تو تم بھی کچھ کسر نہ اٹھا رکھنا۔ جب دو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو دارا شکوہ کی طرف سے ابتدا ہوئی۔ پھر اورنگزیب بھی لشکر کی مشغول جنگ ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔

خروش سواران آواز کوس ... ہوا قیرگوں شد زمیں آبنوس
ز دو لشکر آواز سنبور نائے ... برآمد ز دہلیز پردہ سرائے
شدہ روئے میداں چو باغ جناں ... گل روسر غنچہ دہستاں
چمنہائے او شد صف کارزار ... ہمہ دار او مردم حربہ دار
ہمہ میوہ اش خنجر و تیغ و تیز ... بہ بر باغ بود آں بیکے رستخیز
جہاں گشتہ چوں روئے زنگی سیاہ ... درآمیختہ یک بدیگر سپاہ
دو لشکر چو مور و ملخ تاختند ... بنزد جہاں در جہاں ساختند

بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند　　گذرگاہ کردند بر مور تنگ
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ　　ز تیرہ ہوا شد چو پشتِ پلنگ
ز بس کشتہ افتاد بر خاکِ راہ　　شدہ عرصۂ رزم گہ قتل گاہ

کہتے ہیں اس قدر کشت خون ہوا کہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا اسی گھمسان میں اورنگ زیب کے لشکر کی طرف سے ایک بارود کا گولہ دارا شکوہ کے ہاتھ پر پڑا جس سے فیل بان جل گیا۔ اتنے میں ایک اور گولہ لگا جس سے فدائی جو فیلبان کے پیچھے تھا۔ مرا۔ تیسرا ہاتھی کی عماری پر پڑا۔ جب دارا شکوہ نے یہ حالت دیکھی تو مجبور ہو کر ہاتھی پر سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہو لیا۔ جب اس کے لشکر نے اُسے ہاتھی پر نہ دیکھا تو خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے اس لئے اس کا سارا لشکر بھاگ اُٹھا۔ جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ تمام لشکر کو شکست ہوئی۔ تو خود بھی بھاگا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر روانہ کیا۔ آخر وہ شاہجہان آباد سے بھی بھاگ گیا۔ اورنگ زیب نے فتح کے بعد باپ کی ملاقات کے بارے میں عرضی لکھی۔ اور ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ اسی اثنا میں ایک جاسوس شاہجہان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط اورنگ زیب کے پاس لایا جو اس نے دارا شکوہ کی طرف اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ تو شاہجہان آباد کے گرد نواح میں رہ۔ فلاں روز اورنگ زیب میری ملاقات کو آئیگا۔ تو میں اُسے پکڑ کر قید کرونگا۔ اور تجھے بلا کر تخت پر بٹھاؤں گا اورنگ زیب نے یہ خط دیکھکر باپ کی ملاقات کو جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا جب مقررہ دن آیا تو شاہجہان نے تمام شہر سجوایا۔ اور قلعہ کی آرائش کروائی۔ اور بیٹے کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن جب اورنگ زیب نہ گیا۔ تو شاہجہان کو بڑا تعجب ہوا دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہان آرا بیگم کو اُس کے پاس بھیجکر نہ آنے کی وجہ پوچھی اورنگ زیب نے اس کے جواب میں شاہجہان کا وہی خط پیش کر دیا خط کو دیکھکر جہاں آرا بیگم اپنا سا منہ لے کر واپس آئی اور باپ سے سارا حال بیان کیا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو شاہجہان کے پاس بھیجا اور نصیحت کی کہ دادا جان کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لانا اور اپنا بند و بست کرنا۔ تمام شہر اور قلعہ میں اپنے آدمی بٹھانا۔ وہ جا کر آداب بجا لایا۔ اور شہر و قلعہ پر اپنے آدمی مقرر کر گیا گو اورنگ زیب نے شاہجہان کو باہر نکلنے سے روکا لیکن وہ بدستور تخت پر بیٹھتا اور

بڑے بڑے اُمرا آکر اُسے شاہانہ سلام کرتے اور ہر کام کے متعلق وہ حکم احکام جاری کرتا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے مرادبخش کی فتنہ انگیزی اورنگ زیب پر ظاہر کردی اس واسطے اورنگ زیب نے مرادبخش کو گرفتار کرلیا۔

اب ہم شجاع کا قصہ بیان کرتے ہیں جب اُس نے سلیمان شکوہ سے شکست کھائی تو دوبارہ لشکر لے کر چڑھ آیا۔ اورنگ زیب نے بھی کافی لشکر سے اس کا مقابلہ کیا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور تیرو تلوار کی نوبت آئی۔ تو بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ طرفین کے بے شمار آدمی میدان میں کام آئے۔ اسی اثنا میں وہ مہاراجہ جو پہلے اورنگ زیب سے شکست کھا چکا تھا۔ دوبارہ بے شمار لشکر لے کر پیچھے سے حملہ آور ہوا۔ مخالفین نے اورنگ زیب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ قتل ہوا۔ اور بعض بھاگ بھی گئے۔ صرف گنتی کے آدمی اُس کے پاس رہ گئے ؎

چو کردند دشمن برو دست برد — رخ نامداران او گشت زرد
دگر بارہ چرخش چہ بازی نمود — جہانش چہ نیرنگ سازی نمود
نبودست در لشکر او شکیب — کہ دست از عنان رفت پا از رکیب

قریب تھا کہ اورنگ زیب کی جان پر آبنے۔ اس وقت حضرت خازن الرحمت کے فرزند سعدالدین کو کہا۔ کہ یہ کیا حالت ہے۔ آپ کے چچا صاحب نے تو فتح وسلطنت کی خوشخبری دی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ چچا جان نے فرمایا ہے حق ہے۔ تم قائم رہو۔ اور آنحضرت نے جو کلاہ تمہیں عنایت کی ہے وہ مخالفوں کو دکھاؤ۔ اورنگزیب باطن میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب کی کلاہ دشمنوں کو دکھائی دشمن دیکھتے ہی تتر بتر ہو گئے۔ اُن کی شکست کا باعث بھی دارا شکوہ ہوا۔ یعنی ہاتھی سے اتر جب گھوڑوں پر سوار ہوئے تو فوج پراگندہ ہو کر بھاگ گئی۔ اور آخر خود بھی بھاگ اُٹھے۔ اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو انکے پیچھے بھیجا لیکن شجاع ایسا گم ہوا کہ آج تک اُس کا پتہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے کابل میں آکر سکونت اختیار کی۔ شجاع نعمت اللہ ولی کا مرید تھا۔ شکست کے وقت ایک شخص نے اُسے کہا کہ تم شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید تھے۔ اورنگ زیب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا

مرید تھا۔ اورنگ زیب کو اپنے پیر کی توجہ سے سلطنت ملی۔ لیکن تمہارے پیر کی توجہ نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔ شجاع نے کہا سلطنت تو مجھ سے چھن گئی۔ اب میرے دین میں کیوں خلل ڈالتے ہو۔ میں خدا کی خاطر مرید ہوا تھا۔ کچھ سلطنت کی خاطر تو نہیں ہوا تھا۔

ذکر در بیان

جنگ دوم اورنگ زیب و دارا شکوہ و فتح یافتن و بر تخت نشستن اورنگ زیب :۔

جب دارا شکوہ اورنگ زیب سے شکست کھا کر پنجاب گیا۔ تو دوبارہ لشکر کے جمع کرنے کی فکر میں ہوا۔ اس بارے میں ایک خط راجہ کی طرف لکھا۔ راجہ نے جواب میں لکھا۔ کہ اگر آپ میرے ملک میں آئیں تو حتے المقدور جانفشانی کی جائے گی۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج لے کر اجمیر گیا۔ جہاں سے مہاراجہ کا ملک قریب تھا۔ اس اثنا میں راجہ کے بعض دوستوں نے اُسے سمجھایا کہ اس بھگوڑے کا کیا ساتھ دیتے ہو۔ مستقل بادشاہ تو اورنگ زیب ہو گیا ہے۔ جب سارے ہندوستان کا لشکر جمع تھا۔ تو اس اکیلے نے سب کو شکست دی۔ اور دو دفعہ تم خود اس سے شکست کھا چکے ہو۔ اب یہ فوج جو اُس کی فوج سے نیچا دیکھ چکی ہے اس کے مقابلے کی تاب کیونکر لا سکتی ہے اگر اب کی مرتبہ جاؤ گے۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ پھر بھاگ آؤ گے۔ اور جہاں جاؤ گے شاہی آدمی تمہیں تلاش کر کے ذلیل و خوار کریں گے۔ اور بادشاہ کے پاس لے جا کر تمہیں قتل کر دینگے۔ تیری اولاد کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب سے اپنے گذشتہ قصور معاف کرائے مہاراجہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ایک عرضی معافی تقصیرات کے بارے میں اورنگ زیب کی خدمت میں بھیجی۔ بادشاہ نے اُس کے گذشتہ قصور معاف کیئے جب اورنگ زیب نے سنا۔ کہ دارا شکوہ لشکر جمع کر کے اجمیر پہنچ چکا ہے۔ تو یہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ جب شیخ سعدالدین نے اورنگ زیب کو فرمایا کہ اس جنگ کا مہتمم اور سپہ سالار کوئی اور شخص مقرر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں سپہ سالار

پر سخت مصیبت آئے گی۔ تو اورنگ زیب نے اپنے ایک رکن سلطنت شیخ میر کو اپنی فوج کا افسر مقرر کر کے دارا شکوہ سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ اورنگ زیب خود لڑائی کے لئے آرہا ہے۔ تو اپنے دوسرے بیٹے سپہر شکوہ کو مہاراجہ کے پاس بھیجکر مدد کی درخواست کی۔ لیکن راجہ نہایت سرد مہری سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میری فوج کا اکثر حصہ قتل ہو چکا ہے۔ اور کچھ متفرق ہو گئی۔ سردست مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سپہر شکوہ ناامید ہو کر واپس آیا۔ اور حقیقت حال سے باپ کو آگاہ کیا۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج ساتھ لے کر آمادہ جنگ ہوا۔ اورنگ زیب نے مہاراجہ کو حکم دیا۔ کہ وہ بھی شیخ میر کی فوج کے ساتھ مل جائے۔ چنانچہ وہ آملا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہوا ؎

سپہ ہر دو سو در خروش آمدند — دو دریائے آتش بجوش آمدند
ز سم ستوران ہر دو سپاہ — تزلزل در آمد بہ ناوردگاہ
رواں گرد دریائے چوں لعل رنگ — شناور ہزاراں در آنجا نہنگ

طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے۔ اس وقت دارا شکوہ کی فوج نے اورنگ زیبی لشکر میں گھس کر بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ حتیٰ کہ شیخ میر کے ہاتھی کے قریب پہنچکر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جب تیروں کے سبب قریب المرگ ہو گیا اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ تو تکیہ منگا پیٹھ کو سہارا دیا۔ تاکہ لوگوں کو یہی معلوم ہوا کہ شیخ میر زندہ ہے۔ جو فدائی پیچھے کی طرف بیٹھا تھا۔ اسے کہدیا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس سے اشارہ کرتے رہنا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم رہے۔ کہ میں زندہ ہوں۔ اس فدائی نے شیخ میر کے مرنے کے بعد ایسا ہی کیا۔ سب کو معلوم ہو گیا۔ کہ شیخ میر ابھی زندہ ہے۔ اس واسطے خوب جان توڑ کر لڑے اتنے میں اور فوج بھی مدد کے لئے آپہنچی۔ پھر کیا تھا۔ اورنگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔ دارا شکوہ حسب عادت بھاگ کھڑا ہوا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا۔ دارا شکوہ شہر بشہر اور گاؤں بہ گاؤں مارا مارا پھرتا تھا۔ بالآخر ملک جیون کے ایک سوداگر کے ہاں جو اس کا مخلص تھا اور جس کی آشنائی پر اُسے بھروسہ تھا

جا نکلا۔ پہلے تو وہ اس کی مدد پر آمادہ ہوا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہی آدمی اس کے تعاقب میں آ گئے ہیں۔ تو خود شاہزادہ کو اُن کے حوالے کیا۔ اور کہا کہ میں نے بڑی تلاش سے اسے پکڑا ہے۔ کہ بادشاہ کے سپرد کر دوں۔ جب تاجر خوشی خوشی انعام و اکرام کی امید پر اورنگ زیب کے پاس آیا۔ تو بادشاہ نے سوداگر کو کہا کیا تیرے لئے یہ مناسب تھا۔ کہ وہ تجھ پر بھروسہ کر کے تیرے پاس پناہ لے اور تو اسے پکڑ کر میرے حوالے کر دے تو نے سخت بے وفائی کی ہے۔ بخدا میں تجھے کچھ نہیں دونگا۔ سوداگر شرمندہ ہو کر بادشاہ کے ہاں سے نکلا۔ لوگوں نے بادشاہ کے اشارے سے اسے پتھروں سے ہلاک کیا۔ دارا شکوہ کو ایک مضبوط مقام پر نظر بند کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اُسے کہلا بھیجا کہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرو۔ دارا شکوہ نے کہا میں تمہارے کہنے سے توبہ نہیں کرونگا۔ جن عقائد حق پر ہوں ہوں اورنگ زیب نے علما کو بلا کر اس کے عقائد باطلہ سے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے انہیں واقف کیا۔ اور فتوے کی درخواست کی۔ تمام علما نے اُس کے قتل کا فتوے دیا۔ اورنگ زیب نے ایک امیر کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ کہتے ہیں اس وقت وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ پہلے قرآن شریف کو اس کے پاس سے اُٹھا لیا۔ اور پھر اس کے بیٹے کو اس سے جدا کیا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے قتل کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ تو ایک چھوٹی سی چھری سے قاتلوں پر تین مرتبہ حملہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کو کہا بابا سپہر شکوہ یہ ہمیں قتل کرنے کو آئے ہیں۔ بعد ازاں اُسے قتل کر کے اس کا سر اورنگزیب کے پاس لائے۔ جو بادشاہ کے حکم سے دفن کیا گیا ٭

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے حضور میں عرض کیا کہ دارا شکوہ مر گیا ہے آنحضرت ؓ نے فرمایا ایمان لے گیا۔ مراد بخش بھی کسی کے دعوے کی وجہ سے قتل ہوا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنی لڑکیاں دارا شکوہ اور مراد بخش کے لڑکوں کو دیکر اُن سے ان کے باپوں کے خون معاف کرائے۔ شاہجہان نے اپنے فرزندوں کے قتل کی خبر سنکر سخت افسوس کیا اور کہا۔ یہ حضرت قیوم ثانی کی بددعا سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے ٭

بعد ازاں اورنگ زیب بے دھڑک ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ تخت پر جلوس کیا۔ اپنا خطاب عالمگیر مقرر کیا۔ اللہ تعالے کا شکر بجا لایا۔ اور تمام ملحد اور بے دینوں کو جنہیں

داراشکوہ کے وقت میں رواج تھا قتل کیا۔ سرمد کو بھی قتل کیا۔ سرمد بالکل مادر زاد ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے ملا عبدالقوی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ستر ڈھانپو سرمد نے کہا شیطان قوی ہے۔ ملا نے بادشاہ کو کہا کہ اس نے کفر کا کلمہ کہا ہے اس لئے واجب القتل ہے بادشاہ اس کے قتل کے لئے راضی ہو گیا۔ کہتے ہیں جب جلاد نے سرمد پر تلوار کا وار کیا تو اس نے ابھی صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا تھا جب اس کا سر جدا ہو کر زمین پر گرا تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا۔ بادشاہ کو اس کے قتل کا بڑا افسوس ہوا۔ اورنگ زیب نے تمام شرعی احکام جاری کئے۔ اور بدعت اور گمراہی کو جڑھ سے اکھاڑ دیا۔ تمام سرکشوں اور گمراہوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

ذکر در بیان

سال سی و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰی امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ و مراجعت آنحضرت از حرمین الشریفین بہ ہندوستان :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے عرب۔ یمن روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ اور اپنے بڑے بڑے خلفا مثلاً شیخ مراد شامی اور شیخ عبداللہ حجازی وغیرہ کو بھی واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور خود ہندوستانی آدمیوں سمیت جہاز پر سوار ہوئے آنحضرت نے اپنے فرزند ارجمند حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ اللہ تعالٰے کی عنایات اس قدر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اللہ تعالٰے نے تم بھائیوں کو تمام اولیائے امت سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور مجھے الہام ہوا ہے کہ تیرے فرزند اولیائے امت سے مستثنٰے ہیں اور تیرے خلفا ہمارے بڑے مقرب ہیں۔ آنحضرت سمندر سے عبور کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچے۔ تو ہر روز ہزارہا آدمی مرید ہونے لگے صبح شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ایک روز اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں میں اس فکر میں تھا کہ اس قدر بندگان خدا پر تصرف کرنا پسندیدۂ حق ہے۔ یا نہیں۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے کو حتے کہ تمہیں بھی چھوڑنا چاہا اتنے میں عنایات الٰہی سے غیب سے آواز آئی۔ اور حق تعالٰے کا فضل و کرم ظاہر ہوا۔ الہام ہوا کہ ہم خود

اپنے بندوں کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور ارشاد کا ہنگامہ ہم خود برپا کرتے ہیں تمہارے سارے مرید ہمارے مقبول ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ جب کبھی کلاہ اور شجرہ طالبوں کو دیتے ہیں۔ تو اُسے بھی حق تعالےٰ سے منسوب پاتے ہیں +

جب عالمگیر کو جناب کی واپسی کی خبر ملی۔ تو اُس نے حکم دیا کہ ہندوستان کے تمام علما مشائخ اور امرا وغیرہ آنحضرت کے استقبال کے لئے جائیں۔ آنحضرت جس گاؤں یا شہر میں آتے تھے وہاں کے تمام اعلےٰ ادنےٰ اور چھوٹے بڑے جناب کے استقبال کیلئے آتے تھے۔ اسی طرح اکبر آباد تک پہنچے۔ تو شاہجہان نے ضیافت کے لوازمات کما حقہٗ مہیا کئے اور دارا شکوہ کی سابقہ حرکات سے شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ اگر جناب دوبارہ مجھے تخت سلطنت پر بٹھائیں۔ تو جو کچھ جناب کی مرضی ہے اسی طرح عمل میں لاؤں۔ اور جو باعث فساد ہو اس کو بیچ سے نکال دوں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ عالمگیر شاہجہان آباد سے اکبر آباد تک آنحضرتؓ کے استقبال کو آیا اور شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ آنجناب نے بھی اس پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور اُس کے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت آنحضرت شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ علاوہ ان آدمیوں کے جو صرف استقبال کے لئے آئے تھے پچاس ہزار آدمی آپ کے مرید اس وقت حاضر خدمت تھے۔ جن میں سے تین ہزار سات سو خلفاءؓ تھے۔ اُن کی سواری کے لئے ایک ہزار اونٹ۔ چار ہزار گھوڑے خچر ٹٹو۔ چند ایک پالکیاں اور سات سو رتھ اور بہلیاں ساتھ تھیں۔ عالمگیر نے عرض کیا کہ آنجناب مجھے خود دست مبارک سے تخت پر بٹھائیں۔ آنحضرت بہ نفس نفیس قلعہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور عالمگیر کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ نے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اور سرہند مع مضافات بطور اخراجات خانقاہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا حضرت خازن الرحمت نے بھی منظور نہ فرمایا۔ آنحضرتؓ کے فرزندوں نے بھی انکار کر دیا۔ لیکن آنحضرتؓ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد یحییٰ نے اُس میں سے تھوڑا سا لے لیا بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ دار الارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے جب شہر کے قریب پہنچے۔ تو سرہند کے تمام لوگ استقبال کے لئے آئے شہر کی آرائش کی گئی۔ خوشیاں منائی گئیں اور اہل شہر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے آنحضرت

پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کو گئے۔ بعد ازاں تھوڑی خانقاہ میں ٹھہر کر محل میں تشریف لے گئے +

اسی سال ایک روز آنحضرت خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمان سے اُترے جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ نہایت لطف و کرم سے آنجناب کے سر اور چہرہ پر بوسہ دے کر پھر آسمان پر چلے گئے +

اسی سال آنحضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب اشرف انبیا سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دونو باپ بیٹوں یعنی حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی کے حق میں فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ اس شہر میں حق تعالےٰ نے اپنے دو ایسے بندے پیدا کئے ہیں کہ فرشتے آسمان پر سے ان کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے +

عرب و ہند کے اکثر آدمیوں کی التماس کے مطابق آنحضرتؓ کے الہامات اور مکاشفات عربی زبان میں جمع کئے گئے۔ اور اس کتاب کا نام حسنات الحرمین یاقوت احمر رکھا گیا۔ یاقوت احمر نام مقرر کرنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں اس کتاب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں لیجاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آنحضرتؓ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جب یہ رسالہ آنحضرت کے روضہ مبارک میں لے گئے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کمال بشاشت و عنایت ظاہر کر کے فرمایا کہ جس قسم کا فضل ربی تم پر ہوا ہے۔ کسی پر کم ہوا ہے اور یہ مکاشفات بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت قیوم اوّل کمال مرحمت سے میرے گرد پھرتے ہیں اور خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہیں۔ بعد ازاں دو آدمی دو خوان ہاتھ میں لئے ہوئے آئے ایک کی حقیقت تو معلوم نہ ہوئی۔ دوسرے نے ہمارے سامنے تھال لا رکھا جس میں نہایت آبدار جواہر احمر یاقوت تھے۔ جن کی روشنی سے تمام مجلس روشن ہو گئی۔ الہام ہوا

کہ یہ یواقیت و جواہرات تمہارے مکاشفات ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے آ کر جواہرات اور یاقوت کا جڑائی تاج میرے سر پر رکھا۔ اس واسطے حضرت مروج الشریعت نے حسنات الحرمین کا نام یاقوت احمر رکھا۔

حضرت قیوم اول کے خلیفہ ملا بدالدین کے فرزند ارجمند محمد شاکر نے اس یاقوت احمر کا ترجمہ عربی سے فارسی میں حضرت مروج الشریعت کے ایما سے کیا۔ جن مکاشفات کا ذکر "روضۃ القیومیۃ" میں ہے وہ یاقوت احمر سے لئے گئے ہیں۔

ذکر و بیان

سال سی و ہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اس سال عالمگیر بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ آنجناب اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیجدیں۔ اور ایک خط حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آنجناب نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ بادشاہ نے اس مضمون کا ایک خط لکھا ہے۔ سو حضرت خازن الرحمت بادشاہ کی التماس اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امیروں کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا۔ جو آپ کو بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ آپ مدت تک شاہجہان آباد میں رہے۔ بعد ازاں ایک مرض لاحق ہوا۔ جو روز بروز غالب آ گیا۔ حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو رخصت لیکر وطن کی طرف لوٹے۔ اثنائے راہ میں پہنچا لکہ مقام پر داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ کی وفات کا حال سُنکر بہت غمگین ہوئے۔ جب لاش سرہند میں آئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ اسے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے قبہ میں دفن کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ جب آنحضرت نے سخت تاکید فرمائی کہ ضرور قبہ کے اندر دفن کرو تو لوگوں نے مجبوراً قبہ کے اندر خواجہ محمد صادق رحمت اللہ علیہ کی قبر کے برابر کدال

زمین پر مارا۔ پڑتے ہی قبر کی دیوار چاروں طرف پیچھے ہٹ گئی۔ اور قبہ کے اندر کا فرش گم ہو گیا۔ اور قبر کے واسطے جگہ نکل آئی۔ حضرت خازن الرحمت کو قبہ کے اندر دفن کیا گیا۔ جب قبر میں رکھا۔ تو آنحضرت نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی آنکھیں کھول لیں۔ دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اسی اثنا میں آدمیوں میں شور مچ گیا۔ تو آنحضرت نے حضرت خازن الرحمت کو آنکھیں بند کرنے کا اشارا کیا۔ پھر مٹی ڈال دی گئی +

آج کل ایک دفعہ کسی طرح قبر کا دہانہ کھل گیا۔ تو دیکھا کہ حضرت خازن الرحمت کا بدن وکفن بدستور سلامت ہیں۔ گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ آپ کی قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کے وصال کے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مولوی فرخ شاہ نے اپنی مریدی کے لئے اذن کے واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی کے روضہ منورہ میں جا کر مراقبہ کیا۔ تو حضرت خازن الرحمت نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ جا کر اپنے چچا کے مرید ہو جاؤ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قائم مقام ہیں +

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اپنے ایام زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ شیعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام معصوم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے۔ سو ہمیں امام معصوم مل گیا ہے۔ انہیں کہدو کہ آکر اس امام کے مقتدی بنیں +

نیز حضرت خازن الرحمت فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے بھائی کے کمالات لا انتہا ہیں۔ جب حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں نے آنحضرت سے رجوع کیا تو آنجناب نے انہیں شروع سے سلوک سکھایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس قدر تو اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر لیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میری عادت ہے کہ میں شروع سے کراتا ہوں۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ابتدا سے سلوک شروع کیا +

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعض مخالفوں نے اپنی طرف سے ایک خط لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ کہ سنا جاتا ہے۔ تم جب عورتوں کو مرید کرتے ہو۔ تو ان کے پستانوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں قلبی ذکر سکھاتے ہو +

جب یہ خط آنحضرت کو ملا تو سخت ناراض ہوئے چنانچہ چہرہ مبارک کا

رنگ سُرخ ہوگیا۔ اس کے جواب میں بادشاہ کو لکھا۔ کہ ہم ایسا نہیں کرتے کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے۔ کیا خدا کے غضب سے تم نہیں ڈرتے ہم نے تمہارے واسطے کس قدر کوشش کی ہے۔ حق تعالےٰ نے تمہیں سارے ہند کا بادشاہ کیا ہے تمہارے دشمنوں کو ذلیل و پائمال کیا ہے۔ اسی طرح دارا شکوہ تخت سلطنت سے پایہ ذلت کو پہنچا تھا تو بھی دارا شکوہ کی طرح بننا چاہتا ہے۔ بادشاہ یہ خط دیکھکر بہت گھبرایا۔ قسم کھائی کہ مجھے اس خط کی خبر بھی نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کس نے یہ خط لکھا ہے جو آنحضرت کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے۔ میں آنجناب کا سب سے ادنےٰ مرید ہوں۔ میری کیا ہستی کہ ایسی گستاخی کروں۔ یہ محض افترا ہے۔ برائے خدا مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ ورنہ میری دنیا اور دین دونو خراب ہو جائینگے۔ آنحضرت بھی سمجھ گئے کہ بادشاہ اس معاملہ میں بالکل بے قصور ہے۔ یہ یار لوگوں کی افترا پردازی ہے۔ بادشاہ نے ان مفتریوں کی تفتیش کرکے سزا دی۔ اور خود عذر خواہی کے لئے آنحضرت کی خدمت میں سرہند پہنچا۔ اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے قصر قدیم کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے بطور ورثہ ملا تھا چھوڑ کر صندل پورہ کے نئے محل میں جو آپ نے بنوایا تھا۔ آباد ہوئے۔ اب وہ محل آنجناب کے روضہ مبارک کے برابر ہے اور وہیں اپنے فرزندوں کو محل تقسیم فرمائے۔ اور وہ پرانا محل شیخ سیف الدین کو عنایت فرمایا۔ لیکن پانچوں وقت نماز فریضہ اسی خانقاہ میں آکر پڑھتے +

ذکر در بیان

سال سی و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ است:۔

جب سلطان عالمگیر کو معلوم ہوا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ مذکورہ بالا خط کی وجہ سے ناراض ہیں۔ تو بہت گھبرایا اور معافی مانگنے کے لئے سرہند میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر آداب قیومیت بجا لایا۔ اور عرض کرنے لگا۔ کہ میں جان و دل سے آنجناب کا مرید اور فدوی ہوں۔ مجھے اس خط کی بالکل خبر نہیں جنہوں نے

وہ خط لکھا ہے۔ میں نے انہیں سزا دی ہے۔ آنحضرتؓ نے اس پر بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ معلوم ہوا کہ واقعی تمہیں اس کا علم نہیں تھا۔ خاطر جمع رکھو ہم تم سے ناراض نہیں۔ جن لوگوں نے یہ خط لکھا تھا۔ انہیں کیوں سزا دی ۔ ہم درویش آدمی ہیں۔ ہمیں کسی سے کیا دشمنی۔ بادشاہ اس محل میں اُترا جو شاہجہان نے یہاں بنوا رکھا تھا۔ فجر کے حلقہ کے وقت اکثر آنحضرت کی خدمت حاضر ہوتا۔ طرح طرح کے عجز و انکسار سے پیش آتا۔ آنحضرت بھی کبھی کبھی شاہی محل میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک روز آنحضرت بادشاہ کے پاس شاہی محل میں تشریف فرما تھے۔ چاروں طرف سے ہدئیے تحفے اور نظر و نیاز کی آمد تھی۔ ہزار ہا روپیہ نقد اور مال و اسباب آنجناب کی خدمت میں لوگ لا رہے تھے۔ اس وقت مستحق لوگ بھی بیٹھے تھے۔ ایک ان میں سے اکیلا ہی سارے تحفے اور ہدئیے سمیٹتا گیا۔ دوسرے خالی بیٹھے تھے۔ حتیٰ کہ اس قدر روپیہ اس نے لیا کہ اس سے اٹھایا نہیں جا سکتا تھا۔ آنجنابؓ نے بھی کچھ نہ فرمایا۔ لیکن وہ باوجود اتنا روپیہ لینے کے بھی سیر نہ ہوا۔ اتنے میں ایک شخص دو ہزار اشرفی بطور نذر لایا وہ بھی اس شخص نے لینی چاہی۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے عزیز! ابھی تک سیر نہیں ہوئے اتنا لے چکے ہو۔ اب یہ روپیہ اوروں کا حق ہے۔ بعد ازاں آنحضرت نے وہ روپیہ دوسرے مستحقوں کو تقسیم کیا۔

ابھی بادشاہ سرہند ہی میں تھا کہ بعض کور باطن مخالفوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنایا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ نے آپ کے مکان کے قریب کی زمین آپ کو عمارت کے لئے دے رکھی تھی۔ جس میں پہلے کھیتی باڑی ہوا کرتی تھی۔ اس زمین کا مالک بعض مخالفوں کے ورغلانے سے اس زمین کے دینے میں ٹال مٹول کرتا تھا۔ آپ نے آدمیوں کو بھیجا۔ جو اُسے پکڑ لائے۔ اتنے میں مخالفوں نے ایک شخص کو کہا کہ زمین کا مالک مار ڈالو۔ اور کہو کہ شاہ جیو نے مارا ہے۔ ایک شخص نے اس وقت آکر اُس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا جب کہ اُسے شاہ جیو کے آدمی اُسے پکڑ کر لیجا رہے تھے وہ مر گیا اور قاتل غائب ہو گیا۔ مخالفین جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کہ شاہ جیو کے آدمیوں نے اُسے قتل کیا ہے۔ حالانکہ شاہ جیو کے آدمیوں میں سے

ایک کے پاس بھی اس وقت کوئی چھری یا چاقو وغیرہ نہ تھا۔ مخالفوں نے اس کے وارثوں کو بھڑکایا۔ کہ تم دعوےٰ کرو۔ اُس کے وارث اس وقت فریاد دے کر آئے۔ جب کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور بادشاہ دونو اکٹھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے دعوےٰ کیا۔ کہ شاہ جیو نے فلاں شخص کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس وقت شاہ جیو میرے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر حکم دیا کہ ان کو نکال دو۔ آنحضرت نے فرمایا کیوں نکالتے ہو۔ ان کی حق رسی کرو۔ اور شریعت کے مطابق کارروائی کرو۔ بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ چنانچہ اس مقدمہ کیلئے ایک دن مقرر ہو گیا۔ اس روز تمام ارکان شرع۔ قاضی۔ مفتی وغیرہ جمع ہوئے۔ آنحضرت نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا۔ کہ اس مجلس میں بیٹھکر اس مقدمے کا فیصلہ کرو۔ حضرت مروج الشریعت اور حضرت شاہ جیو دونو وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ کا وکیل بھی آیا۔ جو مخالفوں سے ملا ہوا تھا۔ مقتول کے وارث بھی آئے۔ بہتیرا غور کیا۔ لیکن کسی طرح جرم ثابت نہ کر سکے۔ اتنے میں چند آدمیوں نے آکر گواہی دی کہ اسے تو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ جب قاتل کو بلایا گیا۔ تو اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں آدمی نے ایسا کرنے کیلئے کہا تھا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرا دیا +

انہیں دنوں ایک روز بادشاہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت مروج الشریعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پڑھ رہے تھے بادشاہ نے جب حضرت مروج الشریعت کا رنگ ڈھنگ دیکھا اور اُن کے پڑھنے کا طرز ملاحظہ کیا تو بے اختیار شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں چند روز حضرت مروج الشریعت کی ہمنشینی سے مشرف ہوں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا کہ بادشاہ کی یہ خواہش ہے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ عرض کیا کہ اگر جناب کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ اگر میری مرضی دیکھو تو میں اُس کی شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ آنحضرت اِس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اور بادشاہ کو فرمایا کہ ان کا دل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا۔ بعد ازاں بادشاہ آنحضرت سے رخصت ہو کر کشمیر گیا۔ چند روز وہاں رہ کر پھر لوٹا۔ لوٹتے وقت آنحضرت بیمار تھے اس واسطے بادشاہ پھر سرہند میں اترا۔ اور تا صحت وہیں رہا۔ بعد ازاں رخصت لیکر شاہجہان آباد میں گیا +

ذکر و بیان

سال سی نہم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ و مناظرہ شدن معصومیان و سعیدیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ

اس سال معصومیوں اور سعیدیوں میں مناظرہ ہوا۔ اس قصہ کی اصل یوں ہے کہ ایک روز حضرت خازن الرحمۃ کے فرزند مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ بادشاہی محل واقع سرہند میں تھے۔ اس وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابو القاسم معہ دو بھتیجوں کے وہاں گئے۔ وہاں پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ کا ذکر خیر ہوا۔ تو اس پر شیخ ابو القاسم سعیدیوں سے ناراض ہو گئے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں شیخ ابو القاسم نے آ کر عرض کیا۔ کہ آپ اپنے بھتیجوں کو بیٹوں کے برابر عزیز جانتے ہو۔ اور وہ آپ کے مرید بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور اپنے باپ کو آپ سے بدرجہا افضل کہتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اچھا اگر چاہتے ہیں تو مجھ سے کچھ نہیں حاصل کریں گے۔ خاصکر شیخ عبدالاحد پر سخت ناراض ہوئے۔ جب کبھی شیخ عبدالاحد آتے آپ بالکل پرواہ نہ کرتے۔ میرے (مؤلف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد نے مجھ سے کہا۔ کہ مجھ سے اور تو کوئی قصور نہیں ہوا۔ صرف اتنا ہوا ہے کہ شیخ ابو القاسم حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تعریف کر رہے تھے۔ تو میں نے حضرت خازن الرحمۃ کے اوصاف بیان کئے۔ سعیدی حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے برابر جانتے ہیں۔ اس واسطے معصومی ان سے جھگڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی کو اپنا ولیعہد مطلق بنایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ انہیں تمام کمالات الٰہی بطریق اصالت عطا ہوئے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمۃ کو بطریق ضمنیت اصالت اور ضمنیت کا فرق ظاہر ہے دوسرے یہ کہ حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثانی رض کے مرید ہیں۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے اگر وہ یہ کہیں کہ حضرت خازن الرحمت بھی ہمارے پیر ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آخری پیر پہلے پیر کی نسبت معتبر ہوتا ہے۔ چنانچہ شروع شروع میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کئی جگہ مرید ہوئے

لیکن آخری پیر آپ کے شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سو شجرے میں شیخ ابوسعید مخزومیؒ کا اسم مبارک لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پہلے اپنے باپ کے مرید تھے۔ بعد ازاں خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ سو آنحضرت رضؓ کے معتبر پیر خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہی سلسلہ اب تک چلا آتا ہے اسی وجہ سے معصومیوں اور سعیدیوں میں نزاع چلی آتی ہے +

جب حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مزاج شیخ عبدالاحد سے پھر گیا۔ تو شیخ صاحب بہت گھبرائے۔ صبح شام آنحضرتؒ کی خانقاہ کے گرد روتے پھرتے تھے۔ حضرت مروج الشریعت کو شیخ صاحب سے خصوصیت تھی۔ ایک وز آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ شیخ عبدالاحد کے حق میں ایک لڑکے کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ آپ شیخ صاحب کو کئی مرتبہ تہجد کے وقت آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ اور حد سے زیادہ سفارش کی۔ حتےٰ کہ آنحضرت شیخ صاحب پر پھر مہربان ہوئے۔ آنحضرت اس مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عبدالاحد بہت مقید ہے اور خانقاہ میں ایک حجرہ بھی اس نے اپنے واسطے لیا ہے۔ آنحضرت شیخ صاحب پر حضرت مروج الشریعت کی طفیل سے نہایت مہربان تھے۔ اُن کے حق میں عمدہ خوشخبریاں سنائیں۔ ایک سال تک آنحضرت شیخ صاحب سے ناراض رہے +

اسی سال ایک دفعہ شیخ ابوالقاسمؒ اور شیخ سعد الدینؒ آپس میں جھگڑے حتےٰ کہ دونو کی مدد پر بہت آدمی جمع ہو گئے۔ قریب تھا کہ ہنگامہ برپا ہو۔ لیکن حضرت مروج الشریعت نے جاکر دونو کو ٹھنڈا کیا۔ اور شیخ سعد الدین کی تقصیر آنحضرت سے معاف کرائی +

اسی سال توران کے بادشاہ نے اپنے ایلچی کو معہ تحفہ ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جب وہ ایلچی سرہند میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرتؒ نہایت شفقت سے پیش آئے۔ بخارا کا حال پوچھا تو ایلچی کے ہمراہیوں نے نہایت افسوس سے عرض کیا کہ تمام بخارا رافضی ہو گیا ہے۔ آنحضرتؓ نے غمگین ہو کر پوچھا کہ وہ کیونکر۔ عرض کیا بخارا کے بازاروں میں علانیہ پنیر اور خربوزہ جو رافضیوں کی خوراک ہے فروخت ہوتے ہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ اس خوراک سے کوئی رافضی نہیں ہو جاتا +

اسی سال بادشاہ نے آنحضرتؓ سے التماس کی۔ کہ کوئی خلیفہ ارسال فرمائیں

تاکہ اُس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آنحضرتؓ نے اپنے بڑے خلفا میں سے حافظ صادق کو بھیجا۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ صاحب بھی شاہجہان آباد جا نکلے۔ ایک روز شیخ صاحب بادشاہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ حافظ صادق آکر شیخ صاحبؒ کے پاس بیٹھ گئے۔ اس پر شیخ ابوالقاسم سخت ناراض ہوئے۔ کہ میری اجازت بغیر میرے برابر بیٹھ گیا ہے۔ آپ نے یہ گلہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا۔ آنحضرتؓ نے حافظ صاحب کو جھڑکا کہ تم نے ابوالقاسم کا ادب کیوں ملحوظ نہ رکھا۔ کیونکہ وہ میرا فرزند ہے اُس کا ستانا میرا ستانا ہے۔ حافظ صاحب نے شیخ صاحب سے بہت بہت معافی مانگی۔ اور کئی ہزار روپیہ نذر کیا۔ شیخ ابوالقاسم حافظ صاحب پر مہربان ہوئے۔ اور آنحضرت کی طرف لکھا کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ آنحضرتؓ نے شیخ ابوالقاسم کو لکھا۔ کہ تم بھی عجیب قسم کے آدمی ہو کہ پہلے اس کی شکایت لکھی۔ اب اس کی سفارش کرتے ہو۔ پہلے اس کا کام بگڑوا دیا۔ اب بنوانے کے لئے کہتے ہو۔ آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا +

ذکر دربیان

سال چہلم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان کثرت ارشاد و سلطنت حضرت ایشان و رجوع کردن عالم و عالمیان سلاطین تمام جہان و علمائے و مشائخ زمان و دیگر اصاغر و اکابر وضیع و شریف کائنات بجناب قیومیت مآب ایشان عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ و مرید شدن شیخ محمد یوسف سجادہ نشین مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی کثرت ارشاد و مشیخت بیان سے باہر ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد او مشیخت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ مرات العالم و جہان نما میں جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ اور جن میں تمام جہان کے انبیاء۔ اولیاء۔ بادشاہ۔ حکما اور شعرا وغیرہ کے حالات ابتدائے خلقت سے لیکر عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ

حکومت تک کے مندرج ہیں۔ لکھا ہے کہ مشیخیت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا۔ جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ۔ جہان کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ۔ علما۔ مشائخ۔ چھوٹے بڑے وضیع و شریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے آنحضرتؓ کے مرید تھے۔ لاانتہا خاص و عام بندگان خدا صبح شام پروانوں کی طرح آنجناب پر جان فدا کرتے۔ ہندوستان۔ توران۔ ترکستان۔ بدخشان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام اور یمن کے بادشاہ آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور اس وقت کے بڑے بڑے شیخ اور علما گروہا گروہ اپنی مشیخیت ترک کر کے آنجناب کے مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں کے لوگ آنحضرت کو خواب میں دیکھ کر اور انبیا اور اولیاء سے خوشخبری پاکر حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ مختلف ملکوں میں آنجنابؓ کے خلفا کی خدمت میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مرید حاضر خدمت ہوتے۔ اور فنا و بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر کوئی ضروری کام ہوتا۔ تو کاغذ پر لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آنحضرت بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بہ سبب غایت ادب اُس نے آنجناب کے حضور میں کسی سے کبھی گفتگو نہ کی۔ اور بغیر اذن نہ بیٹھا۔ امرا و سلاطین کے آداب بالکل ادا نہ فرمایا کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقٰے کا جاہ و جلال اگر میں لکھوں تو ایک علیحدہ جلد درکار ہے صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفا کی گئی ہے۔ سفر حج سے واپس آکر آنحضرت کے ارشاد اور ہجوم خلق کی یہ کیفیت ہوئی۔ کہ امرا اور سلاطین کو جناب کی زیارت بہزار دقت نصیب ہوتی۔ کیونکہ آنجنابؓ کے حضور میں اعلےٰ و ادنےٰ سبھی برابر تھے۔ ہر روز ہزارہا آدمی مختلف ممالک سے جناب کی زیارت کو آتے۔ آپ کی عادت تھی۔ کہ براہ راست کسی کو آپ سے ملاقات نصیب نہ ہوتی۔ بلکہ آپ کے کسی فرزند کے وسیلہ سے زیارت نصیب ہوتی۔ اور وہی لاکر مرید کرواتے۔ اور جو مخدوم زادہ جس کو اس طرح مرید کرواتا۔ وہ اسی کے مریدوں میں شامل ہوتا +

ایک دفعہ کوئی مہینہ بھر یہ حالت رہی کہ صرف شیخ سیف الدین فرزند خاص ہی